ज्ञानी तोड़ना झगड़ा छोड़

1213

اوم آریہ مسافر دہلی
جلد ۲ اساڑھ-ساون-بھادوں سمت ۱۹۸۰ نمبر ۳ تا ۵

کفر توڑ کا بھانڈا پھوڑ

یا

بہروپئے کا نیا سوانگ

مصنفہ

لکھشمن آریوپ…

سٹار پریس دہلی میں لکھشمن پرنٹر و پبلشر کیلئے چھپا

قیمت فی جلد ۱۲/ ار

مجبوری و معذوری

کہاں مہرشی دیانند سے پہلے کی باہمی نفرت و مغائرت اور کہاں آج ہندو مسلمانوں کا مذہبی جلسوں اور مباحثوں
میں محبت سے مل بیٹھنا و اختلافات کی تبادلۂ خیالات سے بیخکنی کرنا۔ فی الحقیقت یہ حقیقی اور مستقل ملاپ کا پیش خیمہ ہے
لیکن اس منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے ان منحوس ستیوں سے محتاط رہنا ضروری ہے جو پھول کے ساتھ کانٹے کا کام
کرتی ہیں۔ دہرمپال کی تصنیف کفر توڑ اُسے گا وصل کیساتھ خار فصل ثابت کرتی ہے وہ خفیہ اغراض کیلئے شرم
بطالت و غلاظت کا پلندہ پبلک کے پیش کرتا ہے اور اکثر مسلمان دہوکہ کھا کر سچے دہرم کی اہانت میں اعانت کر
ہم عجب مجبوری میں ہیں غازی محمود کی تمام مبارک تخصیص کا پول کھولنے پر صبر کریں، تو مذہبی مسائل پر
رہنے سے گمراہی پھیلتی ہے اور دین اسلام کی حقیقت واضح کرتے ہیں تو کئی متعصب مسلمان اسکو اور موقعہ
کہ وہ عام لوگوں اور بالخصوص مسلمانوں کی کمائی سے اپنے ہاتھ رنگے۔ لہذا ہمنے ہر دو مضامین کو اس کتاب
کر دیا ہے گو دین اسلام اور اسکی اشاعت کے سوال کا حل زیادہ تر دہرمپال کی تحریروں سے ہی کیا گیا
ہمیں خوشی ہوتی اگر ہم محض دہرمپال کی اندرونی سیاہ تصویر تک اپنی قلم کو محدود رکھ سکتے۔ لیکن موجودہ
جبکہ دہرمپال نے ہر دو مضمونوں کو خلط ملط کیا ہے ہمیں مسلمان بھائی ہر تحریر کیلئے معذور اور حق بجانب

سچوئیشن

دہرمپال جھک مارتی ہیں جو کہتے ہیں کہ میں گریجویٹ ہو کر کھٹو ہوں ایک چھچھوندر چھوڑوں تمہارے نیائے کر
تمام مسلمان۔ سبحان اللہ۔ دہرمپال مرتد کیا ہوا اسنے تو آریوں کا سارا بھید لیلیا اور کفر توڑ داغدیا
سمجھدار مسلمان۔ کفر توڑ کیا داغا اسلام کو اعتراضوں کا نشانہ بنایا ہے چونکہ اندرونی پردے میں دشمن ہے حذر کن کا مدعا
عام ارگیوں کا بخیہ تو خود آریوں نے ادھیڑ رکھا ہے اس نے انکی نقل کر دی اور ناواقف مسلمانوں
لڈا دیا۔ ہماری تو وہی حالت ہوئی کہ یکے نقصان مایہ۔ دیگر شماتت ہمسایہ

دہرمپال ۹۹ فیصدی مسلمان اور ۹۵ فیصدی ہندو اصل ہندو دہرم سے ناواقف ہیں
بھولنے دو۔ آپ یہ سمجھاؤ کہ ہندو دہرم جدا ہے اور وام مارگ جدا۔

کلہشمن ۹۹ فیصدی مسلمان اور ۹۵ فیصدی ہندو دہرمپال کی بلا کا ر
ہیں انھیں کیا معلوم کہ مذہبی وکالت کفر توڑ کی تہ میں کام کرتی ہے یا ایک پیشہ ور شنگ کی شرارت۔ اسلئے
اندرونے کو بھانپنا ہندو اور مسلمانوں کا فرض ہے!

باب اوّل فرض کا بلاوا

پہلی فصل۔ اصول

प्रत्युष्टꣳ रक्षः प्रत्युष्टा अरातयो निष्टप्तꣳ रक्षो निष्टप्ता अरातयः। उर्वन्तरिक्षमन्वेमि॥ यजु० १।७॥

میں ہمت اور کوشش سے بد اوصاف اور بد خصال انسان کی بیخکنی کروں۔ جو لوگ دھرم سے کوسوں دور، بیرحم اور نوع انسان کے دشمن ہیں۔ ان کا بے خوف اور کھلے طور پر قلع قمع کردوں۔ راکھشس یا خود غرض اور علم و دھرم کے دشمن لوگوں کو ہمیشہ پشیمان اور نادم کردوں۔ اور پاپی لوگوں کو یقیناً پشچاتاپ کرنے پر مجبور کر دکھاؤں۔ جس سے کہ میرے اردگرد بے شمار سکھوں سے بھرپور کرہ پیدا ہو جائے۔

وید کا یہ منتر بتاتا ہے۔ کہ راحت اور ترقی کے چاہنے والوں کا مقدم فرض ہے کہ وہ تمام صفات و اعمال قبیحہ اور غیر مفید نہیں بلکہ ہم جنسوں کے لئے ایذا رساں لوگوں کے خلاف جدوجہد کریں۔ نیچر کے ہر کام سے اس اصول کا ظہور ہے۔ عالموں کی تحریر و تقریریں یہی صداقت مذکور ہے۔ دنیاوی حکومتوں کے قانون میں بھی اسی حکم الٰہی کی تعمیل منظور ہے۔

آفتاب عالمتاب شفق مشرق سے نمودار ہونے کے ساتھ ہی تاریکی کو دور کرتا ہے روشنی مجسم سورج کی شعاعوں کا لشکر عظیم بادلوں کو بھیدتا اور خوفناک گھنگھور کالی گھٹاؤں کو کافور کرتا ہے۔

انسان ہاں اشرف المخلوقات ہیں رحم اور محبت مجسم انسان۔ سانپ یا بچھو کو دیکھتے ہی بیدردی سے لاٹھی چلاتا اور اسے لقمۂ اجل بناتا ہے۔ شیر، چیتا وغیرہ کو جو موت کا نشانہ بناتا ہے۔ وہ اپنے من میں خوشی مناتا اور اپنے ہم جنسوں سے بہادری کا ڈپلومہ پاتا ہے۔ کون ایسا بے غیرت ہے۔ کہ کسی پاکدامن دیوی کی عصمت پر ہاتھ ڈالنے والے موذی انسان کو لعن طعن نہ کرے۔ یا اس کا مقابلہ کرنے سے ڈرے ہوں یگیہ کی ویدی سے کوڑا کرکٹ

کا پرے ہٹانا لازمی ہے ۔ بیج بونے سے پہلے ہل چلانا ۔ اور پھل پکنے سے پہلے نلائی کرانا ضروری ... جج عدالت میں بیٹھے ۔ قید اور پھانسی کی سزا دیئے جاتے ہیں ۔ جس سے رعایا کے لوگ امن ... امان پاتے ہیں ۔ لیکن پولیس یا حکومت کی پہنچ محض ظاہری قانون شکنوں تک ہے ۔ اور ان ... گناہوں کی دلوں کے اندر سے بیخکنی کرنا واعظین حق کی زبان یا قلم کا کام ہے ۔ یہی ... ہے جو فی الحقیقت پبلک کو اندرونی خطرات اور بد طینت لوگوں سے محتاط اور محفوظ رکھتی ہے ۔

اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے جولائی ۱۹۲۶ء میں ہم نے دہرم پال کی خودکشی اور دہرم پال کا کچا چٹھا لکھا ۔ اور اسی فرض کی پکار سنتے ہوئے ہم "کفر توڑ کا بھانڈا پھوڑ" آپ کے ہاتھوں میں دیتے ہیں ۔

دوسری فصل تاریخ

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا ۔ اس مہر انوری کو ہم نے ہے خوب دیکھا

۱ ۔ ابتدائی ملاقاتیں ۔ سنہ ۱۹۰۳ء کا آغاز ہے ۔ میں رام نگر کے بجائے ضلع کے صدر مقام گوجرانوالہ کو سماجک کام کے لئے ہیڈ کوارٹر بنا چکا ہوں ۔ غالباً مارچ کی پہلی یا دوسری تاریخ ہے ۔ شام کے ۴½ بجے ہیں ۔ گورکل گوجرانوالہ کے صحن میں جو بیری کے بوٹے ہیں ان سے ٹیک لگائے میں کھڑا ہوں گورکل کے مکھیہ ادھیاپک ماسٹر سندر سنگھ جی سے گفتگو ہو رہی ہے کہ ایک نوجوان کی آمد سے ہمارا سلسلہ کلام قطع ہوتا ہے ۔

(نمستے کا تبادلہ ہونے کے بعد)

ماسٹر سندر سنگھ جی :- کیا آپ ان کو جانتے ہیں ۔

میں ۔ نہیں ۔ آج ہی پہلی بار آپ کے درشن ہوئے ہیں ۔

ماسٹر جی ۔ آپ گریجویٹ ہیں ۔ اسلامیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر ہو کر آئے ہیں ۔ نام آپ کا عبد الغفور ہے (ہم دونوں نے ہاتھ ملائے) خاص بات آپ کے متعلق یہ ہے کہ آپ مسلمان ہو کر گوشت نہیں کھاتے ۔ یہاں تک کہ اسی سبب سے مسلمانوں سے متنفر ہیں ۔

یہ الفاظ ہمارے دل میں خاص خوشی اور پریم کا جذبہ پیدا کرتے ہیں اور کریں بھی کیوں
جب اہنسا پرمو دھرمہ کے ماننے والے مانس کھا رہے ہیں تب ایک مسلمان کا ساتوِک
بھوجن آہاری ہونا واقعی غیر معمولی بات ہے۔ اس کے بعد ہم تینوں باتیں کرتے ہوئے
شہر کی پرٹ چلے جاتے ہیں اور اندھیرا ہوئے واپس آتے ہیں۔
یہ ملاقاتیں عموماً ہر شام کو دہرائی جاتی ہیں۔ سکول بند ہوتے ہی عبد الغفور صاحب
گورو کل میں پہنچتے ہیں اور ہمارے درمیان مختلف مضامین پر بات چیت یا تبادلۂ خیالات
ہوتا ہے۔ اور یہ امر تعجب اور خوشی کا موجب ہوتا ہے کہ کوئی بھی مضمون پیش ہو عبد الغفور
صاحب آریوں کی طرح ویدک اصولوں کے نکتہ نگاہ سے اس پر رائے دیتے ہیں اور دین اسلام
پر بڑی جرأت سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ ہم حقیقت کی کھوج کا خیال ہی نہیں کر سکتے۔
ایک نوجوان ہو سادہ مزاج معلوم ہوتا ہو۔ گریجویٹ ہو۔ ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو اور
جنم کا مسلمان ہوتے ہوئے گوشت خوری سے متنفر اور آزاد خیال معلوم ہو۔ ہم آریہ سماج
سے پریم اور وشواس کی تعلیم حاصل کر رہے ہوں۔ تو شک پیدا ہی کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم سمجھتے
ہیں۔ عبد الغفور صاحب خاص ستیہ کا جیو ہیں۔

۲۔ شدھی کی تجویز } لالہ دلیارام جی پلیڈر پریذیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب
لالہ حاکم رائے جی پلیڈر سکرٹری آریہ سماج گوجرانوالہ۔ منشی نراین کشن
منشی کیول کشن جی وغیرہ تھوڑے ہی آدمی آریہ سماج گوجرانوالہ میں دلچسپی لینے والے ہیں۔
عبد الغفور جی دھیرے دھیرے سب سے انٹر ڈیوس ہوتے ہیں اور سب آپ کا ویدک دھرم سے
پریم دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اس بڑھتے ہوئے میل ملاپ کے ساتھ یہاں صاحب
کی بے تکلفی بڑھتی ہے اور آپ مطلب پر آتے ہیں۔ ہمیں جتایا جاتا ہے کہ آریوں و ہندوؤں
کی مجلسی حالت مذہبی آزادی کے عملی اظہار میں روک بن رہی ہے لیکن جب لالہ دلیارام
جی وغیرہ سے ذکر ہوتا ہے تو نتیجہ ہوتا ہے کہ آریہ سماج میں ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔
یہ دس نیموں کو ماننا اور سہ اجاری ہے۔ مجلسی تعلقات سماج کی ممبری کے لئے لازمی نہیں
انسان تعلقات کا دباؤ مذہبی خیالات پر پڑتا ہے۔ اسی نتیجے کے مطابق ایک دن شام

کو سندھیا سے فارغ ہونے پر ہماری گفتگو ہوتی ہے تو ہم میاں صاحب کو کہتے ہیں کہ آریہ سماج کا ممبر ہر مذہب اور ملت میں پیدا ہونیوالا بن سکتا ہے آریہ سماج پر تنگ خیالی کا الزام نہیں لگ سکتا - اسوقت تک کسی کا خیال نہیں تھا کہ شدھی کی جاوے - ممبری اور ہفتہ وار جلسہ وغیرہ میں شمولیت جیسا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں - ویسا ہی ایک مسلمان کا سمجھتے ہیں لیکن عبد الغفور جی بولتے ہیں کہ "

کیا آریہ سماج میں یہہ طاقت ہے

کہ ایک جنم کے مسلمان کو ساتھ ملا سکے - ماسٹر سندر سنگھ جی اور میں ان الفاظ کو سنکر دوبارہ اپنی پوزیشن واضح کرنے کا خیال نہیں کر سکتے مولوی صاحب کے لفظ ایک طرح سے آریہ سماج کے لئے خاص چیلنج معلوم ہوتے ہیں واقعی ان الفاظ میں ممبری سے بہت کچھ زیادہ طلب کیا گیا لیکن اس سے انکار کرنا آریہ سماج کی ہتک معلوم ہوتا ہے - سماج سے اگاڑہ پریم دکھاتے ہوئے شخص کی دلشکنی کرنا ہمارے لئے بھاری پاپ ہے اس لئے ہم جواب دیتے ہیں - ہاں آریہ سماج میں طاقت ہے کہ وہ ویدک دھرم میں ہر ایک کو اس کے مناسب حقوق دیوے - اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب صاف طور پر شدھی کے لئے اپنی آپ کو مستعد ظاہر کرتے ہیں - اور سماج کے دوسرے مکھیا پرشوں سے جب ذکر ہوتا ہے تو گو وہ گوجرانوالہ میں اس امر کی کامیابی کا یقین نہیں رکھتے - اور ایک جنم کے مسلمان کو آریہ جاتی میں ملانا گو مشکل کام سمجھتے ہیں - تاہم وہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کو اپنی" ذمہ داری سمجھتے - اور منظور کرتے ہیں -

۳- گوروکل میں نواس

اب تو عبد الغفور جی تیزی سے قدم آگے بڑھاتے ہیں ہمیں کہا جاتا ہے - مسلمان بڑے تنگ خیال ہیں - میری مخالفت کرتے ہیں مجھے فلاں ضیافت میں بلایا نہیں گیا - فلاں موقع پر گوشت کے سبب تکرار ہوا - میرے آپ لوگوں سے ملنے پر بھی وہ چہ میگوئیاں کرتے ہیں - روٹی کی مجھے تکلیف ہے - اپنے ہاتھ سے بنانی پڑتی ہے مسلمان پر مجھے وشواس نہیں - اور

ہندو رمو ئیا مجھے مل ہی نہیں سکتا۔ بسا اوقات مجھے جان کا بھی خطرہ معلوم ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ دو چار دن اس طرح کی باتیں سن کر اور مولوی صاحب کی تکلیفات کے لئے اپنے اندر خاص احساس پاتے ہوئے انہیں کہا جاتا ہے کہ مضائقہ نہیں۔ آپ گورو کل میں آ کر ٹھہر سکتے ہیں۔ یہاں تکلیف نہیں ہو گی۔ اندھے کو کیا چاہیئے۔ دو آنکھیں۔ مولوی صاحب اگلے ہی دن بوریا بدھنا اٹھا لاتے ہیں۔ اور اطمینان سے گوروکل میں نواس کرتے ہیں

۴۔ جدوجہد

گوجرانوالہ میں چرچا بڑھتا جاتا ہے کہ آریہ سماج ایک مسلمان کو شدھ کرنے لگا ہے۔ آریہ سماج اخبارات میں یہ نئی طرز کی خبر چھپوا کر سارے ملک میں خاص جوش اور ولولہ پیدا کرتا ہے اظہار خوشی کے خطوط آتے ہیں تو دھمکیاں بھی ملتی ہیں۔ آریہ اور ہندو عموماً خوش ہیں۔ مگر چند ہی دنوں میں معلوم ہوتا ہے کہ شدھ کرنے والے آریوں کو برادری سے خارج کرنے کی ایجی ٹیشن زور و شور سے جاری ہو رہی ہے۔ اس پر ہم صبح ۹ بجے کے پیچھے شہر میں چلا آنا شروع کرتے ہیں۔ دن بھر جہاں کہیں ممکن ہو۔ خیالات کو پلٹنے کی کوشش ہوتی ہے۔ ہندو سبھا لگاتے ہیں۔ برہمن زور دیتے ہیں کہ اس ہونے والے اپدرو کی روک تھام کرو۔ آریوں سے قطع تعلق کرنا برادری کا فرض ہے۔ عین جوش کے وقت ہم کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ "فیصلہ سے پہلے ملزموں کا بیان بھی لیا جاوے"۔ برہمن کھڑے ہو ہو کر کہتے ہیں۔ آپ یہاں نہیں بول سکتے۔ ہم کبھی آریہ سماج میں جا کر دخل نہیں دیتے۔ ہم پروٹسٹ کرتے ہیں کہ ہم بھی کبھی سناتن دھرم سبھا کی کارروائی میں دخل نہیں دیتے۔ اس سبھا سے تو ہم پہلے ہی باہر ہیں۔ یہاں اگر خارج کرنے کا سوال ہوتا ہے تو برادری کے تعلق سے ہے پس یہ سناتن دھرم سبھا نہیں برادری کا جلسہ ہے۔ بغیر تحقیقات کے کوئی فیصلہ نہیں دے سکتا۔ ملزم کا بیان بھی تو سنا جائے اور فیصلہ کیا جاوے۔ یہ اندھیر کہیں نہیں ہو سکتا۔ ہم ہر سزا کو برادری کی عدالت سے سویکار کریں گے۔ لیکن اس صورت میں کہ ہمارے عمل کو وید کے خلاف ثابت کیا جاوے۔ اور اگر ہم ثابت کر دیں کہ ہمارا عمل وید کے مطابق ہے تو برادری کو اس کام

میں شامل ہو کر دھرم کمانا چاہئے۔

جد و جہد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مجمع میں ہر کونے سے ہمارے حق میں آوازیں آتی ہیں اور برہمن یہ کہتے ہوئے جلسہ برخاست کرتے ہیں کہ پہلے سوا دسے بھی گئے اسی طرح مخالف بار بار کوشش کرتے ہیں۔ لیکن برادری کی حاضری ڈیڑھ دو ہزار سے گھٹتے گھٹتے ۵۔ ۷ تک رہ جاتی ہے۔ اور کچھ پاس نہیں ہوتا۔ مسلمان مولوی دور دور سے پہونچتے ہیں۔ ہمیں عبد الغفور سے ملاؤ۔ ہم اس سے گفتگو کریں گے۔ ہمارا جواب ہے، جو خاص پیغام آپ لائے ہیں اسکی یہیں پر کچھ ہو سکتی ہے۔ اس طرح بازار میں ہیں تو بازار میں اور دوکان پر ہیں تو دوکان پر بحث شروع ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ مولوی صاحب عبد الغفور صاحب سے خاص گفتگو کا تقاضا چھوڑ گھر کی راہ لیتے ہیں۔ اس طرح اسلام کے کتنے ہی وکیل آتے اور جاتے ہیں۔ صرف ہندو اور مسلمان بلکہ اور اہل مذاہب سے بھی اختلاف خیال کے باعث بے تکلفی اور بیخوفی سے تبادلہ خیال دن بھر جاری رہتا ہے۔ حتیٰ کہ شام ہوتے ہی چوک میں لیکچر ہوتا ہے۔ اور تعجب ہوتا ہے کہ جو لوگ سماج میں کبھی نہیں گئے وہ بھی دلچسپی سے امر زیر تنازعہ پر خیالات کو توجہ سے سنتے ہیں۔ آریہ بھائی چدا فکر میں ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں مخالفین بڑے سے اس شدھی کے کام کو دھکا نہ لگے۔ بہتر ہو کہ لاہور یا جالندھر میں شدھی کا جلسہ ہو۔ جہاں سماج مقابلتہً مضبوط ہے۔ یہ بھائی کئی بار التوا کا نسخہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن آخر تسلیم کیا جاتا ہے کہ جہاں کہیں بھی یہ کام ہو گا۔ مخالفت ہو گی اس لئے بہتر ہو کہ مشکلات کو یہاں ہی مردانہ وار دور کیا جاوے۔ اور اس لئے ہر لحاظ سے انتہائی کوشش جاری رہتی ہے۔

۵- رنگ میں بھنگ

ایک دو بار تاریخ ملتوی ہو کر آخری اعلان یہ ہوتا ہے کہ ۱۳ جون ۱۹۲۳ء کو شاندار نگر کیرتن ہو گا۔ اور ۱۴ کو شدھی کا جلسہ۔ ہر طرح کی تیاری اتساہ سے ہو رہی ہے لیکچرار اور بھجنیک اعلیٰ سے اعلیٰ اس موقعہ پر پہونچیں۔ اس کا خاطر خواہ انتظام کیا گیا ہے۔ لیکن تین چار دن ہی باقی ہیں کہ ایک چٹھی جس پر بھگوان چند نام کے دستخط ہیں۔ سماج کو پہونچتی ہے اور اس پر پانچ اصحاب دستخط کرتے ہیں۔ چٹھی ظاہر کرتی ہے کہ عبد الغفور صاحب کا تعلق چھ سال سے دیو سماج سے تھا

وہ موگا دیو سماج سکول میں محض دس بارہ روپیہ پر کام کرتے تھے۔ وہاں ان کا کسی لڑکی سے ناجائز تعلق ہوا وغیرہ وغیرہ۔

راقم کا مدعا یہ تھا کہ ایسے شخص کو شدھ کیا گیا تو نتیجہ نیک نہیں ہوگا۔ آخر نقصان ہوگا۔ یہ عجیب کشمکش کا وقت تھا جب برہمچاری کہہ رہے تھے۔ اس کا بہ حال۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ جلسہ کی تاریخ قریب آپہنچی تھی۔ بھجنیک جو نخ رہے تھے راقم کا پتہ نہیں تھا کہ ٹھیک تحقیقات ہو سکے۔ چٹھیاں دشمنوں سے گمنام آرہی تھیں۔ ان حالات میں "نہ زدنے زندن نہ راہ رفتن" والی بات تھی۔ آخر نتیجہ ہوا کہ محض ایسی چٹھی کی بنیاد پر ساری کارروائی کو ملیا میٹ کرنا ٹھیک نہیں۔ اگر واقعی یہ مضمون ٹھیک ہو تب ہی احتیاط وغیرہ صحبت سے رہ کر آئیندہ خرابی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح شدھی کا نتیجہ تو ہو گیا۔ مگر دلوں کی حالت بدل گئی۔

۶۔ ترک اسلام

آخر جلسے کا دن پہونچتا ہے۔ ۱۳ جون صبح ہی نگر کیرتن کا انتظام سوچا جا رہا ہے کہ رپورٹ ملتی ہے۔ مسلمان ایک جگہ میں جمع ہو گئے اور نگر کیرتن پر حملہ کریں گے لالہ رلیا رام اور لالہ حاکم رائے جی کڑکتی دھوپ میں پولیس افسروں کا پتہ لیتے ہیں لیکن وہ گوجرانوالہ میں نہیں۔ ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس پہونچتے ہیں تو وہ ۳ بجے کی گاڑی لاہور جانیوالے ہیں۔ وہ سمجھاتے ہیں کہ اگر نگر کیرتن نہ ہو تو کیا ہرج ہے جتنا زیادہ امن سے کام ہو کامیابی اتنی ہی اعلیٰ ہوگی یہ ایک خاص کام ہے اس کی کامیابی کے لئے نگر کیرتن کی قربانی ناگوار نہیں ہونی چاہئیے۔ مگر جواب ملا کہ بہت عرصہ سے نگر کیرتن کے نوٹس لگ چکے پولیس کو پہونچ چکے بینڈ وغیرہ کا خرچ کر کے آچکے۔ عین وقت پر اسے کس طرح بند کر سکتے ہیں۔ آخر دیوان نریندر ناتھ صاحب ڈسٹرکٹ جج صاحب کے نام چٹھی دیتے ہیں۔ جو پولیس کا معقول انتظام کر دیتے ہیں۔

نگر کیرتن امن اور خوش اسلوبی سے ہو کر ۱۴ جون کو شدھی کا جلسہ ہوتا ہے۔ ہزاروں کی حاضری سے مکان کا صحن وغیرہ تو کیا۔ چھت بھی حاضرین سے اٹی پڑی ہے۔ لالہ رلیا رام

جی۔ لالہ حاکم رائے جی اور ہم جلسہ میں اس چٹھی کے سبب نمایاں حصہ نہیں لے سکتے۔ جلسہ پر باہر آنے والوں کا خیر مقدم یا عام نگرانی ہمارا کام ہے اور پنڈت رام بھجدت وغیرہ باہر سے آئے ہوئے جلسہ کی کامیابی کا باعث بنتے ہیں۔ جوش کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ہندو اور آریہ لوگ اپنی مذہبی ترقی کے راستہ سے مشکلات کے پہاڑ دور ہونے کی امیدیں باندھ رہے ہیں۔

کالیداس جی کی پنجابی نظم نے تو سامعین کو شردھی کا دلدادہ ہی بنا دیا ہے۔ حاضرین کی کثرت سے چھت کا بڑھا ہوا چھجہ ٹوٹتا ہے۔ اور آدمی صحن میں گرتے ہیں۔ چوٹ بھی دو تین کو آتی ہے مگر جوش اور جذبہ کی یہ حالت ہے کہ ایسے حادثے پر بھی جلسہ کا کام بند نہیں ہوتا۔ نہ سامعین میں اس کا چرچا ہوتا ہے۔ چپ چاپ زخمی آدمیوں کو زینہ کی طرف سے بازار میں پہنچانے کا انتظام ہو جاتا ہے۔ یہاں عبدالغفور صاحب پتیا میر و ستر ہیں چوٹی اور جنیو دھارن کرکے ترک اسلام کا مضمون سناتے ہیں حاضرین عش عش کرتے ہیں۔ قرآن اور دین اسلام کی تردید اور ویدک دھرم کی برابری تائید سن کر کٹر سے کٹر ہندوؤں کے دل کو بھی چھوت چھات کے جھوت سے چھوٹنے کی امنگ پیدا ہوتی ہے اور اس طرح یہ ناٹک امید سے بڑھ کر کامیابی کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔

بے اعتدالی

جنم کا مسلمان گریجویٹ نوجوان سب سے پہلے ویدک دھرم میں آیا۔ سچے دھرم کے آگے نہایت عجز اور انکساری سے اس نے سر جھکایا اس سے آریوں کے دلوں میں پریم اور وشواس کا دریا اُمڈ آیا۔ جس کا اظہار انہوں نے خطوط اور ملاقات کے ذریعہ کیا اور اس امر کا عملی ثبوت دیا۔ کہ آریہ سماج اپنی طاقت کا امتحان کامیابی سے دیکھ چکا لیکن افسوس یہ اظہار محبت و عقیدت حد اعتدال سے تجاوز کر گیا کوی کالیداس کی پنجابی نظم اور ترک اسلام کی غیر معمولی اشاعت نے آریوں اور ہندوؤں کو اسقدر متوجہ کیا کہ لمبی لمبی چٹھیاں دھرمپال کے نام آنے لگیں جنمیں اس کی تعریف کے پل باندھے گئے کوی جی کی نظم کا آدھار یہ وزن تھا۔

"سچ پچھو نے دیانند اک ہو یا پر ابکاری سی

اس نظم میں دہرم کے اصولوں اور تاریخی واقعات کو بہ شکل دریا بہ کوزہ بند کر کے کوی جی نے شدہی کے کام کی عظمت کا سکہ دلوں پر بٹھایا۔ مسلمانوں نے اسی وزن پر یہ نظم بنائی۔

سچّا دین محمد والا جانے خلقت ساری سی
کی ہویا جے اک جلدہا ہو بیٹھا انکاری سی

یہہ نظم کینہ حملوں کا مجموعہ سمجھی گئی۔ لیکن اس میں کلام نہیں۔ کہ دہرمپال کا دل عزت کو ہضم نہیں کر سکتا۔ اس کے ہر وقت بدلتے ہوئے چہرہ اس کے چنچل پن۔ معمولی باتوں میں اس کے اینچ پینچ کے اشارات پاکر اور اس کے چال چلن کے متعلق جو چھٹی آئی تھی اسے خیال میں لا کر ہمیں یقین ہوتا تہا۔ کہ اس شخص کی زندگی ضرور خاص اسرار سے پر ہے اور اگر خاص احتیاط سے کام نہ لیا گیا تو نتیجہ خطرناک ہوگا۔ اس پر ہم نے تجویز کی۔ کہ آریہ سماجوں کو لکہا جاوے یا اخباروں میں شایع کیا جاوے۔ کہ آریہ سماج اگر کسی کو شدہ کرتا ہے تو یہ اس پر آریہ سماج کا اپکار ہے۔ نہ کہ اس کا سماج پر اس لئے خط و کتابت میں اعتدال مدنظر رہنا چاہیئے۔ فی الحقیقت تعریف اور عزت کا مستحق شدہ ہونے والا اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ وہ پانچ دس برس کے تجربہ سے پاس ہوجاوے ہمارے بہائی کو یہ منہ تو کہا گیا۔ لیکن سماجک لوگ سمجھتے تھے کہ دہرمپال نے جلد گوجرانوالہ سے چلا جانا ہے لہٰذا ہمارے لئے ایسی احتیاط کی فکر غیر ضروری ہے ہم اس پر عجیب کشمکش و پیچ میں تھے۔ ہمیں یقین تہا کہ موجودہ روش اس کے دماغ میں وہ ہوا بھرے گی کہ اس کا ادبہار ناممکن ہوجاوے گا۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا انہی دنوں ہم رام نگر واپس گئے اور گوجرانوالہ سے بلاوا آنے پر لالہ لیا رام جی کو ہم نے لکہدیا کہ میں اپنی طرف سے آریہ جگت کو محتاط کرنے کے لئے چٹھی چھپوا کر اڑاؤنگا اس کا جواب مجھے یہ موصول ہوا۔

(گوجرانوالہ ۲ر اگست سنہ ۱۹۰۳ء) مائی ڈیر ماسٹر لچھمن داس جی" نمستے۔ برائے مہربانی کسی قسم کی تحریر اخباروں میں نہ روانہ فرماویں۔ آپ کی ذمہ داری نہ ہوگی اور نہ آپ کی بدنامی ہوگی۔ مہاشے دہرمپال کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر کیا ہے اس کا ضرور خیال رکھوں گا۔......،

دھرمپال نے بھی ہمارے بھائی کو جان کر اور اپنے متعلق چٹھی کا ذکر سن کر حکمت عملی سے
کام لینا شروع کیا۔ اسے باہر سے بلاوا آتا تو وہ کہتا۔ ماسٹر لچھمن داس جی آویں تو ان کے
ساتھ جاؤں گا۔ اس پر ہم گوجرانوالہ آ گئے اور کوہ مری وغیرہ میں دھرمپال کے ساتھ گئے۔
لیکن بجائے اس کے کہ ہمارا خیال پلٹا کھاتا۔ ہماری رائے اور بھی مضبوط ہو گئی تاہم تھوڑے
عرصہ بعد دھرم پال گوروکل کانگڑی میں چلا گیا اور ہوتے ہوتے ہمیں اس کے متعلق وچار کرنے
کی ضرورت نہ رہی۔ گوروکل کانگڑی و جالندھر میں رہتے ہوئے اس نے اپنے قلم کی عنان
دین اسلام کی طرف موڑے رکھی۔ لیکن بعد میں دھرم پال گوروکل سے بھی ڈاکٹر چرنجیو جی
کے ساتھ لاہور آ گیا۔ جس جس کے پاس وہ رہا اسے اس کی حقیقت معلوم ہوتی گئی۔ پبلک
بہتری کیلئے ایک دفعہ اس کا پول کھولنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ناواقف پبلک میں اس کے قلم
کا زور عجیب سکہ بٹھا رہا تھا۔ کچھ تو پبلک کی کمزوری کے خوف سے کچھ سماج کی بدنامی کے خوف
سے کچھ اس کی بدچلنی کے گندے ذکر کو اپنی طبیعت کے ناموافق پا کر ڈاکٹر چرنجیو جی بھی
ہچکچاتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ مہاتما منشی رام جی کے پاس مقدمہ ہوا اور دھرمپال کو ۶ مہینہ
پبلک پلیٹ فارم پر آنے کے حقوق سے محروم ہونا پڑا۔ ڈاکٹر چرنجیو جی اس فیصلہ پر مطمئن نہیں
تھے لیکن اس مقدمہ سے ہمیں پمفلٹ نکالنے کی ضرورت نہ رہی اسی دوران میں دھرم پال نے
دیو سماجیوں سے ربط ضبط بڑھا لیا اور حکمت عملی سے اپنے متعلقہ کاغذات دیانند آشرم لاہور سے
چرا یا چروا لئے۔ ساتھ ہی خاص اور دیو سماجیوں کے تحریری خطوط بھی حاصل کر لئے اور بیشتر اس
کے کہ دیو سماج کے خلاف گولہ باری شروع کی جھوٹھ کا کھنڈن یا ناسکوں سے سنگرام
ہونے کے کارن وہ آریوں کو آسانی سے اس بات کا یقین دلا سکا کہ یہ جنگ و جدل ایک
طرح سے آریہ سماج کی سیوا ہے۔ ہم اس زمانہ میں گوروکل کے لئے چندہ اکٹھا کر رہے
تھے ایک دو کتابیں سفر میں دیکھ کر ہمیں خیال ہوا کہ اس شخص کا مذاق نہایت گندہ ہے
اور ممکن ہے جلد ہی آریہ سماج کو اس سے مایوسی ہو۔ ایک دن ہم ضلع گوڑگاؤں میں
تھے۔ کو چودھری رنجیت سنگھ جی کے پاس اندر کا وہ پرچہ پہونچا جس میں لیڈی آف
قابلِ سیٹھ کے لئے کو شریمتی مسز لاڈیوی جی چودھرانی۔ دھرم پتنی پنڈت رام بھجدت جی

پر عجیب غنڈہ پنے کا نوٹ لکھا تھا۔ اس مضمون کو پڑھ کر ہمیں نہایت دکھ ہوا۔ اور ہم نے محسوس کیا کہ اس مار آستین سے آریہ سماج کو بچانا ضروری ہے۔ لیکن حالات کے لحاظ سے ہمیں ایسا موقعہ میسر نہ تھا۔ عوام سے جو اس کی غیر معمولی عزت ہوئی۔ اس سے اس کا حوصلہ بڑھتا گیا۔ اور وہ اندھا دھند شرارت پر شرارت کرتا گیا۔ دیو سماجیوں نے اس پر چوری کا مقدمہ کیا۔ لیکن آریہ لوگ اس کی پشت پر تھے اور کاغذات جو چوری گئے ان کی کچھ مالیت نہ تھی۔ اس کے علاوہ دھرمپال اپنی چالاکیوں سے آریہ سماجیوں اور دیو سماجیوں دونوں کے کان کاٹتا گیا۔ ایک طرف تو اس نے مقدمہ کے نام سے اور کتابوں کی فروخت سے روپیہ بٹورا۔ دوسری طرف مقدمہ میں بری ہو گیا۔ اس سے اس کو اور بھی دلیری ہو گئی۔

۸۔ دھرمپال کی خودکشی

مثل مشہور ہے۔ کہ پاپ کا بھانڈا بھر کے پھوٹتا ہے۔ دھرم پال کی دلیری اسکی اخلاقی اور دھارمک موت کا موجب ہوئی جس چالاکی سے اس نے پیشہ ستی کر کے دیو سماجیوں پر ہاتھ مارا تھا۔ اسی صفائی سے وہ آریہ سماج پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ بی بی ایشری دیوی کی عزت وہ پہلے مٹی میں ملا چکا تھا۔ الموڑہ سے آئی سروج کماری دیوی جداس کے مکان پر تھی۔ کہ ایک اور دیوی سے اس نے ویواہ کی تجویز کی۔ عجیب و غریب چٹھیاں اپنے رسالہ اندرمیں وٹریکٹوں کے روپ میں اس نے چھاپیں اسے یقین تھا کہ آریوں سے میرا نرواہ نہیں ہو گا جسے میری بدچلنی کا پتہ لگتا ہے۔ بجائے پردہ پوشی کرنے کے وہی مجھے دھتکارنا اور قابل نفرت بتانا ہے۔ اس لئے وہ ترکیب کروں کہ کسی آریہ کنیا سے ویواہ بھی ہو جاوے روپیہ بھی ہاتھ میں آجاوے اور سماج سے قطع تعلق کرنے میں بھی کامیاب ہو سکوں۔ بس اس نے عجیب طرز سے اشتہار بازی شروع کی اور کاشی میں ویواہ ہونے اور ملک بھر کے آریوں کے پریوار سمیت اکٹھا ہونے کی بڑے مضبوط ذریعوں سے کوشش کی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اسے ڈاکٹر چرنجیو جی وغیرہ سے کھٹکا چلا آرہا تھا۔ وہ سمجھتا تھا۔ کہ میرے پروگرام میں بگھن پڑے گا۔ تو انہی کی طرف سے پڑیگا اس لئے پہلے ان کی پبلک موت کرنے

کے لئے اس نے اپنے قلم کے زور سے اپنے محسنوں پر وار کیا۔ جسے اپنا باپ بنایا تہا اس کے خلاف شورانگیز تحریر چھاپی۔ یہ گویا کیڑے کے پر نکلنے کی بات تھی۔ ہم ان دنوں لاہور تھے اور اس برخوردار کے متعلق جو خطرہ ہمیں شروع سے سوجھہ رہا تہا وہ خوفناک صورت میں ہمارے سامنے آیا اس کی تمام سکیموں کا خیال کرکے ہم نے مصمم ارادہ کیا۔ کہ اب اس بہورو پئے کا اصلی روپ پبلک کو دکہا دیں۔ ہمیں اسوقت افسوس آتا تہا۔ کہ کیوں ہم نے سر چشمہ شاید گرفتن بمیل، پر عمل نہ کیا۔ ہمیں ایک طرح سے ان لوگوں پر کرودہ آتا تہا جنہوں نے معاملہ کو طول پکڑنے دیا۔ تو بھی اب سوائے اس کے کیا ہو سکتا تہا۔ کہ گذشتہ را صلواۃ۔ آئندہ را احتیاط۔

آریہ سماج میں یہ عجیب کشمکش کا زمانہ تہا۔ واقف کار جان چکے تھے کہ یہ شخص مذہبی بہیس در ٹھگ اور بدچلن آدمی ہے۔ لیکن ناواقف لوگ اس کی تحریروں پر لٹو تھے وہ یقین نہ کر سکتے تھے کہ دہرمپال فی الحقیقت بدچلن ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں ہم نے جو دہرم پال کی خودکشی اور دہرم پال کا کچا چٹھا لکہا۔ اسپر بھی گو بعض لوگ ہماری زیادتی کا خیال کرتے تھے تاہم ہل چل ہمارے دلوں میں ضرور رہ گئی۔ دہرمپال کے چال چلن پر عام طور پر دو چار ہونے لگا اُدہر سے ڈاکٹر چرنجیو وغیرہ کے خلاف اس کی تحریریں صریحاً غلط تہیں لالہ رام کشن جی پریزیڈنٹ سبہا اور مہاتما منشی رام جی مکہیہ ادہشٹاتا گوروکل نے اعلان شایع کیا کہ دہرم پال کی تحریر بالکل بے بنیاد اور خلاف واقعہ ہے ادہر ڈاکٹر جی نے بےخوفی سے تحریک کی کہ کمیشن کے ذریعہ یا خود سبہا اصل حقیقت کی چہان بین کرے۔ دہرمپال نے نہ کمیشن منظور کی نہ سبہا کیساتہ خط و کتابت کرنے میں تہذیب کا خیال رکہا۔ ڈاکٹر جی نے مجبور ہو کر دعویٰ دائر کیا۔ جس میں اس کے تمام بیانات غلط ثابت ہوئے اور اس نے خود اقبال کیا کہ ڈاکٹر جی کے چال چلن کے خلاف میری تحریریں کہیں کچھہ مقصود نہیں۔ عدالت نے دہرمپال پر پانچ سو روپیہ جرمانہ کیا۔

اس کے علاوہ جس شادی کا وہ یقین کئے بیٹہا تہا اور اپنی تحریروں میں اس کا نہ ہونا ناممکن سا جتا رہا تہا۔ وہ بھی ہوائی محل ثابت ہوئی۔ کیونکہ دوسرے فریق نے فیصلہ دیدیا کہ

شادی اسی صورت میں ہو سکے گی۔ جب شرومنی آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب دہرمپال کے نیک چلن ہونیکا فیصلہ دیگی۔

۹۔ دیو سماج والا مقدمہ

ہم نے لالہ بھگوان چند کی وہ چٹھی بھی دہرم پال کی خودکشی میں چھاپدی تھی۔ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ہمیں خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ اس سے کسی دیوی کی توہین ہوگی۔ لیکن دہرم پال نے جہاں واقعہ کی صداقت سے انکار کیا وہاں ایک خاص دیوی کا نام معہ اس کے والد سسر و خاوند اور جگہ کے نام کے دوہرا دوہرا کر لکھا اور دیو سماج والوں سے جاملا۔ اہل اخبار کی رائے تھی کہ دہرم پال اس توہین کے لئے قانوناً ذمہ دار ہے۔ لیکن دیو سماج والوں نے دعوے ہم پر کیا۔ ایشور جانے اس چٹھی کے الفاظ سے ہی مخصوص لڑکی کا پتہ لگتا تھا۔ یا دہرمپال کی طرف سے شرارتاً ہونے پر چٹھی کے الفاظ کی حکمت عملی سے خاص تاویل کی گئی۔ کچھ ہی ہو۔ ہمارا ہرگز ارادہ نہ تہا۔ کہ ہم بحیثیت سید ایڈیٹر ہے طور پر کسی بہن کو گزند پہنچائیں۔ مقدمہ کی پہلی پیشی پر ہی ہم نے اظہار افسوس ہی کیا اور وکلاء سے ہم نے یہی طے کیا۔ کہ اگر اس مقدمہ میں دہرمپال کا چلن Relavant ہو۔ تو مقدمہ لڑا جاوے ورنہ نہیں۔ دیو سماجیوں نے ہمارے اظہار افسوس یا معافی کے الفاظ کو ناکافی سمجہا۔ ہم اپنے ضمیر کے خلاف کچھ کہہ نہ سکے۔ عدالت نے منظور کر لیا۔ کہ دہرمپال کے چلن کی متعلق اس مقدمے میں سوال ہو سکتے ہیں پس مقدمہ لڑا گیا۔ اور خوب زور سے لڑا گیا۔ آٹھہ آٹھہ دس دس اور پندرہ پندرہ دن کی اکٹھی پیشی پڑتی تھی۔ اور ہر روز یہی مقدمہ ہوتا تھا تو بھی مقدمہ ڈیڑھ دو سال تک ہوتا رہا۔ عدالت نے ہم پر پانچسو روپیہ جرمانہ کیا لیکن تسلیم کیا کہ ہماری مستغیث سے عداوت نہ تھی۔ یعنی فوجداری مقدمہ کی بنیاد یا بنت اس دیوی کو بدنام کرنے کی مقصود تھی۔ صرف بے احتیاطی یا غفلت کے ہم قصوروار پائے گئے عدالت کے الفاظ تھے۔ He is guilty only of negligence

اس فیصلہ پر بحث کرنا یہاں غیر متعلقہ امر ہے۔ انشائی عدالتوں کا جو تجربہ اس مقدمہ میں ہمیں

ہوا۔ وہ ایک خاص کتاب کا ہی مضمون ہو سکتا ہے عدالت سشن میں ہم نے ایکدن سالم اور چند گھنٹے اگلے دن تقریر کی۔ وہ بھی ایک طویل کہانی ہے اور چیف کورٹ میں تقریر کرنے پر جو نظارہ ہم نے دیکھا وہ یا تو رائے روشن لال جی کو معلوم ہے یا ہمیں اور تین اور بھائیوں کو۔ لیکن یہاں اس مقدمہ کے متعلق صرف یہی جتانا ہے کہ دھرمپال کو ہی ہم نے اس مقدمہ میں طلب کرا کے اسی کی تحاریر سے اس کی اصل حقیقت اس کے سامنے رکھی اور بہت کچھ پیش پر آگیا۔ قیامت کے دن خدا تو اس کا سیاہ اعمالنامہ اس کے آگے رکھے۔ یا نہ رکھے۔

اس مقدمہ میں لگاتار ایک ہفتہ اس پر جرح ہوتی رہی۔ افسوس زمین نہ پھٹی کہ وہ اس میں پناہ پائے۔ پبلک نظروں سے باوجود تمام طرح کی چالاکی کے وہ گر چکا تھا۔ تو بھی پبلک کو دھوکہ دینے کے لئے بناوٹ اور جوڑ توڑ سے ابھی وہ باز نہیں آیا تھا۔ مگر اس مقدمہ کی جرح میں اس کی رہی سہی امیدوں پر پانی پھر گیا۔ اور اُسے چپ چاپ گمنامی کی غار میں پناہ لینی پڑی۔ یوں کہئے کہ دھرمپال کی شرارتیں اس کی مذہبی موت یا خودکشی کا موجب ہوئیں اور اس مقدمہ والی جرح بمنزلہ جنازہ تھی۔ ہم نے سمجھا۔ مقدمہ ایک طرح سے غیبی مدد تھی۔ جس نے آریہ جاتی کو ایک موذی انسان سے نجات دی۔

عدالت اپیل میں ہم نے اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے کہا۔ کہ "

دنیاوی عدالتیں میری بے قصوری کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ میں نے سچے معنوں میں اپنے دہرم کو بالا ہے۔ جرمانہ میرے بھاؤ کو بدل نہیں سکتا بلکہ میں اب بھی ایشور سے یہی پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ مجھے وہ طاقت دیویں کہ آئندہ بھی جب کبھی کوئی دغاباز شخص جس کی حقیقت سے میں واقف ہوں پبلک کو نقصان پہنچانے پر آمادہ ہو۔ میں اسی دلیری اور بیخوفی سے اس سے پبلک کو محتاط کر سکوں۔

پیارے ناظرین! ہم آخری دم تک اسی بھاؤ کے قایم رہنے کے خواہشمند ہیں اسی پر حتی الامکان عمل کرتے ہیں۔ اور یہی فرض ہمیں اب بلا رہا ہے کفر توڑ ہمارے سامنے ہے۔ مانو سانپ نے پھر سر نکالا ہے۔ یا جیسا دھرمپال کہتا تھا۔ کہ میں بھوتنا بن کر سماج کو چمٹوں گا۔ وہی بات علانیہ ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ ایسے وقت میں کب ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ ہم لاٹھی کو بچا کر پبلک

کوڈ ساجاتا دیکھیں یا ہونے کو نکالنے کا منتر جانتے ہوئے ضعیف الاعتقادوں کو شکار ہونے دیں۔ پہلے موقعہ پر صرف آریہ پبلک کو گمراہی سے بچانا تھا لیکن اب ایک طرف ہندو جاتی کا خیال ہے۔ دوسری طرف آریہ سماج کا تیسری طرف ویدک دہرم کا اور چوتھی طرف مسلمان بھائیوں کا۔ جنہیں دام تذویر میں لاکر ٹھگنا اُسے خاص طور پر مدنظر ہے۔

چونکہ سچائی اور دہرم کی حفاظت کے لئے اصولاً بدلوگوں سے پبلک کو محتاط کرنا ہمارا فرض ہے۔ چونکہ دہرمپال کی تاریخ عملاً اسے موذی انسانوں میں درجہ دیتی ہے۔ اور ہمیں اس کی تاریخ سے خاص تعلق اور واقفیت ہے اس کے علاوہ ہمیں اس سے ذاتی عناد کوئی ہے ہی نہیں۔ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء سے جولائی ۱۹۱۵ء یعنی دہرمپال کی خودکشی نامی کتاب چھپنے اور گروسماج والے مقدمہ سے لے کر آج تک یعنی بارہ سال کے عرصہ میں .... کوئی چھوٹی سے چھوٹی حرکت بھی ہم سے ایسی نہیں ہوئی جس سے ہماری کوئی رنجش یا عداوت پائی جاسکے اس لئے ہماری یہ تحریر محض پبلک بہتری اور نیک نیتی پر مبنی فرض ادا کرنے کی غرض سے ہے اگر کفر توڑ کے ذریعہ دہرمپال مسلمانوں کو بیٹھنے اور ہندوؤں و مسلمانوں کو شرارت چالاکی اور جھوٹ سے باہمی نفرت و مغایرت کا شکار ہونے کی کوشش نہ کرتا۔ اور ویدک دہرم کے متعلق دیدہ و دانستہ غلط بیانیاں نہ کرتا تو ہمیں خواب میں بھی اس کا پول کھولنے یا اس کی تحریر کا نوٹس لینے کا خیال نہ آتا۔

باب دوم بالو کی ماہیت

پہلی فصل سپوت

دہرمپال کا مذہب کیا ہے غازی محمود دہرمپال نہ آریہ ہے نہ ہندو نہ سکھ۔ نہ یہودی ہے نہ عیسائی۔ نہ مسلمان۔ نہ نصاری ہے نہ شیعہ نہ سنی۔ نہ دیوسماجی ہے نہ برھموسماجی۔ نہ ستیہ ہے نہ شاکت نہ ویشنو۔ نہ رام سنیہی ہے نہ رادھا سوامی نہ دیو ارتھنا سماجی

نہ نانک پنتھی نہ دادو پنتھی نہ بودھ نہ جین نہ پروٹسٹنٹ نہ رومن کیتھولک۔ غرضیکہ کسی بھی مت یا سمپروائے کا نہیں۔ لیکن باینہمہ جو کہو بن کے دکھادیوے۔ دیوسماجی کہو تو دیکھ لو رونے بین ادل لمبی پرارتھنا کرنے میں سب سے آگے۔ دیو گورو کی جیونی اور دیو سماج کی مہان پر سینکڑوں تحریریں موجود۔ آریہ سماجی کہو تو وہی روپ اسکا دیکھ لو۔ وید کی عظمت سُن لو انسانی مذاہب کی تردیدیں کتابیں پڑھ لو۔ سچے دھرم پر بلیدان ہونے کو اس سے بڑھ کر کوئی تیار نہ پائیگا عیسائی کہو تو سینکڑوں اقتباسات اپنی تحریروں سے نکال کردہ کتاب پیش کر سکتا ہے کرمیں تو ہمیشہ مسیح کی مثال سے رہنمائی پاتا اور ٹھوکروں سے بچتا آیا ہوں۔ مسلمان کہو۔ سبھو تو بنا بنایا ہے ہی۔ غرضیکہ ہر مذہبی سوونگ بھر لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ انیک روپ روپالے والی بات ہے۔ تب سوال ہوگا کہ آخر اس کا کوئی تو اپنا مذہب ہوگا۔ ہم کہیں گے نہیں۔ سوائے بھوروپیے کے ہم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ گو یہ لفظ بھی اس پر فٹ نہیں بیٹھتا۔ کیونکہ وہ کسی خاص غرض سے مختلف روپ دھارن نہیں کرتا محض نفس امارہ کا غلام ہے۔ گندے سنسکاروں سے بھرے ہوئے من کے ہاتھ میں وہ کٹھ پتلی ہے اور جو ناچ وہ چاہتا ہے دھرمپال ناچ دیتا ہے۔

۲۔ ناکامیاب بھوروپیا

اب سوال یہ ہے کہ اسے بھوروپیا کہا جاوے تو کامیاب کہیں یا ناکامیاب۔ اصلی اور کامیاب بھوروپیا دھوکہ دینے میں کمال پاتا۔ اور بڑے بڑے واقفوں کی عقل مار دکھاتا ہے لیکن دھرمپال میں یہ بات بھی نہیں۔ دیکھئے

لالہ گنپت رائے کے پاس ایک سادھو آیا۔ ایک خاص موقعہ پر ہادلی بننے کی ضرورت بڑی قابلیت سے اس نے ان پر واضح کی۔ لالہ جی کے سوالات کے معقول جواب دیئے۔ کاغذ پر لکھی ہوئی اپیل پیش کی جس کے نیچے کچھ دستخط تھے اور ان کے ساتھ رقوم چندہ بھری ہوئی تھیں۔ لالہ جی نے بھی دستخط کر کے دس روپیہ لکھے۔ اور نقد ادا کئے۔ مہاتما نے برجستہ الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ جوتی پہنی۔ اور چلتے ہوئے لگے بھاٹ اور میراثی کی طرح لالہ جی کی بڑائی کرنے۔ یہ سن لالہ جی

کو شرم آئی۔ کہ دہوکا کہا گئے۔ پرتے صاحب حوصلہ۔ بولے کہ ساد ہو کے بھیس کا نراد نہیں ہو سکا بات تب ہو۔ کہ دوبارہ دہوکہ دے سکو۔ اگر آپ کے کامیاب ہوئے تو ہم ؏ ۲۰ روپیہ اور دینگے ورنہ اس روپیہ واپس کرنے ہونگے۔ بہور دپیے نے کہا منظور۔

بات کو بھلانے کیلئے دیر لگانا ضروری تہا۔ اس لئے چھ ماہ گزار دیئے۔ اس کے بعد حجام کی شکل بناکے منگنی کا شگون وہ لالہ گنپت رائے جی کے ہاں پہونچا۔ عورتیں اور برادری کے لوگ اکٹھے ہوئے۔ بڑے اعلیٰ خاندان میں لالہ جی کے پُتر کی منگنی ہوئی۔ بتاشے تقسیم ہوئے۔ بدہائی بدہائی کا شور مچا۔ اور وداع کرنے کا وقت آیا لالہ جی نے حجام کو اپنے کمرہ میں بلایا جو سمجھتا تہا کہ علاوہ بدہائی کے انعام کے ابہی ؏ ۲۰ روپیہ اور لونگا۔ لیکن سہ

قسمت کی بدنصیبی کہاں ٹوٹی جا کمند ۔ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

لالہ جی نے کہا بہائی کام تو تمہارا سب ہو لیا۔ اب ہمارے اس روپیہ واپس دیدو۔ یہ لفظ کیا تہے بہور دپیا کی ناکامیابی کی مجسم تصویر تہے۔ اس لحاظ سے دہرمپال کو کامیاب بہوردپیا اسی حالت میں کہا جا سکتا تہا کہ وہ اپنے کسی واقف کار کو دوبارہ دہوکا دیسکتا۔ ناواقفوں کی آنکھوں میں وہ دہول ڈالے اور جو چاہے سوانگ بھرے ہمارے الفاظ صاف ہیں۔ کہ

بھر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش من انداز قدت را مے شناسم ۔

۳- خوئے بد را بہانہ بسیار

سوانگ پورا اتارنے کو دہرمپال اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں رکھتا۔ جس مذہب سے رشتہ جوڑے اس کی یگانگی کی غیر معمولی نمائش ہوتی ہے اگرچہ نہ کسی بہانے غیر مذاہب سے جنگ کیا جاتا ہے۔ دیو سماج میں جا تو دیو گورو اور اس کے حواریوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتا اور استنے لمبے خطوط لکہتا کہ ستیلان کی آنت کو بہی مات کرتا۔ دیو سماج کے مقدمہ میں کتنے ہی خطوط ہمارے مطالعہ میں آئے۔ نمونہ ہمارے پاس بہی ہے جو چاہے دیکھ سکتا ہے۔ آریہ سماج میں آیا تو یہ حینیہ سماج شہر کے جلسے میں اس کی تقریر کے حق میں نہ تہا

مگر اس نے اصرار کیا۔ تو تخفیف ۴۔ ۵ منٹ میں مختصر الفاظ کہنے کی منظوری ہوئی لیکن انگلی پکڑتے پنجہ پکڑا والی مثل کے مطابق اس بہانے سے اس نے ترک اسلام لکھا اور جب مسلمانوں نے اس پر کچھ لکھا تو وہ تہذیب الاسلام کے لئے بہانہ بنا۔ دیو سماجیوں کے پاس خطرناک مصالحہ اس کے خلاف تھا۔ اس لئے شدھی کے زمانہ میں اور بعد میں ان کو خفیہ طور پر تحریریں دیتا رہا۔ کہ میں دل سے تمہارا ہوں اور کہیں جاؤں۔ کسی گروہ میں رہوں۔ مرتے دم تک دل سے دیو گورو کا رہوں گا۔ لیکن جب وہ مصالحہ و دیگر کاغذات کسی طرح حاصل کر لیئے تب پیشدستی کو آمادہ ہوا۔ اور بہانہ یہ ڈھونڈا۔ کہ دیو گورو ناستک ہے دیو سماجی آئے دن خدا بخدا پرستی اور خدا پرستوں پر مخول اڑاتے ہیں پولیٹکل شورش میں آریہ سماج کے خلاف مضامین شایع کرتے رہے ہیں۔ آریہ سماج کی بیخکنی کے در پئے ہیں دیانند کو پاکھنڈی زناکاری کی تعلیم دینے والا۔ مہا پوپ۔ مکار کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ (دیکھو دیباچہ کتاب اگنی دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء) اس کے بعد جب یہہ خیال آیا۔ کہ میرے چال چلن کے اسراروں کو جاننے والے میرے ارادہ میں رخنہ انداز ہوں گے۔ تب بہ قول ؎

ازاں مار بر پائے راعی زند ۔ کہ ترسد سرش را بہ کوبد بسنگ

ان پیشدستی کرنیکو یہ بہانہ ڈھونڈا کہ یہ لوگ میرے برخلاف عام طور پر چرچا کرتے ہیں اس لئے طوفان میں چٹان یا میرا ڈیفنس لکھی جاتی ہے۔ رائے روشن لال وغیرہ نے دریافت کیا تو بات جھوٹی نکلی ایک بھی شہادت نہ ملی کہ فلاں شخص کو میرے متعلق یہ بات کہی گئی۔ اب ہندو مسلمانوں کی کشمکش دیکھ کر آپ کے منہ میں پانی بھر آیا اور آپ کا دل للچایا ہے۔ کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ اور ہاتھ رنگو تو ایک معمولی مضمون کا بہانہ ڈھونڈ کفر توڑ لکھ کر آپ مسلمانوں کے جیب کترنے لگے ہیں۔

۴۔ ایک سپوت سبھی کل تارے

کفر توڑ کی پہلی فصل میں وہ ملکانوں کی شدھی کو کالی گھٹا کہتا اور اس کے چھین بھن کرنے کے لئے منتر پڑھنا ضروری جتاتا ہے۔ لکھتا ہے۔

دوستو۔ اس فتنہ کے برپا کرنیوالوں کی طرف سے جس قسم کی خاک دھول اڑائی جارہی ہے۔ اور جس قسم کے بے بنیاد اور کمینہ پن سے لبریز الزامات کی بوچھاڑ نہ صرف ہم پر بلکہ ہمارے آباؤاجداد کے ننگ و ناموس پر کی جارہی ہے۔ وہ یقیناً ایسی ہے کہ اس کو زیادہ دیر تک برداشت کرتے جانا اور خاموش رہنا میرے نزدیک بزدلی و دون ہمتی بے غیرتی بے حمیتی بلکہ کمینہ پن ہے۔ چنانچہ میں آج اپنی خاموشی کو توڑ کفر و ضلالت تاریکی و جہالت کذب و بطالت کی اس گھنگھور گھٹا کو چھن بھن کرنے کے لئے یہ کفر توڑ داغنے کیلئے مجبور ہوا ہوں۔

ناظرین! دیکھنا۔ بچکر رہنا۔ کہیں اس توپ کی زد میں نہ آجانا۔ ہاں اس تیس مار خاں کی بہادری کو اچھی طرح دیکھتے رہنا۔ یہی کفر توڑ کے ناٹک کا اصلی راز ہے۔ کل تو کہا جاتا تھا کفر و ضلالت ہے قرآن کی وکالت۔ تاریکی و جہالت ہے قرآنی تعلیم اور محمد صاحب کی رسالت کذب و بطالت ہے دین اسلام کی جہالت اور اس سب کا نتیجہ ہے نوع انسان کی رذالت لیکن آج توپ کا منہ دوسری طرف ہے۔ ارے واہ رے تیس مار خاں۔ دین اسلام کا صفایا ہوچکا۔ دیو سماج کا نام و نشان نہ رہا تو اب شدھی کی کالی گھٹا کفر توڑ کے داغے جانے سے چھن بھن ہوئے بغیر کیسے رہ سکتی ہے۔

ارے بھلے مانس! ایک بار نہیں بار بار تو ان لفظوں کا ورد کر چکا ہے۔

"جن لوگوں نے میرا لکچر ترک اسلام پڑھا وہ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے اسلام کو کیوں چھوڑا گو دہرانا فضول ہے۔ مگر اتنا کہہ دینا ضروری ہے کہ میں نے اسلام کو سالہا سال کی چھان بین کے بعد اپنے دل و دماغ عقل و فکر کا مہلک دشمن پاکر ۱۴ جون سنہ ۱۹۲۳ء کو ڈاڑھی مونچھ کے ساتھ رخصت کر دیا۔ یہ جدائی کسی تحسین و آفرین شور و غل۔ طمع لالچ کی خاطر نہیں تھی محض دہرم کی خاطر تھی۔ کونسا دہرم؟ وہ دہرم کہ جس کے مقابلہ میں دنیا کی جاہ و حشمت مال و دولت۔ شان و شوکت بالکل ہیچ ہیں۔ اگر دہرم کی عظمت میرے سامنے منکشف نہ ہوجاتی تو میں مذہب اسلام کو کبھی نہ چھوڑتا۔ اگر چھوڑتا بھی تو عیسائیت وغیرہ میں پھنس جاتا۔ مگر مجھے دہرم سیتہ دہرم ویدک دہرم ہی پیارا لگا۔ میں نے اسے دل و دماغ عقل و فکر کے مطابق پایا۔ اسی اعلیٰ چیز کی کماحقہ تحصیل کے لئے میں ہیڈ ماسٹر سے طالب علم بنا۔ بی۔ اے۔ کی

فضول ڈگری کو بھول کر از سر نو آ۔ ای۔ اُو۔ کا سبق پڑھا۔

اب بتلایئے۔ کہ عبد الغفور کا ویدک دھرم میں پرویش ہونا دھرم کی عظمت کا منکشف ہونا ہے تو ملکانوں کی شدہی کو فتنۂ ارتداد یا کالی گھٹا کہنا کیسے موزوں ہے۔ ایک تعلیم یافتہ نوجوان جو مسلمان کو سالہا سال کی چھان بین یقین دلا سکتی ہے۔ کہ اسلام دل و دماغ عقل و ہوش کا مہلک دشمن ہے۔ تو ہندو برادری سے جدا یہ فتویٰ کس طرح نہیں دے سکتے۔ اس اعلیٰ چیز کے لئے ایک بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر نئے سرے سے طالب علم بن سکتا ہے تو ملکانے آریہ جاتی کی شرن میں آنے سے کس طرح رک سکتے ہیں۔ ان بچھڑوں کا ملاپ دھرم کی خاطر ہے اور محض دھرم کی خاطر نہ ویدک دھرم جنم کے مسلمان کا پیارا ہو سکتا ہے اور دنیا کی جاہ و حشمت مال و دولت شان و شوکت سے بلند و بالا معلوم ہو سکتا ہے تو ملکانوں کو پیارا نہ لگ سکے یا سب سے اعلیٰ معلوم نہ ہو یہ بھی ممکن نہیں۔ نہیں اُٹھاؤ۔ اللہ میاں عبد الغفور صاحب ایک کفر توڑ۔ کیا ہزار کفر توڑ داغیں مگر چھوڑ کر رہ گئے ہے۔ ان توپوں کی حقیقت ہمیں اچھی طرح معلوم ہے یاد رکھو کہ ویدک دھرم کی دست قدرت سے بنی ہوئی مضبوط فصیل کو کمزور انسان کی مصنوعی توپوں سے نقصان پہونچے۔ این خیال است و محال است و جنوں۔

کفر توڑ کی حقیقت تو اسی سے ہی ظاہر ہے کہ پنڈت لیکھرام جی نے جو زبردست گولہ بارود اپنی تحریر میں بھرا۔ اس کے چھین جھپٹ کرنے کا تو غازی صاحب نام نہیں لے سکتے اور مسٹر شرما۔ ایم اے کے معمولی مضمون کو بہانہ بنا کر شور مچانے لگ گئے۔ شرما جی نے واضح کیا کہ۔

(۱) دین اسلام دنیا میں اور خاص کر ہندوستان میں تلوار کے زور سے پھیلا۔ اس دین کی نشو و نما تلواروں کے سایہ تلے ہوئی ہے۔ ہندوستان میں جن ہندوؤں نے اپنے آبائی دھرم کو ترک کرنے سے انکار کیا۔ ان کو تلوار کے گھاٹ اُتارا گیا۔

(۲) موجودہ زمانہ کے ہندی مسلمان ان لوگوں کی اولاد ہیں جو مسلمان راج میں زبردستی مسلمان بنائے گئے۔ یا ہندوؤں کی غلطی کا شکار ہوئے۔ یا زن، زر یا عہدہ کے لالچ میں آ کے یا جو اپنے مذہب سے بے خبر ہو کر مسلمانی تعلیم خاص کر صوفی فقیروں کے زیر اثر آئے۔ چند صوفی علما اور فقرا کو چھوڑ کر مسلمانوں نے کبھی اپنے مذہب کی پر امن طریقہ سے اشاعت نہیں کی۔

ان کی مذہبی تاریخ خون سے لکھی ہوئی ہے ۔

ایک محقق اپنی رائے دیتا ہے اور پہلے پہل نہیں بیسیوں محقق پہلے ایسی رائیں دے چکے ہیں تاریخ پر اس رایزنی کا مدار ہے اور ہر واقعہ ظاہر وآشکار قرآن اس بیان کا گواہ حدیث اور تفسیر اس کے شاہد۔ مسلمان مورخوں کی لکھی تاریخیں اس کی تصدیق کرنے کو موجود ۔ اور تصدیق اور تصدیق کر دیتو الاخود دہرم پال غازی محمود ۔ تب شرماجی پر یہ عتاب کیوں ۔

ہم بھر دعوت سے کہتے ہیں کہ دہرم پال نے موقعہ پہچانا ہے ۔ ورنہ شرماجی سے پہلے وہ خود ایسی رائے دے چکا ہے ۔ جس کا بیان اگلی فصل میں آئے گا ۔ یہاں تو یہ جتانا ہے ۔ کہ دہرم پال شرماجی کے بیان کو کس معنے میں لیتا ہے ۔ اس کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ "یہ تحریر ہم پر اور ہمارے بزرگوں پر بے بنیاد اور کمینہ الزامات کی بوچھاڑ ہے" صفحہ ۷ پر وہ کہتا ہے ۔ کہ

"ہمیں اس (شرماجی کے مضمون) کا نوٹس لینے کی ہرگز ضرورت نہ ہوتی اگر واقعات کی بنا پر اس میں بحث کی گئی ہوتی یا انہوں نے راست گوئی سے کام لیا ہوتا ۔ مگر چونکہ انہوں نے اپنے مضمون میں نہایت بددیانتی ۔ غلط بیانی بدنیتی سے مسلمانوں کے برخلاف زہر پھیلانے اور شرارت برپا کرنے کے ارادہ سے قلم اٹھایا ہے ۔ اس لئے ہم اس کا جواب دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں ۔ خاص کر اسلئے بھی کہ چونکہ شرماجی نے ہندوستان کے مسلمانوں کے آباد اجداد پر جو اس وقت زندہ موجود نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے بقید حیات ہیں ۔ بزدل ۔ ڈرپوک دنیا پرست حریص یا زن پرست اور مذہبی امور سے مطلق ناواقف ہونے کے نہایت ہی دل آزار جھوٹے لغو شرارت آمیز اور سفاہت و دیانت سے پر الزامات لگائے ہیں اس لئے ہم یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے بزرگ آباد اجداد کی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے اور ان کے ننگ، دنیا ہوس زہد و اتفاق پسندی، خدا ترسی تقویٰ و طہارت پر لگائے گئے اس قسم کے کمینہ الزامات کا جواب دینے کے لئے قلم اٹھائیں ۔ صاف ظاہر ہے ۔ کہ ہم مدافعت کے لئے مجبور کئے گئے ہیں ۔ اپنی یا اپنے بزرگوں کی عزت

پر کئے گئے کسی بھی جھوٹے یا بے بنیاد الزام کے برخلاف مدافعت کرنے کا ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے؟

ہم ناظرین سے سفارش کریں گے کہ ان الفاظ کو بار بار غور سے پڑھیں اور ایک تجربہ کار کی طرح ان سے نتائج اخذ کریں۔ دہرم پال کو کتنا اپنی عزت کا پاس ہے۔ کتنا وہ بزرگوں کی عزت کے لئے محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے دل پر کس قدر صدمہ اس مضمون سے پہنچا ہے ایک طرف تو ان امور پر غور فرمائیے۔ اور طرف یہ دیکھیئے۔ کہ بہوروپیا جو تاڑا جاتا ہے تو کسطرح۔ فی الحقیقت اصلیت سے بناوٹ کچھ نہ کچھ مختلف ہوتی ہے جو نہی ملاوٹ یا زیادتی یا مبالغہ کا پتہ لگا۔ پول کھل گیا۔ دہرم پال بار بار کتاب میں بزرگوں کی عزت وغیرہ کا لفظ لکھ کر جو جذبات سے اپیلیں کئے جاتا ہے۔ یہی نمائیشی جذبۂ عزت سمجھداروں کے لئے اس کی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے۔ ورنہ تاریخی واقعات کا عزت یا توہین سے کیا تعلق کیا جو لوگ کسی وجہ سے مسلمان ہو کر موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے بزرگ بنے ہیں وہ شرماجی کے ہی بزرگوں کے بھائی بند نہ تھے۔ یا کیا جب دہرم پال نے ہندوستانی مسلمانوں کو چھوڑ کر عرب کے مسلمانوں۔ خود محمد صاحب اور قرآنی خدا کے خلاف لکھا اور پھبتیاں اڑائی تھیں۔ اس وقت بزرگوں کی عزت محفوظ تھی لیکن خیر۔ دہرم پال جانے۔ یا اس کے بزرگ۔ ہم تو پھر بھی شکر کرتے ہیں۔ کہ کوئی تو سپوت ہوا جو سارے مسلمان بزرگوں کی لاج رکھنے لگا ہے۔ واقعی کالی گھٹا سے خوفناک بارش ہو کر اسلامی خاندان ڈوب ہی جاتا۔ اگر یہ سپوت ساری کل کو تار نہ دکھاتا۔

کاش کہ مسلمان بھائیوں کی آنکھیں کھلیں۔ وہ وہ اس دوست نما دشمن کے داؤں گھات کو تاڑ سکیں۔

دوسری فصل - استغاثہ

ازی محمود دہرم پال کی تازہ تصنیف کفر توڑ کی بوزیشن ایک استغاثہ کی ہے جو اس
نے مسٹر - شرما ایم - اے - کے خلاف اسلامی پبلک کی عدالت میں دائر کیا ہے - اور چونکہ
ٹر شرما پر یہ عتاب ہندو قوم یا ویدک دہرم کی وکالت کے صلہ میں نازل ہوا ہے - لہذا
م امید کرتے ہیں کہ کارروائی مقدمہ میں ہندو مسلمان آریہ سکھہ سب بھائی پوری
لچسپی لے کر اضاف کریں گے - مستغیث کا بیان ہے کہ

لزم نے ۹ و ۱۱ - اپریل کے روزانہ کیسری لاہور میں مضمون لکھہ کر مستغیث اس کے بزرگوں
در اس کے دین کی توہین کی ہے - دین اسلام اور ہمارے آباؤ اجداد پر نہایت
ل آزار ہتک آمیز - سراسر لغو - از سرتا پا جھوٹے اور کمینہ ترین حملے کئے ہیں - ملزم لکھتا
ہے - کہ دینِ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے - یا زر زمین زن کے لالچ سے - جس کا
مطلب یہ ہے کہ دین اسلام میں صداقت نہیں - نہ یہ اپنی کسی خوبی سے پھیلا ہے
ہاں جبر سے یا اس لیئے کہ ہمارے بزرگ شہوت پرست اور طامع و حریص تھے -
ملزم اُس جرم کا مرتکب ہوا ہے - جس پر سرکاری عدالتوں میں تعزیرات ہند کی
دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ عاید ہوتی ہے - میں گو عدم تعاونی نہیں - تاہم مذہبی معاملہ
ہونے سے میں اسلامی پبلک کے سامنے ہی مقدمہ رکھتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں
کہ مستغیث سے عبرتناک سلوک کیا جاوے کہ آئندہ کسی کو شدہی یا ہندو قوم
کی وکالت کا حوصلہ نہ ہو سکے -

شہادت کے لیئے کیسری اخبار کے مذکورہ بالا پرچے اور کُفر توڑ معہ ان کتابوں کے جن
کے حوالے جات اس میں مندرج ہیں اور جن کی فہرست لف ہذا ہے پیش کرتا ہوں

تیسری فصل ۔ بیان ملزم ٭

ملزم مسٹر شرما ایم ۔ اے بذریعہ اپنے وکیل کے حسب ذیل بیان کرتا ہے ۔

(۱) میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں دین اسلام کو ایشوری دھرم نہیں مانتا ۔ اس کی تعلیم میں تھوڑے سچ کے ساتھ بہت سا جھوٹ مل رہا ہے اس لئے وہ اس مٹھائی کی طرح قابل ترک ہے ۔ جس میں زہر ملا ہو ۔ تو بھی مضمون زیر بحث میں نے دین اسلام کی صداقت یا بطالت پر بحث نہیں کی ۔ نہ مستغیث کے کسی بزرگ یا مستغیث کے متعلق کچھ لکھا ہے ۔ میرے مضمون کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے ۔ اور وہ یہ کہ ہندو برادری نے اپنی نادانی سے جن لوگوں کو کسی وقت اپنے میں سے خارج کیا تھا ان کی اولاد پھر ہندو قوم میں شامل ہو سکتی ہے ۔

(۲) میں نے یہ بے شک جتایا ہے کہ ہندوؤں کو اس زمانہ کے آچاریہ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کی زمانہ شناسی معاملہ فہمی اور دوربینی کی داد دینی چاہیئے ۔ اور مالابار و ملتان کے خونی واقعات نے ان کی جو آنکھیں کھول دی ہیں اس سے انہیں سبق حاصل کرنا اور اپنے سنگٹھن کا خیال کرنا چاہیئے ۔ جو ملکانہ گوجر اور جاٹ اب تک وفادار ہیں ۔ انہیں برادری کے ساتھ ملانا چاہیئے ۔ میرے مضمون کی غرض مذہبی بحث یا دین اسلام کی توہین کرنا ہوتا تو میں یہ کیوں لکھتا کہ ان لوگوں میں دھرم پرچار کی ضرورت نہیں ۔ نہ انہیں آریہ سماجی بنانا چاہیئے ۔ بلکہ ہندو دھرم میں لانا چاہیئے ۔ میں نے محض تاریخی انقلابات کا اپنے علم کے مطابق اشارہ دے کر اپنی برادری کو سنبھلنے کی صلاح دی ہے ۔

(۳) موجودہ زمانے میں مذہبی آزادی سب کو حاصل ہے اہل مذاہب اپنے علم اور اعتقاد کے مطابق دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کر رہے ہیں ۔ میں بھی اپنے جائز حق کا استعمال کر کے دین اسلام پر نکتہ چینی کرتا ۔ تو کوئی الزام مجھ پر عاید نہ ہو سکتا تھا تب اس مضمون کو کس طرح قابل اعتراض سمجھا سکتا ہے جس میں دین اسلام کی

تعلیم پر کوئی بحث ہی نہیں کی گئی۔

(۴) جن بزرگوں کی توہین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان کا مستغیث سے چنداں تعلق نہیں۔ وہ تو میرے ہی آباؤ اجدادیں سے تھے۔ میں نے لکھا کہ دین اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی۔ اس سے مستغیث مطلب نکالتا ہے۔ کہ میں نے ان لوگوں کو بزدل بنایا ہے۔ جو پہلے پہل مسلمان ہوئے۔ میں نے لکھا کہ دین اسلام زن زر زمین کے لالچ سے پھیلا۔ اس کا یہ مطلب الیا گیا ہے۔ کہ میں نے ان پر شہوت پرستی وغیرہ کا الزام لگایا ہے لیکن ایسے مطلب سے میرے ہی بزرگوں کے خاندان پر کلنک لگتا ہے۔ میرے الفاظ کی تاویل ان بزرگوں کی مصلحت بینی۔ اور دور اندیشی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ میرا مدعا کسی کی تعریف یا مذمت سے نہیں محض تاریخی واقعہ کا اشارہ دیا گیا ہے۔ ایسے واقعا کی تاویلات کو توہین کے معنے میں لیا جاوے تو کوئی انسان مجرم ہونے سے بچ نہیں سکتا۔ جو کہتا ہے کہ سرکار انگلشیہ نے ہندوستان کو تلوار اور طاقت سے فتح کیا وہ گویا تمام ہندوستانی ہندو اور مسلمان کی انہیں بزدل اور کمزور کہہ کر توہین کرتا ہے جو کہتا ہے کہ سرکار نے عقل اور علم یا حکمت عملی سے ہندوستان پر اقتدار حاصل کیا وہ گویا ہندو مسلمان اور سکھ بزرگوں کو بے عقل بے علم یا بد ہو نا رہا ہے۔ تمام تاریخوں میں کئی بادشاہوں کے جائز ناجائز وسائل سے عورتوں کو حاصل کرنے اور مال و دولت لوٹنے کا ذکر ہے یا جنگ و جدل کرنے کا۔ کیا اس سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے۔ کہ مورخین کی نیت ان بادشاہوں کو بد چلن ثابت کرنے سے ہے۔ یا ڈاکو اور لڑاکا۔ اگر ایسا مطلب لیا جائے گا۔ تو وہ مورخ۔ اور ان کتابوں کا پبلشر سررشتہ تعلیم سب مجرم ہوں گے اور ان کی پشت پناہ اور سرپرست گورنمنٹ بھی گردن زدنی قرار پائیگی۔

(۵) رہا ذکر مستغیث کی ذاتی توہین کا۔ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ تمام مضمون میں اشارہ یا کنایہ سے بھی اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۶) مستغیث کو یوں بھی حق استغاثہ حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ کئی سال ویدسماجی رہا۔

کئی سال آریہ سماجی۔ خاندانی تعلق کو اس طرح وہ خود ٹھوکر مار چکا ہے۔ اور قرآن مجید صاحب۔ دین اسلام اور مسلمانی بزرگوں پر سخت ترین حملے کر چکا ہے۔ جس کے ثبوت کے لئے میں کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام۔ نخل اسلام اساطر الاولین جنکا مصنف خود مستغیث ہے۔ پیش کرتا ہوں۔

(۷) نہ صرف مستغیث نے خود وہ جرم کیا ہے جس کا الزام بلاوجہ وہ مجھپر عاید کرتا ہے وہ اپنی تحریروں میں بارہا یہ دہرا رہا ہے کہ میں نے سالہا سال کی چھان بین کے بعد دین اسلام کو اپنی عقل و فکر اپنے دل اور دماغ کے لئے مہلک دشمن پایا۔ وہ اپنی تحریر کی صداقت پر اصرار کرتا ہے اور اس قانونی کہاوت کے مطابق اس نے اپنے جرم کو بڑھایا ہے۔ کہ The greater the truth the greater the libel. پس فی الحقیقت الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے والی ضرب المثل اس استغاثہ پر عاید ہوتی ہے۔

(۸) موجودہ حالت میں بھی مستغیث مسلمانوں کو ٹھگنے کے بغیر کوئی غرض نہیں رکھتا ۱۰ یا ۲ کی لاگت کے لئے وہ ۸ فی کتاب مسلمانوں سے وصول کر رہا ہے۔ اور لطف یہ کہ کتاب میں نہ قرآن نہ کسی اصول دین اسلام کی عظمت بتائی ہے نہ ہندوؤں یا ویدک دھرم پر کوئی معقول بحث کی ہے۔ محض شرارت۔ بناوٹ اور چالاکی سے کام لیا گیا ہے۔ ایسے جھوٹے اور مقدمہ باز شخص سے ساری سوسائٹی کو محتاط کرنا لایق ججوں کا فرض ہے۔

(۹) میں برادری یا خاندان سے بڑھ کر قابلیت اور چال چلن کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن مستغیث خاندانی تعلق کے سبب دکھ محسوس کرتا ہوا ظاہر ہوتا ہے حالانکہ اسلامی برادری میں مستغیث کی خاندانی حیثیت معمولی ہے اس کے آریہ سماج میں آنے پر مسلمان اخبارات اور دیگر پبلک نے خس کم جہاں پاک کا ورد کیا تھا۔ یا پنجابی نظم میں بند بند پر یہ شعر چھاپا تھا کہ۔"

کی ہویا جے اک جلا گیا اُٹھیا انکاری سی

پس برہمن کھشتری اور ویش جو مسلمان ہوئے ان اعلیٰ خاندانی بزرگوں کے ساتھ "
مستغیث کا چنداں تعلق ہی نہیں۔ سات کروڑ مسلمانوں کے ہوتے ہوئے مستغیث
کا ہی مقدمہ کرنا کچھ وزن رکھتا ہے نہ اسے حق استغاثہ حاصل ہے۔

(۱۰) جس خاندان یا گروہ کا وکیل مستغیث بے طور زبان زمانیں تیرا میاں بن رہا ہے۔
اس میں وہ کیا عزت رکھتا ہے خود انکی اپنی تصنیف تہذیب الاسلام جلد جا کے دیباچہ
کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

میرے لکچر کا نکلنا تھا کہ اسلامی اخباروں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا۔ منہ آئی کہنے لگے۔ میں
یہ سب کچھ دیکھتا تھا مگر خاموش تھا۔ اخباری دنیا کا طوفان کم ہوا تو رسالوں کی باری
آئی۔ خوب گھوڑ دوڑ مچی۔ میرے لکچر کی تردید میں کتاب پر کتاب نکلنے لگی۔ جھوٹا۔
جاہل۔ ناپاک باطن۔ شریر احمق۔ بیوقوف۔ شیطان۔ شریر النفس۔ گستاخ۔ جلدباز
خود غرض۔ زہریلا سانپ۔ مرتد۔ مردود۔ کمبخت وغیرہ وغیرہ خطابات کا مجھے مستحق گردانا گیا"
ایسے اعلیٰ خطاب یافتہ شخص کی عزت پر بزرگوں کی (جو صدیوں پہلے گذر چکے) آنچ کیا اثر
پڑ سکتا ہے۔ اس کا عدالت غور کرسکے۔

(۱۱) مستغیث ہوش سنبھلنے کے وقت سے ہی دین اسلام سے بے تعلق ہے وہ یا دیو سماج میں
رہا یا آریہ سماج میں لیکن اپنے چلن کی خرابیوں سے وہ ہر دو سوسائٹیوں سے راندہ ہوا اور ہر
مسلمان اس سے متنفر تھے۔ اسی لئے وہ برسوں گمنامی کی غار میں پڑا رہا۔ اور موقعہ کی
تاک میں رہا۔ بدنصیبی سے ہندو مسلمانوں کی کشمکش ملک میں اسوقت بڑھ رہی ہے بلی کے بھاگوں
چھینکا ٹوٹا کے مصداق مہیپال نے یہ وقت غنیمت سمجھا ہے مسلمانوں کی حمایت کا دم بھرنے
سے اسوقت وہ کمائی کر سکتا ہے اس لئے بجائے آگ کو بجھانے یا امن اور شانتی کی تلقین کرنے کی
بجائے اس نے کفر توڑ کی شر انگیز کتاب چھاپی ہے اور نیز اس کی عادت ہے کہ وہ ہر امر میں چالاکی اور
ایچ پیچ سے کام لیتا اور اپنی دل آزار تحریر کو محض حفاظت خود اختیاری کے طور پر ظاہر کرتا ہوا اسلئے
اس کتاب میں میرے مضمون کی آڑ لیتی ہے یہ اس کی چالاکی شرارت اور بدنیتی ہے اور مسلمانوں کو اشتعال
دیکر کفر توڑ کی فروخت سے روپیہ کمانے کا سوال ہے جو میرے الفاظ کی غلط تاویل ... گرا رہا ہے وہ ... ہیں

چوتھی فصل۔ مستغیث پر جرح

عدالت۔ تمہارا نام

مستغیث۔ غازی محمود دہرم پال

(ع) یہ کیا۔ غازی محمود مسلمان۔ دہرمپال ہندو آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ ٹھیک نام بتاؤ۔

(م) عبدالغفور۔

(ع) باپ کا نام

(م) محمد۔

(ع) ذات

(م) مسلمان۔

(ع) مسلمان ذات نہیں۔ مذہب ہے۔ ہم Religion نہیں پوچھتا caste بتاؤ

(م) حضور میں ذات پات کو نہیں مانتا۔

(ع) تمہارا باپ تو مانتا تھا وہ کیا تھا۔

(م) Weaver ویور جناب

(ع) ویور کیا۔ جولاہا۔ صاف کیوں نہیں کہتے

(م) ہاں حضور

(ع) پیشہ

(م) ایڈیٹری

(ع) عمر

(م) چالیس سال۔

(ع) سکونت

(م) لدھیانہ۔

(ع) کہو۔ جو کچھ کہوں گا۔ ایمان سے سچ کہوں گا۔

(م) جو کچھ کہوں گا۔ ایمان سے سچ کہوں گا۔

وکیل مستغیث دوسری فصل والے بیان استغاثہ کے مطابق شہادت کراتا ہے۔

(ع) (وکیل ملزم سے) اب آپ جرح کر سکتے ہیں

(و) (ملزم) تم مسلمان کب سے ہو۔

(م) جب سے پیدا ہوا۔

(و) ۱۸ سال کی عمر میں یعنی جب تم بالغ ہوئے تم کون تھے۔

(م) میں مسلمان تھا۔

(و) کبھی دیو سماج میں بھی رہے۔

(م) میرا نام تب عبدالغفور ہی تھا۔

(و) اصل سوال کا جواب دو۔

(م) میں نے بتایا کہ میں تب عبدالغفور ہی تھا

(ع) سیدھے طور پر جواب دو۔ کہ دیو سماج میں رہے یا نہیں۔ ہاں کہو یا نہ۔

(م) ہاں جناب رہا۔

(و) کتنے سال؟

(م) چھ سات سال

(و) دیو سماجی تو مسلمان نہیں ہوتے ؟

(م) مسلمان دیو سماج کا ممبر ہو سکتا ہے۔ میں بھی تھا۔ حکیم جی بھی تھے ۔

(و) سوال کا جواب دو۔ خبردار چالاکی سے بات کی۔ سمجھ لو۔ کہ تم اسوقت عدالت کے سامنے ہو گھر نہیں کہ جو چاہا بول دیا ۔

میرا سوال یہ ہے کہ کیا دیو سماجی کا مذہب دین اسلام ہوتا ہے ۔

(م) نہیں

(و) کیا تم آریہ سماج میں بھی رہے ۔

(م) ہاں جناب ۱۴؍جون سنہ ۱۹۱۳ء کو میں گوجرانوالہ میں شدہ ہوا۔

(و) اسوقت تمہاری کیا عمر تھی ۔

(م) ۱۲ سال ۔

(و) اور اس سے پہلے کیا تھے ؟

(م) دیو سماجی ۔

(و) کس سال سے تم دیو سماج میں شامل ہوئے ۔

(وکیل مستغیث) میں اس سوال پر اعتراض کرتا ہوں یہ محض تضیع اوقات ہے ۔ یہ سوال پہلے پوچھا جا چکا ہے ۔

(وکیل ملزم) میرے بھائی نے سوال کو سمجھے بغیر اعتراض کر دیا ہے ۔ میں عدالت کے سامنے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بالغ ہونے کے وقت وہ مسلمان نہیں تھا۔ اس کی زبان سے میرے سوال کا جواب اس امر کو بالکل صاف کر دیگا۔ اس سے عدالت کا کوئی ہرج نہ ہوگا۔

(ع) ویل گو آن ۔

(و) بتاؤ کس سال میں دیو سماج میں گئے ۔

(م) ۱۴۔۱۵ سال کی عمر سے ۔

(و) دیکھو۔ اس کتاب پر کیا نام لکھا ہے ۔

(م) ترک اسلام ۔

(و) کیا یہ تم نے لکھی ۔

(م) میں نہیں کہہ سکتا۔ میرے دستخط نہیں یہ تو چھپی ہوئی ہے ۔

(و) کیا اس پر تمہارا نام چھپا ہوا ہے ۔

(م) ہاں اس پر چھپا ہے۔ لیکچر برھمچاری دہرم پال ۔

(و) تمہارا شدھی کے موقعہ والا لیکچر چھپا تھا۔

(م) مجھے یاد نہیں۔ یہ چھپا ہوا لیکچر وہ لیکچر ہے یا نہیں ۔

(و) کیا تم نے کبھی اعلان تو نہیں کیا کہ میں نے گوجرانوالہ سماج میں ۱۴؍جون سنہ ۱۹۱۳ء کو لیکچر نہیں دیا ۔

(م) نہیں جہاں تک یاد ہے میں نے اعلان

نہیں کہا۔

(۹) یہ کاغذ دیکھو۔ کیا یہ تمہارے ہاتھ کی لکھی چٹھی ہے۔

(م) (بہت دیر الٹ پلٹ دیکھ کر) ہوگی

(د) ہوگی کیا صاف کہو۔ ہے یا نہیں۔

عدالت۔ تم چالاکی کیوں کرتا ہے صاف جواب کیوں نہیں دیتا۔

(م) ہاں جناب۔ میں اسے اپنی تحریر تسلیم کرتا ہوں۔

(د) جن لائینوں پر سرخ لکیر ہے انہیں پڑھو

(م) میرا لیکچر ترک اسلام سارے ملک میں دھڑا دھڑ بک رہا ہے۔ دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہونے کو ہے۔

(د) کیا تم نے آریہ پریس گوجرانوالہ کے مالکوں سے اس تصنیف کے لئے کچھ طلب بھی کیا تھا۔

(م) سر نیچے کئے خاموش۔

(د) جواب جلد دو۔ نہ کرتے ہو۔ تو تحریر دکھاؤں۔

(م) ہاں میں نے منافع ہونے کے سبب کچھ روپیہ لیا تھا۔

(د) اپنے لیکچر ترک اسلام کے صفحہ ۵ کو اس نشان سے پڑھو۔

(م) (۱) بہت سے لوگ دولت اور دنیا کے لئے مذہب تبدیل کرتے ہیں۔

(۲) بہت سے لوگ کسی خوبصورت عورت کے پیچھے دین چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ اور اکثر مثالیں دیکھی سنی جاتی ہیں۔ کہ فلاں شخص فلانی عورت کے لئے فلانا ہو گیا۔ وغیرہ وغیرہ

(۳) بہت سے نوکری یا مرتبہ کے لالچ میں آکر مذہب تبدیل کرتے ہیں۔

(۴) بہت سے لوگ کسی ڈر سے یا دھمکی سے مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ ہاں اکثروں نے تلوار کے ڈر سے مذہب تبدیل کیا ہے

(د) بس اتنا کافی ہے اب یہ بتاؤ کہ ملزم نے دین اسلام کی اشاعت کے متعلق جو مسائل لکھے ہیں وہ ان الفاظ سے کس طرح مختلف ہیں۔

(م) اس کے الفاظ مسلمانوں کے متعلق ہیں اور میرے الفاظ اصولی ہیں۔

(د) کیا ان الفاظ سے پہلے یا پیچھے کوئی لفظ ہے جس سے معلوم ہو کہ مسلمان اس اصول سے مستثنیٰ ہیں۔

(م) نہیں

(د) ترک اسلام صفحہ ۶ اس نشان سے پڑھو

(۴) جب قرآن کے ریگستانی مسائل میری پیاس کو نہ بجھا سکے۔ جب قرآن کی خلاف از عقل باتیں میرے بیقرار دماغ کو کچھ تسکین نہ دے سکیں۔ جب قرآن کے بہت سے وحشیانہ اور ظالمانہ مسائل میرے نرم دل کو تسلی نہ دے سکے جب قرآن کی ادنیٰ درجہ کی تعلیم میرے اعلیٰ خیالات کا ساتھ نہ دے سکی۔ جب قرآن کے ماننے والوں کی عملی زندگی مجھ پر صحیح اور صحت بخش اثر نہ ڈال سکی جب میں اس وادیٔ ظلمت میں ادھر ادھر ہاتھ مار کر حیران و سرگرداں ہو رہا تھا۔ تو مجھے اندھیرے سے نکالنے کے لئے وید کی تعلیم کے منور سورج کی کرنوں نے میرے راستہ کو روشن کیا مجھے چاہ ضلالت سے نکال کر روشن زمین میں پہنچایا۔

(و) ان الفاظ میں قرآن کے ریگستانی مسائل قرآن کی خلاف از عقل باتیں۔ قرآن کے وحشیانہ اور ظالمانہ مسائل قرآن کی ادنیٰ درجہ کی تعلیم وادیٔ ظلمت وغیرہ کا جو ذکر ہے۔ کیا ایسا کوئی لفظ مسٹر شرما ایم۔ اے۔ کے مضمون میں بھی قرآن کی شان میں لکھا ہے۔

(م) پڑھ کر بتا سکتا ہوں (دو چار منٹ ورق اولٹ پلٹ ہوئے)

عدالت۔ وکیل لیکن یہ تمہارا اپنا مضمون ہے دیری کیوں کرتے ہو۔

(م) اس میں ایسا لفظ قرآن کے متعلق نہیں

(و) تم نے لکھا کہ قرآن کے ماننے والوں کی عملی زندگی نے تم پر اچھا اثر نہ کیا۔ کیا مسٹر شرما نے بھی ماضی یا حال کے معتقد ان قرآن کے متعلق کہیں ایسا اعلان کیا

(م) (خاموش ہے عدالت کی خفگی پر انہیں)

(و) صفحہ ... کے اخیر سے یہ عبارت پڑھو۔

(م) کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک خالی از احساس دل کو چنبیلی کے تازہ پھولوں کی خوشبو کا جھونکا مست کر دے اور وہ اپنے ہاتھوں سے برسوں سے پکڑے ہوئے بوسیدہ پارچہ چرم کو نہ گرا دے۔ کیا ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کو سبزہ زار نظر آ جائے اور وہ پھر ریگستانی باد سموم کے جھونکوں سے بچنے کے لئے اس سبزہ زار کی طرف نہ جھک آوے ....

تعصب کی چار دیواری سے میرا سر باہر نکلا تو کیا دیکھا کہ جس گڑھے میں میں

پڑا ہوا ہوں۔ وہ مینڈک کے کنوئیں کی طرح محدود اور تنگ و تاریک ہے۔

(د) یہاں بوسیدہ پارچہ جرم ریگستانی باد سموم۔ گڑھا مینڈک کے کنوئیں کی طرح تنگ و تاریک وغیرہ الفاظ جو دین اسلام کے لئے آئے ہیں۔ کیا کوئی ایسا لفظ بتا سکتے ہو جو مسٹر شرما کے مضمون میں دین اسلام کی شان میں کہا گیا ہو۔

(م) زبانی نہیں بتا سکتا۔

(د) میں عدالت کی توجہ مستغیث کے رویہ کی طرف دلاتا ہوں۔ خود مضمون لکھنے والا ہے کئی دفعہ یہاں اس مضمون کو پڑھ چکا ہے پھر ہر سوال پر جواب دینے سے پہلو تہی کرتا ہے۔

(عدالت) (وکیل سے)۔ ویل میں نے نوٹ کر لیا ہے۔ (مستغیث سے)

تم۔ ۔ ۔ جان بوجھ کر دیر لگا تا ہے.....

(م) اس میں ایسا لفظ نہیں ہے۔

(د) اس سے آگے لکھا ہے۔ میں نے قرآن اور اسلام کو سب سے نیچے درجہ میں پایا کیا ملزم نے کہیں قرآن کو سب سے نیچے درجہ میں لکھا ہے۔

(م) نہیں۔

(د) صفحہ ۱۰ کی نشان شدہ عبارت پڑھو

(م) میں آج اپنی اسلامی پگڈنڈی چھوڑ کر ویدک دھرم کے شاہراہ پر قدم رکھ رہا ہوں۔......

میں نے عرصہ دراز تک قرآن کی چھان بین کی۔ مگر مجھے موتیوں اور جواہرات کی بجائے پتھر اور کنکر ہی ملے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ روحانیت کا پیاسا جو قرآن کی سرابی جھلک کے پیچھے بھاگتا ہے۔ وہ باد سموم کے ان جھونکوں سے جو عرب کے ریگستان کی طرح عربی قرآن میں چل رہے ہیں اپنی روح کو نقصان پہنچا لیتا ہے......

مکمل روحانیت قرآن سے قطبی ستارے اور زمین کے باہمی فاصلے سے کچھ کم دور نہیں ہے۔ اگر میں قرآن سے روحانیت ڈھونڈنا چاہوں۔ تو شاید میرا یہ کام اندراین کے پھل سے شیریں خربوزوں اور نیم کے درخت سے میٹھے آموں کی تمنا رکھنے سے کچھ کم بیہودہ نہ ہوگا۔ میں نے اپنے تجربہ سے قرآن اور روحانیت کو دو متضاد سمتوں میں چلتے دیکھا۔ پہلے کی رفتار جنوب کی طرف اور دوسرے

کی شال کی طرف اور درحقیقت جس تعلیم کو پاکر محمود جیسا شخص ابن اللہ اور اورنگ زیب محی الدین یعنی زندہ کن دین اسلام بن گئے وہ تعلیم روحانیت کو بائیں کان سے پکڑ کر خانۂ دل سے دور کر دیتی ہے۔

و) کیا مسٹر شرما نے کہیں قرآن کو روحانیت سے خالی کہا ہے

م) نہیں۔

و) کیا کہیں محمود اورنگ زیب یا کسی اسلامی بزرگ کا نام لیکر کوئی حملہ کیا گیا۔

م) خاموش۔

عدالت۔ وکیل سے۔ کب تک جرح اور ہوگی۔

وکیل۔ ابھی تو بیسواں حصہ بھی سوال نہیں ہوئے مستغیث خود جتنی ضخیم کتابیں قرآن۔ دین اسلام اور بزرگان اسلام کے خلاف لکھ چکا ہے اور ان میں جس قدر بیان بتائی ہیں ان کا عدالت پر روشن کرنا نہایت ضروری ہے۔

مستغیث ایک مذہبی پیشہ ور ملنگ ہے۔ اس کے خیال چلن کے انکشافات بھی لازمی ہیں جس سے مقدمہ کے اجلاس کے بیانات آسانی سے واضح ہو سکیگا۔ کہ"

"مسٹر چوپے کہا کے بلی جج کو بلی"

پانچویں فصل فیصلہ

مستغیث خود ملزم"

عدالت۔ ہماری رائے میں زیادہ جرح کی ضرورت نہیں ہم معتقدان دین اسلام قرآن رسول اور اپنے دین کے خلاف کچھ سن کر برداشت نہیں کر سکتے اور ہمیں امید ہے۔ زیادہ جرح ہونے سے ہمیں ان شر انگیز بیانوں کو ریکارڈ پر لانا پڑیگا جو دہرم پال نے دین اسلام سے باغی ہوکر لکھے۔ ملزم کو ہم کسی طرح سے قصوروار نہیں سمجھتے۔ اس کی تحریر محض اس غرض سے لکھی گئی ہے جو ہر ایک ایماندار آریہ و ہندو کو اپنی قوم کی بہتری کے لئے ہمیشہ اسی طرح مدنظر رہنی چاہیے۔

جس طرح ایک مسلمان کو دین اسلام کے لئے دہرم پال پیدائشی مسلمان تھا لیکن وہ ہمیشہ ہی قرآن اور اس کے اصول سے باغی رہا اور بزرگان اسلام پر ہر ممکن الزام لگاتا رہا۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ اور اس کے ساتھی ملزم سے بدلہ لینا چاہتے

پر اسلام کی پناہ لینے پر مجبور ہوا ہے - اور
مسلمانوں کے دلوں میں اپنا اعتبار جمانے
اور ٹکے کمانے کی غرض سے اس نے آریہ
اور ہندوؤں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے
ہم مسلمان ہیں اور وہ ہماری حمایت کا دم
بھرتا ہے - لیکن انصاف کو ہم چھوڑ نہیں
سکتے - اصلی مجرم درحقیقت خود مستغیث
ہے اور مسٹر شرما - ایم - اے بالکل بے
قصور ہے -

ملزم نے اپنے بیان میں اور لایق وکیل ملزم
نے جرح میں جسطرح ہمارے جذبات
اور ہمارے مذہب کا خیال رکھا - اور
دل آزاری سے پرہیز کیا ہے - اسکے
لئے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے - ہم
مسلمان بھائیوں کو احتیاط دلاتے ہیں
کہ وہ دہرم پال جیسے شخص کا اعتبار کرکے
اس غلطی کے مرتکب نہ ہوں جس کے
دیو سماجی اور آریہ سماجی ہو گئے تھے یہ شخص
فطرتی طور پر خراب ہے - آج ایک مذہب
میں - کل دوسرے مذہب میں اور پرسوں
تیسرے مذہب میں - معلوم نہیں - چند
دنوں بعد اسلام میں کیا گل اسکی بدولت
کھلیں - وکیل ملزم جرح کو طوالت دینی
چاہتا ہے اور معلوم ہوتا ہے اس کے
پاس بڑا زبردست مصالحہ دہرمپال
کے اندرونی حالات کے متعلق ہے -
لیکن چونکہ ان امور کی بحث میں پڑنے کے
بغیر معاملہ ہمارے لئے بالکل صاف ہو گیا ہے
اور استغاثہ کے بالکل بے بنیاد اور محض
شرارت کا عمل ہونے کا ہمیں یقین ہو چکا ہے
اس لئے مقدمہ کو یہیں ختم کرکے ہم ملزم
کو باعزت بری کرتے ہیں ۔

تیسرا باب۔ گتھیوں کا گتھلہ یا قربانی کا بکرہ

پہلی فصل۔ ملمع

چاندی کی انگوٹھی پہ جو سونے کا چڑھا جھول
اوچھی تھی لگی بولنے اترا کے بڑے بول

کفر توڑ کا بنیادی پتھر تو گیا ٹوٹ۔ اور دہرم پال کی کاٹھ کی ہنڈیا گئی پھوٹ اب اس کے عالیشان ہوائی محل پر گرتی ہے صاعقہ۔ اور چکھاتی ہے اس کو خیالی پلاؤ کا ذائقہ دوسری فصل میں وہ زندہ ثبوت پیش کرتا ہے اس امر کا کہ دین اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ نہ بہ طمع زن وغیرہ۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:"

اگر شرما جی کا یہ الزام درست تسلیم کر لیا جاوے کہ ہندوستان میں اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ کہ جس ہندو نے اپنے دہرم کو ترک کر کے مسلمان بننے سے انکار کیا۔ اس کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ تو نتیجہ صاف ہے کہ اس وقت ہندوستان میں ایک بھی ہندو نظر نہ آنا چاہیے تھا۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ افغانستان بلوچستان فارس ترکستان وسط ایشیا وغیرہ تمام ممالک میں ہندوؤں کا نام ونشان تک مٹ جانا چاہیے تھا۔ مگر واقعات بتا رہے ہیں کہ اس وقت ۲۴ کروڑ ہندو صرف ہندوستان میں موجود ہیں ہزاروں افغانستان میں آباد ہیں ہزاروں فارس ترکستان بلوچستان اور وسط ایشیا کے ممالک میں رہتے بستے چلے آ رہے ہیں۔ اگر اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہوتا یا اگر اسلام نے ان ہندوؤں کو جنہوں نے اپنا مذہب ترک کر کے اسلام کو قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ تلوار کے گھاٹ اتار دیا ہوتا۔ تو ظاہر ہے کہ آج کم از کم ... شرما جیسے ہمارے سامنے ہندو کی شکل میں موجود نہ ہوتا۔ اگر ہوتا تو مسلمان کی شکل میں نظر آتا۔"

واہ جی واہ۔ کیا کمال کا منطق ہے۔ شرماجی کو جواب مل گیا۔ اور غازی صاحب کو حفاظت دین کا ثواب مل گیا۔ کسر رہی تو یہ کہ نہ غازی محمود کو ابن الملتہ کا خطاب ملا۔ نہ درگاہ باری سے حور و غلمان اور انگوری شراب ملا۔ کاش کہ اس بلند پروازی پر ہم کہہ سکتے۔ کہ"

ایم۔ اے بنا کے کیوں مری مٹی پلید کی۔

لیکن افسوس غازی محمود ایم اے بھی نہیں۔ تب اس کمال منطق کی داد دی جائے تو کیونکر۔ اور اس بی اے کی مٹی پاک کی جائے تو کیونکر۔

ناظرین! اس بھلے مانس سے پوچھئے تو سہی کہ شرماجی نے یہ کہاں لکھا کہ "کل ہندوستان مسلمانوں کی مٹھی میں دیا گیا تھا۔ یا کل ہندوؤں پر ان کو اقتدار مل گیا تھا۔ اور انہوں نے تلوار یا اسلام جبران کا فیصلہ کر دیا۔ یوسف اگر آپ کو مصر کی گدی پر جلوہ افروز دکھائی دیتا ہے تو اس کے بھائیوں کے جور و ظلم کے واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ فرعون اپنے مستقبل دشمن کا ناش کرنے کے لئے بچوں کو مرواتا ہے تو قدرت اس کے گھر میں ہی اس کے دشمن کو محفوظ حالت میں پہونچاتی اور اس کی پرورش کراتی ہے۔ یہ رپورٹ مردم شماری میں بودھوں کی تعداد سوا کروڑ تک پڑھ کر سوامی شنکر اچاریہ کے نام اور کام کو بناوٹی اور گپ نہیں کہا جا سکتا مالا بار میں اب بھی ہندوؤں کو لٹتے دیکھ کر وہاں کے موپلوں کے خونی واقعات سے انکار کرنا محض اسی کا کام ہے۔ جس کی عقل کی آنکھ پھوٹ چکی ہو رسول اور اس کے تابعین و مورخوں نے زور لگایا جنگ بدر وغیرہ میں حسب ذیلیا اسلامی پانچ ہزار اور تین ہزار فرشتوں سے خدا نے انکی مدد کی تیرہ سو سال سے مسلمان کوشاں ہیں۔ لیکن عرب سے اب تک کافروں کا صفایا نہیں ہوا کیا دھرم پال اسی منطق سے محمد صاحب کے وجود یا واقعات تاریخ سے انکار کر سکتا ہے۔

تحفۂ اسلام کی پہلی فصل میں مسلمانوں کے جور و ظالم کا ذکر کرتے ہوئے ہندوستان کی پرانی یونیورسٹیوں کے بیان میں وہ رائے بہادر سرت چندر کے حوالے سے لکھتا ہے

کہ بدھ گیا میں ایک نو منزلہ لائبریری تھی اسی قسم کی ۹ منزلہ لائبریری نلندہ میں تھی جس میں بدھ مت کی کتابوں کے علاوہ پراچین زمانہ کی عمدہ سے عمدہ کتابیں جمع تھیں ان دونوں لائبریریوں سے بڑھ کر اودنت پوری کی لائبریری میں پراچین پستکوں کا زیادہ ذخیرہ تھا۔ مگر ۱۲۰۲ء میں بختیار خلجی کے زمانے میں جبکہ اس کے جرنیل محمد بن سام نے اس علاقہ کو فتح کیا تو اس نے حکم دیدیا کہ ان تمام کتابوں کو جلا دیا جاوے بھارت کی لاکھوں اور کروڑوں برسوں کی کمائی کو اس شریر النفس نے ایک دم میں خاک سیاہ کر دیا۔

کون جانتا ہے کہ ان لائبریریوں میں کیا کیا رتن بھرے ہوئے تھے بھارت اپنے آباؤ اجداد کی میراث کو کھو بیٹھا اور ایک دنیا اس میراث سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہ گئی۔ اسی طرح سلطان علاؤ الدین خلجی نے انہلواڑہ پٹن کی مشہور لائبریری کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

تاریخ فیروز شاہی میں لکھا ہے۔ کہ فیروز شاہ تغلق نے کوہانہ میں سنسکرت پستکوں کی ایک عظیم الشان لائبریری کو آگ لگوا دی۔

سید غلام حسین اپنی مشہور تواریخ سیر متاخرین جلد اول صفحہ ۱۳۱ پر جو اورنگ زیب کے زمانہ کی لکھی ہوئی تاریخ ہے۔ لکھتا ہے کہ اورنگ زیب جس کو سکندر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ایک پکا مسلمان ہے جب اور جہاں کہیں اس کو ہندوؤں کی کتابیں ہاتھ لگتی ہیں وہ ان کو جلا دیتا ہے دیکھو ہندو سپیریارٹی مصنفہ مسٹر ہربلاس سادا باوجود اس تباہی کے وید جیوں کا تیوں ہیں پھر سے۔ شاستر ہمارے پاس ہیں۔ برہمن گرنتھ اپ نشد رامائن۔ مہابھارت موجود ہیں۔ کیا دھرم پال ان کتابوں کی موجودگی کے سبب مذکورہ بالا تمام حوالہ جات اور امر واقعہ کو چھوڑ کر دلیل دے سکتا ہے۔ کہ چونکہ وید شاستر وغیرہ موجود ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا لائبریریوں کو جلانا وغیرہ سب جھوٹ ہے۔

بہتر ہو کہ غازی محمود پہلے عقل کے ناخن ترواتے اور پھر دلیل بازی میں پگ اڑاتے۔ وہ بے پیندے کے لوٹے کی طرح پینترا بدل سکتا ہے لیکن تاریخی واقعات

کو بدل نہیں سکتا۔ غرضیکہ جس طرح کفرنامکی تصنیف محض بے بنیاد ہے ویسے ہی اس زندہ ثبوت کا مردہ خوار ہے۔

(۳) دوسرا زندہ ثبوت۔ وہ اس طبع ساز کی اپنی ذات شریف ہے۔ صفحہ ۱۰ تا ۱۲ پر وہ لکھتا ہے۔

"(۴) اب ہم اس بات کے ثبوت میں کہ اسلام زن۔ زر یا زمین وغیرہ کے ذریعہ نہیں پھیلا۔ نہ ہی اس کی اشاعت تلوار سے ہوئی اپنے آپ کو دنیا کے سامنے بطور زندہ ثبوت کے پیش کرتے ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ۱۹۰۳ء میں ہم کھلے طور پر ویدک دھرمی بن گئے۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں صرف یہی نہیں کہ ہم نے کھلے طور پر ہندو قوم کے حق میں رائے دی۔ بلکہ گورنمنٹ کی رپورٹوں میں آریہ سماج کے ممتاز لیڈر کی حیثیت سے ہمارا نام نہایت نمایاں الفاظ میں درج کیا گیا۔ اس تمام عرصہ میں ہم صرف یہی نہیں۔ کہ ہندو قوم کے طرفدار اور ہمدرد معاون بنے رہے بلکہ کھلے طور پر ویدک دھرمی بن کر ڈیڑھ فٹ لمبی چوٹی اور تولہ بھر کا جنیئو لٹکاتے ہوئے دھوتی پوش مہاتما بن کر سالہا سال تک مسلمانوں کے ساتھ تحریری و تقریری جنگ کرتے رہے۔

جس زمانہ میں ہم ویدک دھرمی تھے ہمارے لئے دنیوی راحت دنیوی دولت و ثروت عزت و شہرت اور دنیوی عیش و عشرت کے ہر ایک قسم کے سامان موجود تھے۔ ریشم اور مخمل کے بچھونے لیٹنے کے لئے نوکر چاکر خدمت کرنے کے لئے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ ہم جدھر نکل جاتے تھے۔ پھولوں کی بارش ہوتی تھی۔ مرد اور عورتیں درشنوں کے لئے بیتاب ہوتے تھے۔ ہم سونے اور چاندی میں کھیلتے تھے۔ فرسٹ اور سکینڈ کلاس کے سوائے کسی دوسرے درجہ میں سفر کرنا ہم اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے جس شخص کو ہمارے قدموں کو چھونے کا یا درشن کرنے کا موقع مل جاتا تھا وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا تھا۔ ہم جوان تھے۔ عالم شباب تھا صنف نازک کے کتنے ہی دل اس آرزو میں تھے۔ کہ ان کو ہماری زندگی کا ہم سفر بننے کی سعادت نصیب ہو۔ کئی پھول اسی آرزو میں مرجھا گئے۔ اور کئی غنچے اسی ارمان میں کملا گئے۔ کئی کلیاں کھلتے

کھلتے رہ گئیں۔ کئی جھڑ گئیں اور کئی ٹوٹ گئیں۔ اگر ہم نفسانیت کے غلام ہوتے تو ہم جس
چمن کے اندر سیر کر رہے تھے۔ اس میں جس پھول کو چاہتے توڑتے اور جس غنچہ کو چاہتے
مروڑتے۔ اگر ہم دولت کے بھوکے ہوتے۔ تو وہ ہمارے قدم چوم رہی تھی۔ جس قدر
چاہتے۔ جمع کرتے۔ اگر شہرت کے خواہاں ہوتے تو وہ بن مانگے مل چکی تھی۔
سوچنے کا مقام ہے کہ ۲۵ - ۳۰ برس کا نوجوان ہو تندرست ہو صحیح و سالم ہو۔
توانا ہو عیش و عشرت کا ہر ایک سامان اس کے ارد گرد انبار در انبار موجود ہو۔
مگر وہ ان سب پر لات مار کر اور ان تمام ترغیبات سے منہ موڑ کر یہ فیصلہ کرے۔
کہ جس راستہ پر میں جا رہا ہوں وہ غلط ہے۔ قطعاً غلط ہے۔

۵ - راستہ کے غلط ہونے کا علم ہونے کے ساتھ ہی وہ ان تمام تصانیف کو
جو اس نے اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف لکھی ہوں اور جن کی قیمت ہزاروں روپیہ
ہو۔ ایک بڑے ڈھیر میں جمع کر کے مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگا دیتا ہے اس لئے کہ
جب وہ راستہ ہی غلط نکلا۔ تو اس راستہ پر جتنا بھی سفر کیا گیا۔ وہ سب غلط۔
فضول اور رائیگاں گیا۔ کسی ایسے شخص کے نزدیک جو لذائذ دنیا کو ہی مقصد
زندگی سمجھ رہا ہو۔ ہمارا یہ فیصلہ یقیناً خودکشی کا مترادف ہوگا۔ لیکن اس کو یہ
بھی تو سوچنا چاہیے۔ کہ جو شخص تعلیم یافتہ ہے۔ سمجھدار ہے۔ اپنے ہوش و حواس
میں ہے۔ جوان ہے۔ سٹھیا نہیں گیا۔ اگر وہ دنیا کی ان چیزوں پر لات مار کر حلقہ
بگوش اسلام ہوتا ہے۔ تو آخر اس کو ان چیزوں سے بہتر کوئی چیز اسلام میں نظر
آئی ہوگی کہ جس کی خاطر وہ لذائذ دنیا کی اتنی بڑی قربانی کر رہا ہے۔ وہ چیز
کیا ہے؟ کیا دولت ہے؟ دولت کو تو خود چھوڑ رہا ہے۔ کیا عورت ہے؟
ہرگز نہیں۔ اس لئے کہ بیوی تو اس کے پاس موجود ہے جو وفادار و خوب سیرت
ہونے کے علاوہ فرمانبردار و تعلیم یافتہ ہے۔ کوئی گھسیارن۔ پنہارن۔ اوڈری
کلالن۔ کٹھرانی۔ ویشائن نہیں ہے۔ بلکہ ہندو قوم کی سب سے اونچی اور سب سے
اعلیٰ ذات یعنی برہمن کل میں پیدا شدہ ہے۔ برہمنوں میں سے بھی کسی معمولی فرقہ میں سے

نہیں۔ بلکہ نہایت چوٹی کے فرقہ یعنی سارسوت برہمنوں میں سے ہے۔ کسی گئے گذرے خاندان کی نہیں۔ بلکہ ایسے خاندان سے تعلق رکھنے والی کہ جس کے رشتہ داروں میں ایسے ایسے لائق فائق اور تجربہ کار اور تعلیم یافتہ برہمن موجود ہوں۔ کہ جو ہمارے دیکھتے ہوئے بڑی بڑی ہندو سبھاؤں اور سماجوں کی لیڈری کی کرسی پر بیٹھے اور ہندو قوم کے جہاز کو نہایت تن دہی کے ساتھ ساحل مراد کی طرف چلاتے نظر آئے ہوں۔ جس شخص کو ویدک دھرم یا ہندو قوم میں رہتے ہوئے ایسی اعلیٰ قوم کی برگزیدہ خاندان کی تعلیم یافتہ۔ فرمانبردار۔ نیک۔ اور سعادتمند بیوی بھی مل چکی ہو سوچنے کی بات اور غور کا مقام ہے کہ وہ شخص ان تمام باتوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی ویدک دھرم کو ترک اور ہندو قوم سے قطع تعلق کر کے اسلام کی طرف بھاگا آئے۔ اور مسلمانوں میں مل بیٹھنے کو غنیمت تصور کر کے فرمائیے۔ آخر اس میں کیا راز ہے"

اس تحریر میں ایک طرف تو خودستائی اور خودنمائی کا جال بچھایا گیا ہے۔ جو ملمع سازوں کی پہلی صفت ہے دوسری طرف اپنے آپ کو بے غرض اور بڑا پارسا بنایا گیا ہے تیسری طرف ایک شہدے اور بازاری آدمیوں کی طرح دولی بھی میں کرتے ہوئے۔ ویدک دھرم سے خود علیحدہ ہونے کی ڈینگ ماری گئی ہے اور جو بھی طرف دین اسلام کی پناہ لینے میں دنیا کی چیزوں سے کوئی بہتر چیز پانے کا معما پیش کیا گیا ہے۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ مذہبی ٹھگ اگر اس طرح کے دام تذویر پھیلائیں تو روٹی کہاں سے کھائیں اس کے ان کارناموں کو ہم اس کے آریہ سماج سے نکالا جانے سے پہلے ہی سمجھ چکے تھے۔ اور ہم نے دھرم پال کی خودکشی (جو آج سے ۱۵ سال پہلے لگی گئی) میں اس قسم کی اشارات بھی دے دیے تھے۔ ہمارا دل اس کتاب کے لکھا جانے سے دکھ محسوس کرتا تھا لیکن پبلک کو ایسے خطرناک شخص سے بچانا بھی اپنا لازمی فرض اور دھرم تھا اس کے پیدا ہونے کے بعد ۱۲-۱۳ سال ہم نے ایک لفظ اس کے

متعلق نہیں لکھا اور نہیں خیال تھا کہ چونکہ اس کا سیاہ اعمالنامہ اس کے سامنے آچکا ہے اور وہ اپنی بھونڈی صورت کو دیکھکر نادم ہو چکا ہے۔ اس لئے اب مرے کو کیا مارنا۔ لیکن کفر توڑ کی تصنیف ظاہر کرتی ہے۔ کہ"

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست - نرود جز بوقت مرگ از دست

سانپ نے بہت عرصہ بعد پھر سر نکالا ہے اور ہمارے لئے خاموشی کو توڑنا لازمی فرض ہو گیا ہے اوپر کے اقتباس کا مضمون جسقدر خلاف واقعہ۔ جس قدر پیچدار۔ جس قدر شرارت۔ سفاہت بطالت اور رذالت سے بھرا ہوا ہے اور اس کا جو اثر مسلمانوں کے دہوکہ کھانے یا سچے دہرم کے پرچارک آریہ سماج کے متعلق پڑ سکتا ہے۔ اس کے لحاظ سے اب ضروری ہے کہ ملمع کی انگوٹھی کا یہ حشر پبلک کے سامنے ہو۔ کہ"

جب تاؤ دیا جائے گا ہو جائیگا ہے فق

لہٰذا آئیندہ فصلوں میں اس بھودے پیچے کے منہ پر لگا ہوا غازہ اتار کر اس کی اصل ذات شریف کا سچا فوٹو یا کچا چٹھا پبلک کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اس کے لئے نہ آریہ سماج ذمہ دار ہے نہ ہم۔ اپنی کرنی اپنی بھرنی کے مصداق ہم دہرم پال کو یہی سنا سکتے ہیں کہ "اے باد صبا این ہمہ آوردہ تست۔

دوسری فصل حقیقت

سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش - سیلی خواہد بہ حقیقت سرش

۱- یہہ تعریف کس کی

دہرم پال کی تحریر کے اقتباس مندرجہ فصل اول سے صریح سفلہ پن کی بو آتی ہے۔ مگر اسے نظر انداز کرتے ہوئے ہر شریف اور نیک آدمی نتیجہ نکالے گا۔ کہ دہرم پال

سے آریوں اور ہندوؤں نے محبت اور عزت کا سلوک کیا۔ اُسے کسی طرح سے تکلیف نہیں ہوئی۔ آریہ اور ہندو لوگوں کے خیال میں گوشت خوری گاؤکشی سے اور مسلمان حملہ آوروں کے لوٹ مار اور قتل عام کے واقعات سے دین اسلام اور بے رحمی مترادف الفاظ بن رہے ہیں۔ دیا کا جذبہ آریہ جاتی میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ ہندوؤں نے مہاتما بدھ کی عزت کی۔ اس لئے کہ وہ حیوانوں کے لئے بھی رحم مجسم مورتی ہے۔ اس جذبۂ رحم نے انہیں دہرم پال کی طرف خصوصیت سے متوجہ کیا۔ مسلمان ہوکر اس کا گوشت سے پرہیز کرنا اسے خاص عزت اور محبت کا مستحق بنا رہا تھا۔ وہ بڑے زور سے اور بار بار واضح کرتا تھا کہ"

"قرآن کی تعلیم انسان کو رحمدل مطلق نہیں بنا سکتی کیونکہ جہاں گوشتخوری اور قربانی موجود ہے۔ وہاں رحم دلی مفقود ہے اور اس لئے روحانیت معدوم۔ قرآن کی تعلیم میں سے کسی چیز نے میرے نرم دل پر اتنا صدمہ نہیں لگایا جتنا کہ گوشتخوری اور قربانی کے مسئلے نے۔ اگر آپ میں سے کوئی شخص مجھ سے سوال کرے۔ کہ دنیا میں روح کو فنا کر دینے والا سب سے بڑا گناہ یا مہا پاپ کونسا ہے تو میں فوراً کہوں گا کہ گوشت خوری مہا پاپ ہے۔ جو روح کی ترقی کے راستہ میں سب سے بڑھ کر روک بنتا ہے۔ جس دل کے پاس ہی معدے میں گوشت کے ٹکڑے پڑے ہیں اور ہڈیوں کا رس بھرا ہوا ہے۔ وہاں روحانیت کہاں گوشت کا ٹکڑا اندر گیا اور روحانیت کا مادہ باہر ہوا۔ اگر کوئی شخص میرے پاس آکر یہ کہے۔ کہ فلاں جگہ سوئی کے منہ سے ہاتھی گذر گیا۔ تو شاید میں اس کو سچ مان لوں۔ مگر کوئی آکر یہ کہے کہ فلاں جگہ ایک گوشت خور آدمی اولیاء اللہ یا پیغمبر ہوکر روحانیت کو پا گیا۔ تو میں اس کو ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کروں گا۔ پتھر ہے وہ دل جو معصوم بکری کی بلبلاہٹ کو جو وہ ذبح ہونے کے وقت نکالتی ہے۔ سُن کر پگھل نہیں جاتا۔ وہاں روحانیت کا بیج مطلق نہیں اُگ

سکتا - میرا دل درد سے بھر جاتا ہے جبکہ میں ایک معصوم بے زبان بکری کی آنسو بھری نگاہوں کو قصائی کی چھری پر لگے ہوئے دیکھتا ہوں - کیا لوہے کی " سلاخوں کو سبز پتے لگ سکتے ہیں - کیا قصائی اور گوشتخور شخص کا دل کبھی روحانیت کی سر سبزی سے سر سبز ہو سکتا ہے - نہیں ہرگز نہیں - اگر کوئی گوشتخور روحانیت کا دم بھرے تو اس کو کہہ دینا چاہیئے - کہ شیر اور بھیڑیئے - روحانیت کو نہیں پا سکتے - دیا جس کو دھرم کا مول کہا گیا ہے - ہڈی چوسوں کے دل سے اتنی دور رہتی ہے - جتنی دور سورج زمین سے - سورج کی کرنیں زمین پر پڑ سکتی ہیں مگر دیا کی کرن ہڈی چوس کے دل سے ہمیشہ دور رہتی ہے) ترک اسلام

ناظرین کیا ممکن ہے - کہ ایسے جذبات اور اعتقادات کو لے کر ایک شخص آریہ جاتی کی شرن میں آوے - تو وہ جاتی اس کی عزت نہ کرے - اس کو پیار نہ کرے جس کی رحمدلی - جس کی فیاضی - جس کے اخلاق اور جس کے انصاف کا شہرہ آغاز عالم سے جہان میں چلا آتا ہے - دھرم پال اپنے آپ کو سپت کے طور پر اپنی بڑائی کرتا ہے - لیکن اسے بتانا چاہیئے - کہ اگر آریوں کو اس کے درشنوں سے خوشی ہوتی تھی اس پر پھول برسائے جاتے تھے - یا اگر وہ سونے چاندی میں کھیلتا تھا - تو یہ تعریف آریوں کی ہے - یا اس کی - گھبرائے ہوئے دھرم پال تم اپنی اس حالت پر فخر کر سکتے ہو - اگر دغاباز اور فریبی یا بیہودہ دیا ثابت ہونے کی بجائے تم نیک فطرت بادہ کچھ ثابت ہوتے جو کچھ تم اپنے آپ کو ظاہر کر رہے تھے - تم اب ہمیں بتاؤ کہ تم نے اس اعلیٰ سلوک کا مستحق اپنے آپ کو ثابت کیا یا اپنے محسنوں کو اپنے سدھار سے مایوس کیا - اے آریہ جاتی سے عزت یا امداد پانے میں تیری کیا خصوصیت ہے یہاں تو وہی بات ہے کہ

" ہم سے اکثر پادشاہی لے گئے ہیں راہ گیر "

آریہ جاتی ... آ سکتا تھا کہ تم کو اپنی پناہ میں لے کر دکھ

یا کسی مہرسی میں پڑا رہنے دیتی۔ یا دوسری صورت یہ کہ تمہاری خرابیوں کو دیکھ کر پردہ پوشی کرتی لیکن یہاں تو ہر طرح حساب صاف ہے۔ جہاں تمہارے اعلیٰ بھاؤ دیکھ کر تم سے عزت اور پیار کیا گیا۔ وہاں تمہاری شیطنت دیکھ کر تمہیں سماج سے باہر نکالا گیا۔ پس تعریف ہے تو دونوں صورتوں میں سماج کی ہے۔ اور تمہارا مسلمانوں کو اپنی بین ترانیاں سنانا محض سفلہ پن ہے۔

۲۔ نفسانیت کا غلام

جو الفاظ دھرم پال نے اپنی جوانی و شباب کے متعلق لکھے۔ اور جو بھاؤ غنچوں کے کملانے اور کلیوں کے گلنے و سڑنے کے متعلق ظاہر کئے۔ یا جو اشارے وہ اس امر کے دیتا ہے کہ اُسے آزادی تھی کہ جس پھول کو چاہتا۔ توڑتا۔ جس غنچے کو چاہتا مروڑتا۔ یہ ہر سمجھدار آدمی کے لئے اس کے اندر کے گند کا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ شرافت تہذیب یا نیک چلنی اس کے دل سے نہایت دور ہے ہم "غازی محمود سے پوچھتے ہیں کہ"

(۱) کیا تمہاری اس آزادی کا یہی ثبوت ہے کہ تمہیں ڈاکٹر چرنجیو جی مرحوم نے نوٹس دیا کہ گھر سے نکل جاؤ (میرا ڈیفنس صفحہ ۳۰۷) جب انہیں یقین ہوا۔ کہ جس کو تو نے بہن مشہور کر کے ان کے گھر پر رکھا اس کے پاس تم رات بھر علیحدہ مکان کے اوپر سوئے۔ اور اس طرح کا تعلق رکھتے ہو نہ صرف تمہیں گھر سے نکل جانے کا نوٹس ملا۔ بلکہ تم نے ڈاکٹر جی کے پاؤں پر گر گر کر آہ وزاری اور واویلا کیا۔ کہ اب کے بچا دو۔ اب کے بخشو۔ تم نے وعدہ کیا کہ میں اندر کو بند کر دوں گا پبلک کو بطور مذہبی اُپدیشک کے مخاطب کرنے کا درحقیقت میں مستحق نہیں ہوں۔ لیکن تمہارے تمام وعدہ ناقابل اعتبار اور تمہارے سدھار کو امر دشوار سمجھ کر انہوں نے تمہیں نکال ہی دیا۔

(۲) کیا تمہاری آزادی کا یہی ثبوت ہے کہ تم اس بہن کے ساتھ کسی آریہ سماجی

یا آریہ سماج کے مکان میں جا کر رات گذارنے کی جرأت نہ کر سکے۔ بلکہ راوی کی ریت پر جا کر سوئے۔ جیسا کہ تم نے اپنی تصنیف میرا ڈیفنس صفحہ ۲۷۱ میں لکھا ہے۔

(۳) ہر پھول کو توڑنے اور غنچہ کو مروڑنے کی آزادی تم کو میسر تھی۔ اس کا کیا یہی ثبوت ہے کہ ماسٹر رام دیو جی نے تمہیں وہ لفظ کہے۔ جو خود تم نے اپنی کتاب میرا ڈیفنس کے صفحہ ۲۶۹ میں لکھے ہیں۔

میں تمہاری (دہرم پال) کی طرح لارڈ بائرن نہیں ہوں۔ معلوم نہیں تم نے کتنی عورتوں کے دل توڑے ہیں۔ تمہارا ہماری عورتوں سے ملنا بڑا خطرناک ہے۔ تم کسی کو ماں بناتے ہو اور کسی کو بہن بناتے ہو اور پھر ان کے دل توڑتے ہو۔

(۴) کیا تمہاری اس آزادی کا یہی ثبوت ہے کہ تمہاری بڑی سے بڑی چالاکی بھری کوشش پر بھی المورہ والی سورج کاری دیوی سے تمہارے وواہ کی تجویز کسی نے منظور نہ کی۔

(۵) کیا تمہاری اس آزادی کا ثبوت یہی ہے کہ اس عورت کے ساتھ علیحدہ بند مکان میں تمہارے موجود ہونے کا پتہ لگنے پر تمہیں ماسٹر سندر سنگھ جی نے دروازہ کھلوا کر ڈانٹ بتائی۔ اور تمہیں شرم دلائی۔

(۶) کیا تمہاری اس آزادی کا یہی ثبوت ہے۔ کہ آریہ سماج کے تعلق سے پہلے جس ایشری دیوی کو تم بہن کر رہے تھے۔ اور جس کی خاطر تمہیں ڈاکٹر جی کے مکان سے نکلنا پڑا۔ اس کے ساتھ تم آریہ سماج سے تعلق نہ ہونے تک وواہ نہیں کرا سکے۔

(۷) کیا تمہاری اس آزادی کا یہی ثبوت ہے کہ تم نے جس دیوی کے ساتھ وواہ کا پبلک طور پر اشتہار دیا اور چھٹیات و ٹریکٹ چھپوا کر یقین دلایا۔ کہ یہ شادی کبھی رک نہ سکے گی۔ آخر اس دیوی اور اس کے بھائی نے سبھا کو لکھ دیا۔ کہ یہ شادی اسی صورت میں ہو گی۔ جب دہرم پال کو بعد تحقیقات

سبھا ٹیک چلنی کا سرٹیفکٹ دیگی۔

(۸) کیا تمہاری آزادی کا یہی ثبوت ہے کہ مہاتما منشی رام کے سامنے تمہارا مقدمہ پیش ہونے پر تمہارے متعلق وہ فیصلہ ہوا جو تم نے صفحہ ۳۷۳ میراڈی فنس پر ترجمہ میں ناجائز دست اندازی کرتے ہوئے دیا ہے۔ لیکن پھر بھی جس سے ظاہر ہے۔ کہ تمہیں یہ سزا ملی۔ کہ چھ ماہ تم لیکچر نہیں دے سکتے۔

(۹) کیا تمہاری آزادی کا یہی ثبوت ہے۔ کہ جیسا تم طوفان میں چٹان کے صفحہ ۲۹۰ پر لکھتے ہو۔ کہ تمہیں بے ایمان۔ جھوٹا۔ ٹھگ۔ پاکھنڈی۔ بدمعاش حرامکار وغیرہ کہا جارہا تھا اور تمہاری لکھی ایک کتاب کو گورو کل کے جلسے پر عام طور پر فحش کہا جاتا تھا۔ اور مہاتما منشی رام جی نے اس کتاب کا بانٹنا حکماً بند کر دیا تھا۔ (اندر مصنفہ دھرمپال بابت مئی جون ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۹۰)

(۱۰) کیا آریوں سے تمہیں شتر بے مہار رہنے کا یہی ثبوت ہے کہ تمہیں گند لکھنے سے ہمیشہ روکا جاتا تھا۔ جیسا کہ تمہارے اس بیان سے ظاہر ہے جو مسٹر ہیزلی مجسٹریٹ درجہ اول فیروز پور کی عدالت میں مقدمہ سرکھ سنگھ بنام پھمنداس میں تمہارے ملزم سوال کرنے پر تمہیں دیا تھا۔ باوجود ادھر ادھر بھاگنے اور سوالات کو ٹالنے کے تم کو ماننا پڑا۔ اگر بٹ ڈی ۲۴ صفحہ ۹۳۰ کے دوسرے پیراگراف سے معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعض دوستوں نے (آریہ سماج نے) میرے جنگ کے آغاز میں ہی مجھ سے کہا کہ یہ تحریر بند کر دو۔

میں پنڈت رام بھجدت کو جانتا ہوں وہ آریہ سماج کا ممبر ہے۔ ایک دفعہ وہ آریہ پرتی ندھی سبھا کا پردھان بھی بنا تھا جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کا اپنا پریس نہیں تھا۔ اس کی عورت کا تھا۔ میں اس پریس میں اگنی چھپوانے کے لئے لے گیا۔ اس عورت نے چھاپنے سے انکار کر دیا۔ پنڈت رام بھجدت نے مجھے بتایا۔ کہ میری بیوی اسے چھاپنے پر رضامند نہیں۔ لالہ منشی رام نے پرائیویٹ طور پر بہت دھ... پرچارک میں اگنی کا ریویو کرنے سے انکار کیا۔ لیکن یہ کہا تھا۔ کہ جو کچھ میں

لکھا۔ اچھا کیا۔ (مثل مقدمہ صفحہ ۲۴۶)

پیارے ناظرین۔ اس شخص کے کمینہ پن کا کہاں تک بیان کیا جاوے۔ جس نے اسے دودھ پلایا اس ہی پہ اسے ڈنگ مارا۔ جس نے اسے پناہ دی اسی سے ہی اس نے دغا دیا۔ دہرم پال کی خودکشی میں ہم نے مارآستین لکھا۔ ایک مضمون کی سرخی تھی۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ بود۔ یعنی آخر بھیڑئے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے۔ اس پر وہ بہت سٹ پٹایا۔ لیکن نخل اسلام میں شمس الدین التمش خسرو خاں و خاندان تغلق کا ذکر کرتا ہوا وہ لکھتا ہے کہ "

مذکورہ بالا تمام حالات کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے نمک حلالی تو سیکھی ہی نہیں، جس برتن میں کھانا۔ اسی میں چھید کرنا۔ جس ملک میں رہنا اسی کو نقصان پہونچانا۔ جس کا وزیر بننا۔ اسی کو قتل کرنا۔ جس کے نوکر ہونا اسی کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرنا۔ جس سے دوستی لگانا اسی کو دہوکا دینا ۔۔۔۔۔

معلوم نہیں۔ اسلام میں ہی کوئی ایسا زہر بھرا ہے کہ سانپ کی طرح دودھ بھی اس کے منہ میں جاکر زہر بن جاتا ہے"۔ تعصب کو خیر باد کہہ کر ہم مانتے ہیں کہ مسلمانوں میں ان صفات سے محروم ہستیاں بھی ہیں۔ دہرمپال نے جوش میں تمام مسلمانوں کو ایک ہی لاٹھی ہانکا ہے۔ مبالغہ و بے انصافی سے کام لیا ہے تاہم یہہ الفاظ اس کی اپنی ذات شریف پر بالکل ٹھیک آتے ہیں ان مختصر الفاظ میں اس نے خود ہی اپنا خاکہ اچھی طرح کھینچ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نفسانیت کا غلام ہے۔ اور اسی لیئے ہر کمین اس کا عبرت بھرا انجام ہے۔

۳۔ نکالا گیا

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے

تیسری بات جو اقتباس مندرجہ فصل اول سے ظاہر ہوتی ہے - یہ ہے کہ دہرمپال نے دین اسلام کے لئے یا راستہ کو غلط پا کر آریہ سماج کو چھوڑا - لیکن یہ امر واقعہ ہے یا خلاف واقعہ - اس کا پتہ امور ذیل سے خود بخود لگ جائے گا -

اول - دہرمپال جہاں جس کے پاس رہا وہیں اس کی حقیقت معلوم ہونے پر اس کی نسبت مایوسی ہوئی - اور وہ اپنے واقفکاروں کے دل سے نکالا جاتا رہا - راولپنڈی کے مشہور دہرماتما اور شرد ہالو والی آریہ پرش لالہ کرپا رام جی مرحوم نے بڑی چاہت سے اسے کوہ مری بلایا وہ اور ہم کوہ مری گئے - لیکن اس کی کمینہ حرکات کو دیکھ کر بجائے مہینوں رکھنے کے دو تین دن بعد ہی آپ نے ہمیں کہا - کہ اس بلا کو آج ہی واپس لیجائیے - اس طرح وہاں سے ذات شریف راندہ ہوئی -

دوم - گوجرانوالہ سماج کے کرمچاریوں کو اور ہمیں علاوہ چٹھی کے اس کی حرکات سکنات کے متعلق تجربہ ہوا - تو تھوڑے عرصہ میں ہی اس کا وہاں رہنا دوبھر ہوا - اُسے وداع کرنے میں سب کو خوشی ہوئی -

سوم - ڈاکٹر چرنجیو جی کے گھر سے بذریعہ نوٹس اسے نکالا گیا اور اس کے جھوٹ بولنے ولکھنے کی عادت اور اس کی مکاریوں سے واقف ہونے کے سبب باوجود اس کے داویلا کرنے اور بڑے بڑے وعدوں کے اس کا اعتبار نہ کیا گیا -

چہارم - آریوں کے گھروں میں آنے جانے سے اُسے ماسٹر رام دیو جی کے عطا کردہ لارڈ بایرن کے خطاب نے خارج کیا -

پنجم - اندر سئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۳۸۸ پر وہ لکھتا ہے - کہ میرے متعلق برمچاریوں سے سوال ہوئے اور مہاتما منشی رام جی سے میں نے اس کے متعلق کہا تو وہ خاموش رہے - اور لوہا ماجی کو یہ اور وہ کہہ چکا تھا - اس لئے میں نے مہاتما جی سے کہا اب میرا یہاں رہنا ٹھیک نہیں ..... چنانچہ میں دوسرے دن ہی وہاں سے چلدیا - اس طرح گورکل سے بھی بور ہو گئے

ششم - ماسٹر سندر سنگھ جی بی - اے - بی - ٹی (جنہیں ہم سے بھی دو دن پہلے وہ
سکول کل گوجرانوالہ میں ملا تھا) لاہور میں اسی مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے -
جس میں دھرم پال رہتا تھا - انہوں نے جو کچھ اس کو وہاں رہ کر معلوم کیا - اس
سے انہیں از حد نفرت ہوئی - ان کی وہ تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں جن سے
ظاہر ہوتا ہے - کہ اس نے الموڑہ سے آئی ہوئی استری کو ہسپتال میں داخل
کرانے سے پہلے اپنے مکان پر چند یوم رکھا - اور ہسپتال سے واپس لا کر بھی -
کل دوران میں کیا مکان پر اور کیا ہسپتال میں وہ ہر وقت ایکانت میں اُسکے
پاس بیٹھا رہتا - اور ہنسی مذاق ہوتا رہتا - ہر چند اُسے روکا گیا - نہیں رُکا - ہاں
ایک دن یہ کہا کہ وہ دیوی مجھے شادی کے لئے کہتی ہے - اس کے خلاف بڑے
زور سے اُسے سمجھایا گیا - مگر وہ باز نہ آیا - دروازہ بند کر کے ان کے ایکانت سیون
کا پتہ لگا - تو ماسٹر جی نے اصرار کر کے دروازہ کھلوایا اور اس کے اچھی طرح کان
کھولے - وہ اس عورت کو بھی بلا کر سمجھا چکے تھے - اس نے آئندہ کے لئے باز آنے
کا اقرار بھی کیا تھا - لیکن اس دفعہ جب دھرمپال کو دروازہ کھلوا کر انہوں نے کہا -
تو حسب ذیل گفتگو ہوئی -

(ماسٹر جی) دھرمپال تم اندھے ہو رہے ہو نیتی کے برخلاف کام کر رہے ہو -

(دھرم پال) آپ ہی دیکھتے ہیں اور تو کوئی نہیں دیکھتا -

(ماسٹر جی) میں پبلک کو ریپریزنٹ کرتا ہوں - خاص کر میرا حق ہے کہ آپ کو
کہوں - کیونکہ آپ نے میرے پریوار کی آڑ میں اس کو بلوایا - مگر آپ درحقیقت
ایسا برتاؤ کر رہے ہیں جو آپ کو شایان نہیں -

(دھرمپال) اچھا تو جو آپ کی مرضی ہے کر لو - میں سنبھل لوں گا -

(ماسٹر جی) آپ آریہ سماج کو اور کچھ وقت کے لئے ویدک دھرم کو بھی نقصان
پہنچا دیں گے -

(دھرم پال) آریہ سماج اگر ایسی نکمی ہے تو گڑھے میں پڑے - ویدک دھرم اگر ایسا

کہتا ہے۔ تو کنویں میں پڑے۔ میں تو اپنے فرض سے نہ ہٹوں گا۔
(ماسٹر جی) آپ کا یہ فرض نہیں کہ آپ ایک نوادستھا کی استری کے ساتھ لوار
ایکانت سیون کریں کیا آپ کے لئے اور کوئی فرض نہیں رہا۔ کیا آپ سوامی
دیانند سے بڑھ گئے ہیں۔ جو ایسا تپوی اور یوگی ہونے پر بھی استریوں سے ایکانت
سیون کرنے سے گریز کرتا رہا۔
اس واقعہ سے ماسٹر جی اس مکان سے چلے گئے اور اس طرح جس نے ستی
پہلے محبت سے اُسے اپنے خانۂ دل میں بٹھایا تھا۔ اس نے مایوس ہو کر اسے نکال دیا
ہفتم۔ دھرم پال نے اپنی جبلی عادت کے مطابق جس تھالی میں کھایا اسی
ہی چھید کیا۔ ڈاکٹر چرنجیو جی کو مدتوں تک باپ بنائے رکھا اور آخر میں ان
کے خلاف جو کتاب لکھی۔ سراسر بیہودہ۔ مہاتما منشی رام جی کھیم ادھشٹاتا
گورو کل اور لالہ رام کرشن جی نے اس سے دریافت کیا۔ تو صاف انکار کر گیا
مجھے ان کے چلن پر بالکل شبہ نہیں ان دونوں صاحبوں نے ۲۶ اپریل
سنہ ۱۹۱۰ء کو بذریعہ ضروری اعلان پبلک کو مطلع کیا۔ کہ اس کی تحریر ہر لحاظ
سے ناقابل اعتبار ہے اور لغو بیانات سے پُر ہے۔ اس پر دھرم پال نے
۲۷ اپریل کو خط لکھا جس کی سرخی تھی (میری موت) اس میں اس
نے لکھا کہ آپ کے ہاتھوں میری موت کرانے کی کوشش میرے مخالف کر رہے
ہیں چنانچہ ضروری اعلان کے ذریعے میری موت آپ نے کر دی۔ مجھے خوشی
ہے کہ میری موت آریہ سماج کی رکھشا کے لئے کی گئی ہے۔ آریہ سماج کی
رکھشا کے لئے میں ایسی موت کو بھی اپنے لئے مبارک سمجھتا ہوں۔
ہشتم۔ ڈاکٹر چرنجیو جی نے سبھا سے پرارتھنا کی۔ کہ کمیشن کے ذریعے دھرم
پال سے اور میرے متعلق تحقیقات ہو۔ لیکن دھرم پال نے منظور نہ کیا۔
پہلے کی مہلت مانگی۔ کبھی ہفتہ کی مہلت لی۔ لیکن لگاتار گریز ہی رہا۔
آخر وعدہ کر کے بھی نہ آیا۔ بلانے پر چلا آنے کا بہانہ بنایا۔ فی الحقیقت

اس کے پاپ کا نپ رہے تھے اور تحقیقات کے نام سے ہی دست لگ رہے تھے اس طرح اپنے سنگھٹن کی درگاہ سے بھی وہ ملعون ٹھہرا۔

ہشتم۔ دہرم پال کی خودکشی لکھنے کا جب ہم نے اعلان دیا تو باوجود یقین دکھنے کے کہ ہم کسی کے کہنے پر ادائے فرض سے باز نہیں آ دیں گے اس نے کئی مہاشیوں سے سفارش کرائی۔ یہاں تک کہ آخرکار وہ گوروکل میں مہاتما منشی رام جی کے پاس پہونچا اور ان سے منت سماجت سے یہاں تک کہ رو کر درخواست کی۔ کہ کتاب کو رکوائیے اس پر مہاتما جی نے لالہ وزیرچند جی کو چٹھی دی۔ اور دہرم پال انہیں ساتھ لے کر لاہور لوٹا۔

چٹھی حسب ذیل تھی۔

گوروکل ۱۷۔ اساڑہ سمت ۱۹۶۶ پریہ ور ماسٹر لکھشمنداس جی نمستے بہیا مہاشے کرشن کی خاص اپیل پہ لاہور پہونچنے کو تیار تھا جب معلوم ہوا۔ کہ آپ دہرمپال کے خلاف کتاب چھپوا رہے ہیں۔ لالہ وزیرچند جی آپ کے پاس جا رہے ہیں اگر آپ کا تار آ گیا کہ کتاب کا چھاپنا ملتوی کر دیا ہے آؤ۔ تب میں شکر وار کو چل کر سنیچر کے دن لاہور پہونچونگا۔ ورنہ مجبوراً اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دوں گا۔

آپ کا ...... منشی رام

لالہ وزیرچند سے میں نے کہا کہ پہلے خاص نیتی کر کے مجھے سماج کے ہتیشیوں نے اس کے متعلق سماجوں کو اطلاع دینے سے روکا۔ اس کا نتیجہ میری رائے میں نہایت برا ہوا ہے۔ اب مہاتما جی کے لکھنے پر کتاب رکتی ہے۔ تو نہ معلوم وہ اور کیا شرارت کرے۔ تب لالہ وزیرچند جی لالہ سیتارام جی وغیرہ کو ملے آخر یہ طے ہوا کہ کتاب سنیچر وار تک چھپتی رہے گی۔ اگر چھپائی ختم ہو جاوے گی تو مہاتما جی کے آنے تک شایع نہ کیجائیگی۔ مہاتما جی نے یقین دلا دیا کہ سماج کا پبلک کا فائدہ اس کے شایع نہ کرنے میں ہے۔ تو یہ

ردی ہو جائے گی - ورنہ پبلک کے ہاتھوں میں دیجاویگی - میں آیدل
لالہ رام کشن جی پردہان سبہا کے ساتہہ ملتان گورو کل کے لئے ملی ہوئی
زمین وغیرہ کو دیکھنے و دیگر امور کا تصفیہ کرنے کے لئے گیا - سنیچر وار لوٹا -
تو معلوم ہوا - مہاتما جی لاہور آئے ہوئے ہیں اور لالہ روشن لال جی کی
کوٹہی پر ہیں میں اسی وقت وہاں پونچا - تو دیکھا - دہرم پال وہیں بیٹہا ہے
مہاتما جی نے کہا -

"ماسٹر جی میں آیا تو تہا - آپ کو روکنے کے لئے - لیکن اب میں کچھ نہیں کہتا -
جس طرح آپ کی مرضی ہو کریں - یہ بدمعاش تو میرے خلاف ہی جالندھر میں
زہر اگلتا آیا ہے بات یوں ہے کہ جب کتاب کو رکوانے کی کوشش میں
دہرم پال گورو کل گیا - تو راستہ میں جالندھر میں ہی ٹھہرا تہا - اور گورو کل میں تو
بڑی مسکین صورت بنائے ان سے منت سماجت کرتا رہا لیکن جالندھر میں
کہتا گیا - کہ میں گورو کل اس لئے جاتا ہوں کہ مہاتما جی کو الٹی میٹم دوں - کہ
وہ ایک طرف ہو جاویں مجھے کچھ پرواہ نہیں - اگر وہ بھی میرے خلاف کھڑے
ہو جاویں وغیرہ ....

وغیرہ - خیر مجھے یہ کہہ کر دہرم پال کو انہوں نے میرے سامنے کہا - کہ "
اب یہاں کس لئے آیا ہے جا ...... سے جاکر مدد لے -

اس لحاظ سے جنہیں وہ آریہ سماج کا مسلمہ لیڈر کہتا تہا - انہوں نے بہی خوب
دھتکار بتائی ......

ہم - ہم نے جو کتاب دہرم پال کی خودکشی یا بیہودہ پن کی اصلیت شائع
کی - اس کے صفحہ ۱۰۴ پر ہم نے لکہا -

"کرپا کر کے لوگوں کے سر چڑھ کر مرنے کی بجائے صاف لفظوں میں خودکشی
کا اقبال کر دو - اور اپنی عبرتناک حالت کو اپنے پاپوں کا نتیجہ جتاتے ہوئے مزار
مدر پر یہ سائن بورڈ لگاؤ - کہ من نکردم شما حذر بکنید"

افسوس! ابھی آپ کی زندگی کی حقیقت ہی کیا تھی۔ بیج اُگا پودا بڑھا پتے
نکلے مگر بیل انگوری لانے لگے تھے کہ خزاں کے جھونکے نے غضب ڈھایا۔
ع۔ حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔
اش کہ اتنی پرورش اور حفاظت کے ساتھ ہمیں اس اندرونی کیڑے کا پہلے
ں پتہ ہوتا جو اس ہونہار پودے کی جڑوں کو کھا رہا تھا! یہ الفاظ صاف طور
بتا رہے ہیں۔ کہ جہاں دھرم پال اپنی موت کا اعلان کر چکا تھا۔ وہاں ہم
دھرم پال کو اپنے مذہبی تعلق کے لحاظ سے مردہ سمجھ چکے تھے۔
ہم۔ مذکورہ بالا الفاظ کے بعد آٹھویں فصل کا مضمون یہ ہے جاؤ بے شک
و۔ اس میں آریہ سماج اور دھرم پال کے تعلقات پر اور خیالات ظاہر کرنے
ے بعد ہم نے لکھا تھا۔
ب کہتے ہیں۔ دھرم پال کو سمجھاؤ اور سدھارو لیکن میں کہتا ہوں۔ ع
ہیں شور سنبل بر نیارد۔ جو سمجھانے کا حق تھا۔ سب نے سمجھایا۔ اب
ی ہے سو یہی میں پورا کئے دیتا ہوں۔
ے دھرم پال جو کچھ تم نے ہم کو جتایا وہ تم کو معلوم ہے جو کچھ تم فی الحقیقت
۔ اور جو کچھ ثابت ہوئے ہو۔ وہ ہی تم جانتے ہو۔ ہم نے جو کچھ تمہیں سمجھا۔
جو کچھ پایا۔ یا پبلک کو جتایا وہ ہمیں بھی معلوم ہے اور اچھی طرح معلوم ہے۔
ہیں تمہیں صاف کہتا ہوں کہ جاؤ آریہ سماج میں اپوترتا نہ پھیلاؤ۔ جاؤ
ں سنگھ سبھا کی گذارہ کرو۔ دیو سماج میں یا اسلام میں سر نہ چھپا سکو۔ تو جاؤ
سائیوں کو اپنے جگیا سو بھاؤ کا ثبوت دو۔
ہمارے لئے اب ان دلوں میں جگہ نہیں رہی اس لئے یہی کہتا ہوں کہ جاؤ بیشک
د۔ ضرور جاؤ۔ ہم نے جو کچھ تم سے پانا تھا۔ پالیا جو کچھ تم سے سننا تھا۔ سن
۔ جو کچھ تمہارا دیکھنا تھا۔ دیکھ لیا۔
صرف اس کتاب کے ذریعہ بلکہ پرکاش اخبار کے ذریعہ بھی سارے سماجک

جگت کے سامنے کھلے طور پر یہ پوزیشن جتا دی گئی تھی۔

یازدہم۔ جس دیوی نے آریہ سماج کا گورو بڑھانے کے لئے ذات پات کی پر
نہ کرتے ہوئے دہرم پال سے وواہ کرنے کا پبلک طور پر اعلان کیا تہا۔ اس
بہی صاف طور پر سبہا کو لکہدیا۔ اور اس کے بہائی نے بہی لکہا کہ سبہا سے
جب تک بذریعہ کمیشن اس کے چال چلن کی تصدیق ہو کر اسے نیک چلنی کا
سرٹیفکٹ نہیں ملے گا۔ وواہ نہیں ہو سکے گا۔ تحقیقات سے وہ اس طرح
بہاگ گیا تہا۔ جیسے کوا گلیل سے۔ پس اس کا دوسرا مطلب یہی تہا کہ وہ آر
سماج سے پرے ہی پرے رہے۔

دوازدہم: دہرم پال کی خودکشی کے شایع ہونے کے بعد اس نے بتندرہ بیں ہم
بدچلنی و خونی چٹہی بنام ممبران آریہ سماج لکہہ کر جذبات سے اپیلیں کیں
اور ایک کتاب مکاشفات لکہی۔ اس کے ٹائیٹل پر جو ہومکا لکہی۔ اس
اس قسم کے الفاظ پڑہ کر ناظرین کو تعجب ہوا کہ...... میری خواہش تہی
بیگناہ کو ذبح کیا جاوے تاکہ اس کا خون دوسروں کی زندگی کا باعث
اگر کوئی شخص بہی اپنے خون سے مقتولوں کو بپتسمہ دے کر زندہ کرنے
لئے تیار نہیں تہا آخر سب نے ایک اجنبی پر قرعہ ڈالا۔ جو کہ ایک غیر ہندو
سے اُن میں آیا تہا یہ خیال کر کے کہ اس کے خون کا کوئی دعویدار نہیں ہوگا
کیونکہ وہ ایک بے گھر اور بے در۔ بے پراور بے زر ہے انہوں نے اس
کو میدان میں کہڑا کیا اور بجائے نیزوں اور بہالوں کے قلم کی نوک
اور زبان کی دہار سے اس کا خون گرایا...... آخرکار وہ مقتولوں کو
دیتا ہوا۔ اناتہوں کی رکہشا کرتا ہوا اور دوشوں کے لئے لڑتا ہوا دہرم
کٹتا ہوا کٹ گیا۔ اور چلدیا!!! یہ محض جذبات سے اپیل یا ایک طرح
وا دیلا ہے۔

اس ساری تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ وہ خود سمجھ چکا تہا۔ آریہ سما

جواب دے چکا ہے۔

اسی طرح اس نے لکھا کہ آریہ گن یا مجھے اس بات کے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے ۲۴ ارجون ۱۹۰۳ء کو آپ کے دروازہ پر آکر بھکشا کے لئے ہاتھ پھیلائے آسگے عجیب طرح پر جذبات کو کھینچنے والے الفاظ لکھتے ہوئے مکاشفات صفحہ ۵۷ م پر لکھا۔

وہ آریہ سماج مدت سے ایک ایسے پتر کی قربانی کے انتظار میں تھا۔ جو کہ اس کے اپنے آدمیوں کے ہاتھ سے پالا گیا ہو۔ جو ہر طرح سے قابل ہو جس کے سر پر شادی کا سہرا باندھا جانے والا ہو۔ مگر پھولوں کے سہرہ کی بجائے اس کے گلے پر آریہ سماج کے آدمیوں کے ہاتھ سے چھری چلائی جاوے اور اس کا خون ہزاروں اور لاکھوں آدمیوں کی موجودگی میں گرایا جاوے اور اس کی موت پر یا اس کی خودکشی پر خوشیاں منائی جاویں۔

آریہ سماج کا لاڈلا پتر میں ہی تو ہوں۔ میرے جنم پر آریہ سماج میں جس قدر خوشی منائی گئی وہ کسی کے جنم پر نہیں منائی گئی ہوگی۔ آریہ سماج نے جس قدر لاڈ چاؤ سے مجھے پالا۔ اس لاڈ چاؤ سے کسی کو نہیں پالا گیا ہوگا۔ آریہ سماج نے جس دھوم دھام سے میرے سر پر شادی کا سہرا باندھنے کی تیاری کی۔ وہ قطعی لاثانی تھا مگر یکلخت آواز آتی ہے آریہ سماج کے لئے بھینٹ کی ضرورت ہے آریہ سماج بلی مانگتا ہے اور وہ بلی وہ بھینٹ وہ قربانی آریہ سماج کے لاڈلے پتر دھرمپال کی قربانی ہے اگر اس لاڈلے پتر کو جلاد کی تلوار کے سپرد کر دیا جاوے تو آریہ سماج بچ سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس آواز کو سن کر لاڈلا پتر کیا جواب دیتا ہے۔

اگر میری موت سے آریہ سماج کی رکھشا ہو سکتی ہے تو میرا سر حاضر ہے۔

کون عقلمند شخص اوپر کی سطور کو پڑھ کر یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ وہ دھرمپال جی اپنے آپ کو بیخوف۔ شیر بچہ وغیرہ کہہ کر اپنا رعب جماتا تھا چال

چلن کی حقیقت پبلک پر ظاہر ہو جانے پر جذبات سے بڑی درد بھری اپیل
کر رہا ہے۔ (۲) دہرم پال کا پول کھولا گیا اسے صاف طور پر آریہ سماج
رہنے کے ناقابل سمجھا اور بتایا گیا تب بھی وہ آریہ سماج کی رکھشا کے لئے
اپنی بلی دے کر اپنے پریم کا ثبوت دینے کو تیار بیٹھا تھا۔ ایسی حالت
میں اس کا یہ لکھنا کہ دین اسلام کی خاطر میں نے سماج کو چھوڑا۔ کیا حقیقت
رکھتا ہے۔ ناظرین خود سمجھ لیویں۔

صفحہ ۴۸ پر اس کے یہ الفاظ ہیں۔ کہاں وہ سنہ ۱۹۰۳ء کا دن جب کہ میرے
آریہ سماج میں آنے پر تمام آریہ سماج میں خوشی منائی جا رہی تھی۔
اور کہاں آج سنہ ۱۹۰۹ء کا سال جب کہ آریہ سماج کے نوجوان لیڈروں کا
خون میرے برخلاف ابل رہا ہے۔ اور کوشش یہ ہو رہی ہے کہ میرے ہاتھ
سے چھٹکارا پایا جاوے۔ وہ خواہ جیل خانہ کے ذریعہ ہو خواہ قتل کے
ذریعے ہو۔ خواہ اخبارات کے ذریعہ ہو خواہ رسالوں اور کتابوں کے ذریعے
ہو خواہ مار پیٹ کے ذریعہ ہو میں کہتا ہوں آج کونسا ذریعہ ہے جو میری
تباہی کے لئے نہیں کیا جا رہا۔ فحش سے فحش اور گندے سے گندے جھوٹے
سے جھوٹے الزامات مجھ پر لگائے جا رہے ہیں انہی لیڈروں کی طرف سے
میرے کچلنے کے لئے دردناک اپیلیں کی جا رہی ہیں ہر ایک قسم کے جھوٹ
اور مکاری سے بھرے ہوئے مضامین شایع کئے جا رہے ہیں میرے قتل
کے لئے گمنام خطوط بھیجے جا رہے ہیں میرے ماتا پتا کو شرمناک گالیاں
دی جا رہی ہیں ان کو بھیڑیے اور سانپ تک لکھا جا رہا ہے۔ مجھ کو سانپ کا
بچہ اور بھیڑیئے کا بچہ کہا جا رہا ہے"۔

نہیں یہ جتانے کی ضرورت نہیں کہ اس میں اپنے محسنوں اور آریہ سماج
کے لوگوں کی طرف کیا کیا خیالات منسوب کئے گئے مرتا کیا نہ کرتا
والی بات ہے۔ جس کا پردہ فاش ہو جاوے وہ گھبراہٹ میں

تو اس پر بحث فضول ہوتی ہے تو بھی یہ خیال پبلک کو دلانا لازمی ہے کہ وہ اوپر کے داؤپیچ کو دیکھیں اور نتیجہ نکالیں کہ یہ پاگل پن اور گھبراہٹ کہاں اور یہ کہنا کہاں کہ میں نے آریہ سماج والے راستے کو غلط سمجھکر واپسی کی۔

سیزدہم۔ بی بی الشیری جس کو وہ بہن مشہور کرتا تھا اس کے ظلم سے تنگ آگئی تو اس نے لاہور اور موگا وغیرہ کے آریوں اور آریہ سماجیوں کے پاس واویلا کیا اور اس کی بدچلنی وغیرہ کا یقین ہونے سے قریباً تمام لوگوں کو اس سے نفرت ہوگئی اور آریوں کا تعلق اس سے قطع ہوگیا۔ اس پر مفصل اگلی فصل میں لکھا جاویگا۔

چہاردہم۔ دہرمپال کی خودکشی میں ہم نے اس پر بدچلنی کا الزام لگایا اور اس کو چیلنج دیدیا۔ اگر کوئی معقول جواب ہے تو پیش کر دیا آسان ذریعہ یہ ہے کہ ازالہ حیثیت عرفی کا دعوی دائر کر دے۔ عدالت میں سب کچھ واضح ہوکر انصاف ہو جائیگا کہ کہاں تک تو پبلک کا وشواس پاتر یا پبلک میں ہونے کے لائق ہے۔ اگر عدالت میں نہیں جاتا تو کوئی سے دو چار بے تعلق قابل اور لائق آدمی منظور کر اور ان ہی کے سامنے اپنی بریت کر۔ تو نے کمیشن کی تقرری میں کتنی حجتیں پیش کی ہیں لیکن ہم کوئی قید نہیں لگاتا۔ جو چاہے اندر میں لکھ جو چاہے اپنے پتندر میں لکھ۔ اگر چاہے تو محبند رہی نکال۔ مگر تیری چالاکیوں کی وقعت اب کاٹھ کی ہانڈی سے بڑھ کر ہو نہیں سکتی۔ اور جبتک آئندہ سالہاسال کے تپ سے تو اپنے کو قابل اعتبار ثابت نہ کرے۔ سمبند اور پلاپ تیرے اندر کے ایسے مادے تیری نیچ پرکرتی تیرے نیچے بہاؤ دن کا ہرگز شکار نہیں ہو سکتی۔

یہی چیلنج پر کاش لاہور میں بھی چھپا۔ مگر نہ وہ عدالت میں گیا نہ اس نے کمیشن منظور کی اس نے حکمت عملیوں یا چالاکیوں سے دیو سماج والوں کیساتھ مل کر مقدمہ ہم پر قائم کرایا۔ یہ ظاہر ہے کہ ہماری دیو سماج سے یا اس سماج سے تعلق رکھنے والی کسی دیوی سے کوئی دشمنی نہ تھی نہ کسی کی توہین کا کچھ مطلب تھا۔ ہاں جو ہم نے دیو سماج کے حق میں اس کتاب میں لکھا۔ مگر قانونی پیچیدگی اور دہرمپال کی

کے پیدا کردہ حالات کے سبب مقدمہ ہوا ہماری وہی بات تھی کہ ؎

آن راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک

ہم نے اپنے مخالفوں کو بھی دیری سے طلب کرایا۔ دیو گورو بھگوان پنڈت دیو رتن جی کے علاوہ دھرم پال کو بھی بلایا۔ کہاں تو دھرم پال کو دعویٰ کرنا چاہیے تھا۔ کہاں ہم نے خود اس کو عدالت میں بلواکر موقعہ دیا کہ اگر وہ اپنی بریت کرسکتا ہے تو کرے۔ یکم۔ ۲ وہم جولائی کو اور ۲۸۔ ۲۹ و ۳۰ جولائی کو اس کی شہادت ہوئی اور جس سے اس کی بدچلنی اس کے جھوٹھ اس کی شرارتوں کا اتنا مصالحہ قبل مقدمہ پر آیا اور اسے عدالت وکلا اور حاضرین کی نظروں میں وہ ذلت نصیب ہوئی کہ باید وشاید یہ حالات اگلی فصل میں بیان ہوں گے۔ یہاں یہ جتانا ہے کہ آریوں سے ہر طرف سے دھکے کھانے پر بھی وہ جو داؤ گھات لگا رہا تھا سب اس شہادت سے اسے بھول گئے اور ذلت ورسوائی جو اسے نصیب ہوئی اس نے اس کے حوصلہ کو پست کر دیا۔ اور اسے گمنامی کے غار میں چھپنا پڑا۔ یہ صحیح ہے کہ سانپ ضرب لگنے پر دیر تک زہر گھولتا ہے اور اسی طرح دھرم پال کی خودکشی کے بعد چندے دھرم پال ہاتھ پاؤں مارتا رہا لیکن آخرکار وہ ایک گونہ بےحس وحرکت ہوگیا۔

پانزدہم اگر دھرم پال نے دین اسلام کی خوبیاں دیکھکر آریہ سماج کو چھوڑا ہوتا تو لازمی تھا کہ وہ عام طور پر اس کا اعلان کرتا کہ میں فلاں فلاں وجوہات سے سماج کو چھوڑتا ہوں۔ کیا ترک اسلام تہذیب الاسلام اور نخل اسلام کا لکھنے والا آدمی کبھی مسلمانوں سے بغیر سزا کے واپس لیا جاسکتا تھا۔ کم ازکم ان کتابوں کی تردید کرے ...... بغیر ذ مسلمانوں کا اس پر اعتبار ہوسکتا تھا نہ اسلامی پبلک کے سامنے آنے کا اسے موقعہ ہوسکتا تھا۔ بغیر کھلے طور پر ایسا کرنے کے پبلک سے اس کا منہ چھپانا محض اس ندامت اور ذلت کا نتیجہ تھا۔ جو اس کی کمزوریاں اسے دلا چکی تھیں یہ ممکن ہے کہ اس نے بابائی چھٹ کی

خاطر گمنامی میں مضمون لکھے ہوں لیکن عام طور پر اس نے ۱۲ سال میدان میں آنے کا قصد نہیں کیا جو دلیل اس امر کی ہے کہ وہ اپنی کرتوتوں کی بابت عام شنکاروں کے دب جانے کا انتظار کر رہا تھا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ میرا سیاہ اعمالنامہ شیطان کے کارنامہ کی طرح پبلک ریکارڈ میں محفوظ ہے

ان امور پر غور کرنے سے ناظرین کو یقین ہو گیا ہو گا کہ دین اسلام کی صداقت نے اُسے نہیں کھینچا ہاں اس کے چال چلن کی خرابی سے اسے نجاست اور غلاظت کا ڈھیر پا کر آریہ سماج نے اپنے دھرم کے احاطہ سے باہر پھینکا ہے۔ اس کا یہ کہنا کچھ وزن نہیں رکھتا کہ میرے سر پر کون سی تلوار تھی یا کون سی عورت کا لالچ تھا۔ ارے تلوار بھی تھی اور لالچ بھی تھا اور بھی کچھ تھا۔ تو خود بیسیوں جگہ لکھ چکا ہے کہ مجھے قتل وغیرہ کی دھمکی ملی مسلمان تم سے ناراض تھے۔ تمہیں ہر وقت ان سے کھٹکا تھا آریہ سماج روپی ماتا کی گود میں بیٹھا ہوا تو نڈر اور بے خوف تھا لیکن جب وہ سہارا جاتا رہا۔ پھر تم کس طرح بے خوف ہو سکتے تھے وہ تمہارا سماج سے جُڑ گیا۔ بدچلن تم تسلیم کئے گئے۔ تب عورت کی غرض اور کس طرح پوری ہو سکتی تھی تمہارا یہ کہنا کہ بیوی میرے پاس تھی جو وفادار اور دیگر اوصاف سے موصوف تھی محض مغالطہ دہی ہے۔ بی بی البشری سے تم نے دوبارہ نکاح آریہ سماج سے نکل چکنے کے بعد کرایا۔ اسوقت کہ جب اور کوئی ذریعہ امید نہ رہا یہ وفادار بیوی والا قصہ تو خاص فصل میں بیان ہو گا۔ یہاں تو یہ ہی جتانا ہے کہ تم کو خوف تھا اور تم کو عورت کی بھی غرض تھی۔ بغرض محال نہ بھی ہو تو بھی ترک اسلام میں تم نے خود لکھا ہے کہ

"بعض سے لوگ اپنے ہم مذہبوں کی طرف سے کوئی چوٹ کھا کر اور اون کو اپنے تبدیل مذہب سے دھمکانے کے لئے ہی بغیر سوچے سمجھے تبدیل مذہب کر بیٹھے ہیں کیا آریوں کی نظروں سے گر کر اور ہر طرح سے مایوس ہو کر اگر مجبوری کی حالت میں آپکو مسلمانوں کی شرن لینی پڑی تو اس کو اسلام کی صداقت کا نام

دیا جا سکتا ہے ہم صاف کہتے ہیں کہ اپنی برائیوں سے آپ نے آریہ سماج سے چوٹ کھائی اور مجبوری سے مسلمانوں کی پناہ لینے کو غنیمت سمجھا ورنہ کوئی خوبی نئی اسلام میں نظر آئی ہے۔ تو اس کی فضیلت اور صدہا اعتراضات متعلقہ تعلیم قرآن جو آپ نے لکھے ہیں ان کی تردید کرکے دکھائیے تب معلوم ہوگا کہ تم سے یہ قبے چاٹی جا سکتی ہے یا نہیں۔

چوتھی فصل۔ دہرمپال علم الت کی مثل پر

ہم بیان کر چکے ہیں کہ عبدالغفور کو شدہ کرنے سے پہلے اس کے متعلق ایک چٹھی سماج کو آئی تھی ...... اور اس کی بنا پر سردار سرمکھ سنگھ جی نے ہم پر عدالت ...... فیروزپور میں ہتک عزت کا دعوی کیا تھا چونکہ اصل بنیاد محض دہرمپال کا چلن تھا اسی کے انکشاف کی خاطر مقدمہ نے طول پکڑا تھا۔ مقدمہ میں جو کچھ ہم کو کامیابی ہوئی وہ یہی تھی کہ اس کا اصلی روپ یا اعمالنامہ مثل عدالت پر آ گیا۔ اس لئے وہ ہدیہ ناظرین ہے۔ "(پنڈت وشنودت جی پلیڈر پر وہاں آریہ سماج موگا نے بیان کیا۔

"میں نے دہرمپال کا ذکر پہلے پہل ۱۹۰۲ء کے اخیر یا ۱۹۰۳ء کے شروع میں لاہور میں سنا تھا جب وہ آریہ سماج میں شامل ہونیوالا تھا۔ میں نے سنا تھا اس کی شدہی پہر ولٹ ہوا ہے جب میں دہرمپال سے اچھی طرح واقف ہوا۔ (سنہ ۱۹۰۶ء) کے لگ بھگ) ایک عورت مسماۃ الینتری بعض اوقات اس سے ملنے آتی تھی میں نے سمجھا کہ ان میں ناجائز تعلق ہے میں لاہور میں ڈاکٹر چرنجیو جی کے مکان پر ٹھہرا کرتا تھا جہاں دہرمپال بھی رہتا تھا۔ دہرمپال الینتری کو وہاں لایا اور کہا یہ میری بہن ہے۔ ایک رات وہ صرف دونوں چھت کے اوپر لیٹے ہوئے اگلے دن ڈاکٹر چرنجیو نے دہرمپال کو اپنے مکان سے نکال دیا۔ اس اندیشہ سے کہ اس کے مکان کی بدنامی ہوگی۔ دہرمپال الینتری کو روپیہ دیا کرتا تھا۔

لالہ چیلا رام جی ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ بورڈ ہائی سکول موگا

میں عبدالغفور کو جانتا تھا وہ پہلے دیو سماج ہائی سکول موگا میں سکینڈ ماسٹر تھا وہ ہمارے سکول میں نومبر ۱۹۰۲ء میں ماسٹر ہو کر آیا...... میں نے ہیڈ ماسٹر دیو سماج سکول سے دھرمپال کی موقوفی کی وجہ دریافت کی پہلے مجھے جواب نہ ملا۔ جب ریمائنڈر دیا تو مجھے اطلاع ملی کہ یہ معاملہ جواب دینے کے لئے دیو سماج سکول کمیٹی کو لکھا گیا ہے مجھے کمیٹی نے جواب نہیں دیا۔ ممکن ہے ڈسٹرکٹ... انسپکٹر کو جواب ملا ہو میں نے تحقیقات اس لئے کی کہ میں نے دھرم پال کی شہرت بد چلنی کی سنی تھی۔ میں رجسٹر خط و کتابت پیش کرتا ہوں۔ (رجسٹر میں چٹھیات کی نقل تھی جو ہیڈ ماسٹر نے ان دنوں افسران کے نام لکھیں کہ ایسے آدمی کو سکول میں نہیں رکھنا چاہیے۔)

دینی رام سکنڈ ماسٹر فاضلکا

جب میں ڈسٹرکٹ بورڈ سکول میں گیا تو عام طور پر مشہور تھا کہ دھرم پال کا کسی عورت سے ناجائز تعلق ہے۔ میں نے دھرم پال کے ممبر آریہ سماج بننے کے خلاف کبھی پروٹسٹ نہیں کیا۔ لیکن صرف اسبات پر اعتراض کیا تھا کہ اس کی شدھی دھرم دھرا کے سے نہ ہو۔ ایک وجہ یہ تھی کہ جو آدمی اپنا مذہب چھوڑتا ہے وہ دو مہینے میں ہی آریہ سماجی بننے کے قابل نہیں ہو جاتا اور دوم یہ کہ ایسے مشہور بدچلن آدمی اتنے تھوڑے عرصہ میں سدھار نہیں ہو سکتا۔

لالہ رام سکھ جی قانون گو موگہ عمر ۴۷ سال۔

میں موگہ میں دس سال رہا ہوں دھرم پال کو جانتا تھا اس کا نام عبدالغفور تھا۔ ایکدن میں دورہ کر کے دونے والہ سے موگا کو آرہا تھا کہ میں نے عبدالغفور کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا اس کے ساتھ ایک... لڑکی تھی ذرا آگے آکر میں نے...... سے پوچھا کہ دھرمپال کیسا تھا جو لڑکی ہے وہ کون ہے۔ دھرمپال اور لڑکی اکیلے کنوئیں پر تھے اس دریافت کرنے کی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ صرف

اس لئے کہ وہ اکیلی دہرم پال کے ساتھہ تھی۔

تلسی داس نقشہ نویس موگا عمر ۶۲ سال

میں دہرم پال کو جانتا ہوں۔میں اسے ۱۹۰۱ء سے جانتا ہوں۔میں نے اس کو رات کو بازاروں اور شام کو باہر میدان میں کئی بار ایک لڑکی کے ساتھہ دیکھا ہے بہت سے لڑکوں نے مجھے بتایا کہ اس کا ایک . . . سے تعلق ہے۔آسا رام ولد منی رام۔منگنو رام ایک ... کا لڑکا۔۔۔جس کا نام نہیں جانتا انہوں نے مجھہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا . . . . . . عام طور پر مشہور تھا کہ دہرمپال کا مسماۃ الیشری سے بھی تعلق ہے الیشری نے ایک موقعہ پر لیکچر دیا تھا۔

لالہ رام سرنداس دوکاندار موگا

یہ چرچا تھا کہ عبد الغفور کا کسی لڑکی یا عورت سے تعلق تھا . . . . کئی جماعتوں کے لڑکے اس کے متعلق ذکر کرتے تھے یہ رپورٹ میں نے آنے سے ۲ یا ۳ ماہ بعد سنی تھی

کنور کشن ولد پنڈت جیدیال سنگہ برہمن سب انسپکٹر پولس چھاؤنی فیروزپور میں ۱۹۰۲ء میں موگا میں تھا اس وقت میں سارجنٹ تھا میں نے سنا تھا۔ کہ اس وقت ایک شخص عبد الغفور موگا میں تھا میں نے اس امر کا شہرہ سنا تھا کہ اس کا کسی لڑکی سے تعلق ہے . . . . کانفیڈنشل ڈائری ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کے پاس ہوگی . . . . میں نے دہرمپال کے متعلق جو رپورٹ سنی تھی اس کی بابت ۲۔۳ آدمیوں سے دریافت کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ بد چلنی کے سبب موقوف ہو گیا ہے یہ تحقیقات خفیہ تھی اور رپورٹ بھی خفیہ تھی . . . . . . سب انسپکٹر کرتار سنگہ نے اپنی رپورٹ لکھی تھی جو رپورٹ اس نے لکھی تھی وہ میری تحقیقات کی رپورٹ تھی۔کرتار سنگہ نے بھی خفیہ تحقیقات کی ہوگی۔میں نے صرف سرسری تحقیقات ۳۔۴ آدمیوں سے کی تھی انہوں نے اپنی رضا و خوشی سے مجھے وہ اطلاع دی تھی میری رائے کی بنیاد ان ہی لوگوں کا بیان تھا دہرمپال کی موقوفی نے میری رائے

میری رائے کی تائید کی۔ ان ۳۔۴ آدمیوں سے مجھے اطلاع ملنے کے ایک دو ماہ بعد دہرمپال موقوف ہوا تھا انہوں نے مجھے یہ نہ بتایا کہ اسقاط کب ہوا ان ہی دنوں میں ۲ یا ۳ سال ہوئے میں نے یہی کہا کہ جو کچھ سنا تھا۔ سب انسپکٹر تک پہونچا دیا۔ مکرر سوال پر۔ اسقاط ہونے کے متعلق مزید آزادانہ تحقیقات کرنے کا مجھے کوئی اختیار نہیں تھا۔

بھگوان چند ولد دلیپداس عمر ۳۰ سال ٹرنسلیٹر پنجاب گورنمنٹ سکرٹری ایٹ لاہور (چٹھی متنازعہ کے لکھنے والے)

یہ چٹھی (اگزمیٹ ڈی ۱/۱) میں نے لکھی تھی...... جب میں نے یہ چٹھی لکھی مجھے اس کے مضمون کے سچ یا جھوٹ ہونے کا یقین نہیں تھا میں نے صرف یہ کہا کہ لگاتار جو اغواہ سنی میں نے اس کی رپورٹ کر دی...... میں نے ضرور ان کو معتبر سمجھا ورنہ میں چٹھی نہ لکھتا

...... میرا مدعا یہ تھا کہ عبدالغفور کی چال چلن کے متعلق جو کچھ عام طور پر مشہور ہے اس سے سماج کو اطلاع دیدوں۔

ہری رام ولد پنڈت موتی رام برہمن عمر ۳۰ سال سکول ماسٹر میونسپل بورڈ سکول ٹانڈہ

۳ مئی ۱۹۰۲ء سے پہلے میں دیو سماج سکول موگا میں سنسکرت ٹیچر تھا۔ اس زمانے میں عبدالغفور سیکنڈ ماسٹر تھا میں اس کو نا پسند کرتا تھا۔ میں نے اس کو کوئی برائی کرتے ہوئے دیکھا نہیں وہ بڑا چالاک آدمی تھا کبھی کچھ کرتا تھا کبھی کچھ کبھی ایک آدمی کیساتھ کبھی دوسرے آدمی کے ساتھ وہ اچھا آدمی نہ تھا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اس کا کسی لڑکی سے برا تعلق تھا کیونکہ لوگ ایسا کہتے تھے۔ (عدالت کا نوٹ ہے بہت تامل کے بعد) میں کسی اسقاط کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا

برج لال ولد شیو دیال بنیا۔ عمر ۲ سال طالب علم ڈی اے وی کالج لاہور

میں موگا کا باشندہ ہوں ۱۹۰۲ء میں میں موگا میں تھا ...... ۱۹۰۳ء میں دلیو سماج اسکول میں شامل ہوا جب دھرم پال موقوف ہوا تو سب کہتے تھے کہ ہیڈ ماسٹر کی نافرمانی سے ایسا ہوا مگر عام طور پر مشہور ہوا کہ وہ کسی ...... کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنے سے موقوف ہوا ...... وسن سنگھ نے رپورٹ کی تھی کہ حلائی رام نے کہا ہے کہ دھرمپال نے کسی ...... کو حاملہ کر دیا تھا اور اسقاط حمل کرایا تھا میں اور وسن سنگھ سلطانی رام کی دوکان پر ولدیتی رام کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب ولدیتی رام نے یہ کہا تھا ...... دھرمپال اپنے فحش عشقیہ گیت جماعت کے سامنے گاتا ... تھا وہ چھٹی ہونے کے بعد گایا کرتا تھا۔

آتمارام ولد لچھمنداس کھتری ٹیچر ڈسٹرکٹ بورڈ سکول موگا۔

...... کہا جاتا تھا کہ دھرم پال کی بدچلنی یہ ہے کہ اس کا کسی لڑکی سے ناجائز تعلق ہے دلیو سماج سے موقوف ہو کر دھرم پال ڈسٹرکٹ بورڈ سکول میں آیا مگر قریباً ایک مہینہ بعد ہیڈ ماسٹر نے بدچلنی کی وجہ سے اسے نکال دیا۔

دھرمپال ولد محمد

quotation taken originally

...... یہ کتاب اگزنٹ بی اد دیو سماج نے میرے خلاف لکھی تھی (یہ کتاب دلیو سماج کا عبدالغفور اور آریہ سماج کا دھرمپال ہے اس کے صفحہ ۲۲ پر دھرمپال کی چٹھیاں چھپی ہیں اس میں دھرم پال نے اپنے متعلق لکھا ہے نہیں معلوم کہ جو تصویر مجھے اپنی نظر آئی وہ سچ مچ کسی ادنیٰ درجہ کے لٹو کی تھی نہیں بلکہ وہ تو عجیب ڈراؤنی بھیانک بھوتنے کی طرح تھی۔ سنتا ہوا گیا تھا روتا ہوا آیا اپنے آپکو منش سمجھا ہوا تھا مگر بھوتنا نکلا بھوتنا بھی وہ کہ جو بھوتنوں کا بھوتنا ہو۔ کل دن بھر اپنی اسی گھٹیا تصویر کو دیکھ کر اور اداس اور بے چین ہوتا رہا۔ اس کے متعلق دھرمپال نے کہا)

میں نہیں کہہ سکتا کہ صفحہ ۲۲ پر چھپی ہوئی چٹھی میں نے لکھی یا نہیں نہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب میں نے اسے پڑھا میں نے اس کے لکھنے سے انکار کیا یا نہیں

ہیں کبھی دیوگورو کو کبھی دیورتن .... کو موگا سے چٹھیاں لکھا کرتا تھا ان
چٹھیوں میں بعض اوقات میرے پاپوں کا اقبال ہوتا تھا .... جب میں دیو سماج میں
تھا میں نے کبھی دیو سماج میں خودکشی کرنے کی کوشش نہیں کی مجھے یاد نہیں کہ میں نے
کبھی مانا ہو کہ میں ریل سے کود پڑنے یا پہاڑ پر سے گرنے کا خیال رکھتا تھا۔ (اس پر کتاب
دکھائی گئی چٹھی کے یہ الفاظ پڑھائے گئے) اتنا دکھ ہوا کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔
کنوئیں میں گر پڑوں ریل کے نیچے سر رکھ کر مر جاؤں یہاں سے بھاگ جاؤں۔
پہاڑ پر سے گر پڑوں کیا کروں .... یہ جگہ کیا میرے جیسے بھوتوں
کے رہنے کے لئے ہے کیا میں یہاں رہنے کا ادھیکاری ہوں نہیں میں ڈوب
مرنے کے لئے ہوں اور ڈوب مروں گا) ڈیڑھ سال کے عرصہ میں جس میں کہ میں سکول
میں تھا میں ڈسپلن توڑنے کا قصوروار ہوتا رہا جس کا نتیجہ میری موقوفی ہوا۔
مجھے یاد نہیں کہ آیا میری موقوفی کے بعد مجھے تیون تت میں گندا کہا گیا تھا۔

(اندر ہوائی جنگ صفحہ ۹۱۸ سے یہ عبارت پڑھائی گئی

"چنانچہ یہ اپنے گورو کو بھی دھوکہ دینے والا دھوکہ باز شخص ہم کو کئی بار لاہور کی
گندہ ٹلک لکھ چکا ہے حالانکہ سبھا ایک اچھی طرح جانتی ہے کہ گندا کون ہے آیا وہ
شخص یا اشخاص جو بھری ریل میں بیگانی عورتوں کے ساتھ لگاوٹ کر کے آنند
ڈھونڈتے۔ یا بیگانی عورتوں کی مورتیاں اپنے دل میں ستھاپن کر کے
گندہ اور ناپاک رس لیتے اور ان کے ساتھ ایسے تعلقات رکھتے ہوں کہ جن
کی بنا پر وہ خود ہی زندہ آگ میں جلائے جانے کی آرزو کرتے ہوں یا اپنی اپنی
عورتوں کو اس قسم کے تعلقات کی بنا پر مار ڈالنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہوں
یا اس سے بھی بڑھ کر چوری بدمعاشی جوا اور زناکاری افعال جیسے شرمناک
افعال کے مرتکب پائے گئے ہوں آیا ایسے اشخاص گندہ کہلائے جانے کے مستحق ہیں
یا ایسے خدا پرست خدا ترس انسان جو ایسے الزام لگانے والوں کی حرام کاریوں
اور بدمعاشیوں کو اشتہار بام کرتا ہو

اگزبٹ ڈی ی ۱ صفحہ ۱۰ سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مجھ سے منسوب کیا گیا ہے میں نے یہ خیال کیا تھا کہ اس لفظ کا اطلاق مجھ پر اس معنی میں کیا گیا کہ عورت سے ناجائز تعلق رکھنا۔

ہرنرائن مجھے اسکول سے نکالنے کے لئے نہیں آیا تھا مجھکو یاد نہیں کہ سکول کی تعلیمی حالت اسوقت ٹھیک تھی یا نہیں۔ مجھکو یاد نہیں کہ آیا میرے آنے سے پہلے دیو سماج کونسل میں میرے خلاف شکایتیں پیدا ہوئی تھیں یا نہیں پیر دیو سماج گولہ سے یہ عبارت پڑھائی گئی "یہ جان کر کہ یہ شیر کا بچہ پلون اور گیدڑ عدن کے قابو میں آنیوالا نہیں ہے آپنے میری ہی سرکوبی کے لئے اپنے بڑے بیٹے ہرنرائن کو ہیڈ ماسٹر کر کے موگہ روانہ کیا" یہ پڑھ کر صفحہ ۳۴ ڈی ا سطر ۹ تا ۱۱ میں نے یہ الفاظ لکھے "آپنے میری ہی سرکوبی کے لئے ...." میں خیال کرتا ہوں یہ صحیح تھا۔

(یہ عبارت پڑھائی گئی کہ ہو دیو کا چھپوا کہتا ہے کہ مجھے ایک جرم میں سکول سے الگ کر دیا گیا تھا)

صفحہ ۳۴ سطر ۱۵ اگزبٹ ڈی ا پر ہی دیو سماجی تحریر کا جواب ہے جس میں بیان ہے کہ مجھے کسی جرم میں سکول سے نکالا گیا تھا مجھکو یاد نہیں کہ آیا خاص جرم میرے خلاف بیان مذکور ہے۔

سکول سے موقوف ہونے کے بعد میں نے مزدوروں وغیرہ کو مفت تعلیم دینے کے لئے نائٹ سکول کھولا ...... یہ سکول اس لئے بند نہ ہوا تھا کہ لوگوں کو میرے چال چلن پر شبہ تھا۔ میں ڈسٹرکٹ بورڈ سکول موگا میں خالی ۳۔ ۵ ماہ رہا۔ مجھکو معلوم نہیں کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے دیو سماج سکول سے دریافت کیا تھا کہ آیا میں بد چلنی کے سبب سے موقوف ہوا تھا۔ اس پر اس کی تصنیف لاہوری یا کھنڈی سے یہ عبارت پڑھوائی گئی۔ "درخواست کر بھیجنے کے بعد جو خط مجھے لاہور سے لکھا گیا کہ تم نے فلاں انسپکٹر کو سکول کے متعلق یہ لکھا ہے یا وہ لکھا ہے دیوتن ..... کام کیوں ذکر نہیں کیا حالانکہ موگا سے منیجر یا ہیڈ ماسٹر کی طرف سے اس قسم کی نہایت ہی شرمناک جھوٹی رپورٹ

جانے پر مجھ سے جواب طلبی کی گئی تھی جس کا جواب میں نے فوراً دیا اور دوسرے یا تیسرے روز یا وجود اس کے رو گئے کے سیکریٹری سے استعفیٰ دیدیا دلورتن نے اپنے اخبار میں تو یہ شرمناک جھوٹھ لکھا تھا کہ میرے چال چلن پر کچھ شبہ کیا گیا اس عبارت کو پڑھ صفحہ ۳۴۳ کی آخری لائن اور صفحہ ۳۴۴ ڈی ۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے یہ خیال کیا تھا کہ میرے چال چلن پر حملہ کیا گیا ہے۔

دکن چھٹا سنیاسی کے ٹریکٹ سے عبارت پڑھائی گئی اس میں ذکر تھا کہ میں پہلی میں سنہ ۱۸۹۷ء میں دیو آشرم لاہور میں گیا میں نیچے دیو آشرم ہال میں بٹھایا گیا۔ میرا واقف ایک مستری اوپر کام کر رہا تھا اس سے مجھ کو اوپر بلایا ہم دونوں باتیں کر رہے تھے کہ دیوگورو نے ایکدم سے مستری کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ حرام زادہ بدمعاش .... غیر مردوں کو ہمارے گھر میں لاتا ہے بلاؤ۔ اس کو میں نے جب یہ حالت دیکھی تو دیوار پیٹ کر کود ایک چھلانگ مار کر نیچے آ گیا اب ... کی بھی طلبی ہوئی ان کو سامنے کھڑا کر کے زور زور سے گالیاں دینی شروع کیں "نا در .... کیا یہ تمہاری ماں کا خصم ہے جو تم ہمارے گھر میں لائے ہو کیا ہم کنجر ہیں جس کو تم چاہو ہمارے گھر لے آؤ" یہ واقعہ دیرم بال نے اپنے متعلق لکھا ہے وہ دیوگورو کی بدزبانی ثابت کرنا چاہتا ہے اور مستری وغیرہ کو بلانا اس کی عادت کے موافق خاص چالاکی پھر ایسا ان سے تو ہی دیوگورو کا اس کو بدمعاش سمجھنا اور اس کا چھلانگ مار کر بھاگ آنا اس کی اصلیت کو دوسری طرح ظاہر کرتا ہے اس کو پڑھ کر ڈی ۵ اصفحہ ۵ پر یہ واقعہ لکھا ہے اس کا بیان یہ ہے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا تھا یہ واقعہ میری سیکریٹری شپ میں ہوا تھا۔

اگزبٹ ڈی ۵۲ مکاشفات بھاگ پہلا صفحہ ۵۰۲ پر جس مساۃ البشری کا ذکر ہے وہ دیو سماج کی ممبر تھی جب میں سوسائیٹی میں تھا وہ دلورتن کی سالی تھی جہاں تک میں جانتا ہوں مساۃ البشری کی بابت جو واقعات دئے ہیں صحیح ہیں میرا

[illegible]

تھی دہ ڈی ۴۲ میں چھاپدی اصل میرے پاس نہیں ... ۱۔ ڈاکٹر چرنجیو نے مسماۃ
الیشری کو کچھ دنوں اپنے پر لئے انکے ساتھ رکھا تھا وہ لاہور میں کبھی میرے ساتھ
نہیں رہی ہیں اس کو ڈاکٹر چرنجیو کی درخواست پر ان کے انسیے لے گیا تھا ڈاکٹر چرنجیو
مکان پر اسی زمانہ میں رہتا تھا جب الیشری وہاں تھی ... میں نے اگزبٹ پی ۲
ادہرسیاں کی خودکشی ساری نہیں پڑہی۔ یاد نہیں کہ میں نے وہ چیلنج پڑہا تھا یا نہیں
جو لچھمند اس نے مجھکو صفحہ ۱۴۱ و ۲۴۲ پر دیا تھا جواب میں میں نے لکھا تھا کہ میں
عدالت میں جانیکو ضروری نہیں سمجھتا نہ جانیکو تیار ہوں۔

اگزبٹ پی ۲ کے چھپنے سے پہلے مجھے معلوم تھا کہ لچھمند اس کے پاس وہ چٹھی ہے جو
صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۴ پر چھپی ہے لچھمند اس نے سنہ ۱۹۰۳ء میں مجھسے ذکر کیا تھا میں نے
اُسے کہا کہ چٹھی دکھاؤ تاکہ اُس کا جواب دوں لیکن اس نے انکار کیا۔ اگزبٹ پی ۲ کے
چھپنے سے پہلے میں نے اس چٹھی کو نہیں دیکھا تھا لچھمند اس نے مجھے مضمون بتایا تھا۔
مجھے یاد نہیں کہ اگزبٹ پی ۲ کے چھپنے سے پہلے یا پیچھے میں نے کبھی اپنی کسی تحریر میں بیان
کیا ہو کہ مجھے سنہ ۱۹۰۳ء میں معلوم ہوا تھا کہ لچھمند اس کے قبضہ میں ایسی چٹھی ہے جس
میں مجھپر بدچلنی کا الزام لگایا گیا ہے مجھے یاد نہیں کہ جب میں دیوسماج کا ممبر تھا۔ تو
میں ڈائری رکھتا تھا یا نہیں (ڈائری پیش ہوئی) اگزبٹ ڈی ۱۰۳۔ میری ایک
ڈائری معلوم ہوتی ہے (صفحہ ۸ کی یہ عبارت پڑہی گئی)

"اور اگر کیو نکر ہو جبکہ میں اپنی من مکھی چال پر چلنے والا ہوں میری خطرت ہی
ایسی نیچ اور الٹی ہے کہ نیچا کو تو عذر اگر اپنے ساتھ
کر لیتی ہے اور نیچا کی اور جانیوالی ہے پرنتو جہاں سے اُونچ گتی ہو لیکر رہس لوبھتا
مجھے اس طرف نہیں جاتی اور ہمیشہ باغی رہتی ہے میری ذہر گتی اور بیراوش
کہ میں نے اپنے آپکو ایسا بنایا ہوا ہے کہ کوئی میرے رب اور منگل کے لئے اگر مجھے کچھ
بتانا بھی چاہتا ہے تو میری الٹی خطرت کو دیکھکر جرأت نہیں رکھتا۔ اس عبارت
کو پڑہ کر اور ورق الٹ پلٹ کر عدالت میں جواب مانگا جانے پر

ہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آیا یہ عبارت جس پر نشان لگا ہوا ہے (ایم-بی) میرے متعلق ہے معلوم ہوتا ہے یہ میں نے لکھی تھی۔ میرا ہی بیان سی ڈی صفحہ ۱۱۔ ای ۲ الف صفحہ ۱۲ جی ایچ صفحہ ۱۳۔ آئی جے صفحہ ۲۶ کے ایل صفحہ ۲۷ ایم این صفحہ ۲۹ او-پی صفحہ ۵۰ کیو آر صفحہ ۳۴۔ ایس ٹی صفحہ ۹۵ یو وی صفحہ ۷۳-۷۶ ڈبلیو ایکس صفحہ ۷۹ … ۸۰ وائی زیڈ صفحہ ۹۰ و ۹۱۔ اب صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ اج و صفحہ ۱۱۶-۱۱۷ سے ۱۲۷ کے متعلق ہے

(ادھر میاں کی ڈائری سے یہ عبارتیں ناظرین کی آگاہی کے لئے ترتیب وار نقل کی جاتی ہیں)

بھلا ایسی حالت میں میرا اور دھرم کا کیا سمبندھ۔ روشنی اور تاریکی کا کیا تعلق

دھرم ہی ادھکاریوں کے لئے ہے نہ کہ میرے جیسے ایک نیچ اور پاپی کے لئے جو کتے کی مانند اپنے جسم کی ہی حرکت سے متحرک ہو کر چلتا پھرتا ہے دوڑتا ہے کبھی مردار کی طرف بھاگتا ہے کبھی گندگی کی طرف دوڑتا ہے کبھی کسی بات کے پیچھے کبھی کسی کے پیچھے صفحہ ۱۱

من کی چال سے مجھے کوئی بھی دکھ نہیں ہوتا کیونکہ فطرت ایسی نیچ اور گندی ہے کہ دکھ ہو نہیں سکتا صفحہ ۱۲

میں اس خیال کو اپنے چھتر دھارن کر کے چلا کہ اور کچھ نہیں تو میری ہوگی چونکہ مجھکو بازاروں اور تنگ گلیوں میں گذرنا تھا کہ جہاں سے اکثر استریوں کا گذر بھی ہوتا تھا۔ میری نظر ان بیچاری معصوموں اور کسی کی بہو اور کسی کی بیٹیوں پر پڑی میرے کمبخت دل میں کوئی ایسا خیال نہیں گذرا کہ دیکھو یہ میری بہنوں کی سمان ہیں۔ یہ میرے کام یا شہوت کا ثبوت ہے۔ صفحہ ۱۳

وہ میری اس تمام گندگی کو کہ جسکو میں چھپا چھپا کر رکھنا چاہتا ہوں روز دیکھتے ہیں صفحہ ۲۶

بیٹھے بیٹھے میں کہ جا رہا تھا کہ سہسا ہی میری نظر ایک استری پر پڑی جو میرے مقابل سے

گذر رہی تہی پاپ جو ہونا تہا وہ ہو گیا یہ لو حرف میرے ہردے کی ادتہا کی حرا ابی ہے
کہ جس کے بھیتر ایک باسنا بھر رہی ہے اور وہ آنکھون کے دوارا اپنی ترپتی کرنا
چاہتی ہے - پہر یہ خیال گذرا کہ میں اس وقت بالکل اندہا ہو جایا کرتا ہون ہر
کے دیکھ کو دیکھکر آنکھیں بھی اس کی شریک بن گئیں اور ہردے کے بھیتر کی آگ
کو بجہانے کے لیے آنکھون سے آنسوؤن کے قطرے گرنے لگے - مگر وہ آگ جو میرے
اپنے ہاتہون کا پھل میرے نیچ کرمون کا نتیجہ ہے اُچ اور لو تر سنکاری اور
اپکاری آتماؤن کے اپدیش کو جلانے کا پھل تہا وہ آنسوؤن سے نہیں بجہا سکتے تہے صفحہ
۴۰ - ۴۱

کتنا میں اپنے بھیتر کے گند کو چہپا چہپا کر رکہنا چاہتا تہا مجہے ایک گند کے لیے کتنے
تین اور اُپائے کرنے پڑتے تہے کہ یہ چہپا رہے کسی پر پرگٹ نہ ہو جاوے نہیں تو
میری ساری عزت جاتی رہیگی اور میں اورون کی نظرون میں ذلیل ہو جاؤنگا مجہے گندہ خیال کرینگے - اور مجہے بری نگاہ سے دیکہینگے صفحہ ۴۸

اصل میں میری اپنی فطرت تو اتنی گندی اور نارکی ہے کہ گھور اندھکار ہے پر
صفحہ ۴۴

میں کس طرح گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہون میں کیا اپنے اوپر کسی قسم کا
کر سکتا ہون کہ نہ کر سکتا ہون کیونکہ میری حالت تو ایسی ہے کہ میرے بھیتر بڑا
اندھکار چہپا ہوا ہے صفحہ ۵۹ -

نہیں معلوم کہ کیا انشٹ اسوقت مجہپر عمل کر رہی تہی کہ ایک تو نیند نہ آتی تہی دو
طبیعت خراب ہو رہی تہی بڑے بڑے گندے اور نیچ خیالات گذر رہے تہے
میں کہان کہان بہاگا پہرا - کیا پچہتاوا اس ہو کر نیچ بہاؤون کا تیلا بنا رہا کام
کے خیالات کروده کے خیالات گہٹائیں باندہ باندہ کر آرہے اور رو رہی تہی
اٹہہ اٹہہ کر گلا گہونٹ رہے تہے کیسی بری نیچ اور منند اوستہا کہ ایک ایک
ایسے گندے اور پاپی خیالات اٹہہ کر سر اٹہا ناس کرتے ہیں آپ خود دیکہا

کام کا تپلا اور کرودھ کا داس ہوں کہ جس کا کوئی ٹھکانا نہیں اپنے سامالوں میں
روک اور ایک پرکار کے اُرچ ساد ہنا ہیں بیٹھکر اور ایک ایک شمے ان سے موثر
ہوکر اور اپنی اصلی تصویر کو دیکھکر بھی میرے بھیتر سے ایسے خیالات دور
نہیں ہوتے کیسی پاپی اوستھا۔ تارکی گتی جیسے کام کا خیال اٹھ کر دکھی کرتا ہے۔
اور اپنا اثر فی الفور کرتا ہے ایسا کوئی خیال اثر نہیں کرتا جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ کام کی باسنا کسقدر پربل طور سے میرے بھیتر موجود ہے اور میں خود اس
سے کیسا بے خبر ہوں۔ میں ظاہرا ایک ایسا تپلا نظر آتا ہوں کہ بہت ہی مسکین
لیکن بھیتر آتما کی تصویر ایک ایسی نیچ سبھاؤ سے ایسی گندی اور نار کی ہوائی
ہوا ہی ہے کہ ... کچھ ٹھکانا نہیں تو کیا میں کام باسنا کا خیال اپنے بھیتر سے
دور کرنے کیلئے ہوں صفحہ ۲۱ و ۴۷ وغیرہ وغیرہ

دیوسماج کی نسبت ... کا نسٹی رام برہمن لاہور

... دھرم پال کے متعلق کچھ کاغذات چوری ہو گئے تھے کا نفیڈنشل نہیں
تھے ... دیوسماج آفس کے کارکنوں پر کاغذات کی چوری کا شبہ
کیا گیا تھا چوری شدہ کاغذات اسی دفتر میں تھے ... اگرچہ
ابھی پکس پر نہیں تھے۔ اگزبٹ ڈی ۳۳ میں نے شائع کی تھی یہ مقدمہ شری مان
امر سنگھ بنام ... دھرم پال زیر دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند کے مختصر حالات ہے
جہاں تک ... ہوا ہے اس مقدمہ کا ٹھیک حال درج ہے جو دھرم پال
کے خلاف کیا گیا تھا جو کچھ لائن ۶ صفحہ ۲ اگزبٹ ۳۳ سے لکھا ہے ٹھیک ہے
یہ عبارت حسب ذیل ہے
"مصنف کتاب کے ان بیانات کو پڑھکر جب دیوسماج ہیڈ آفس کے کانفیڈنشل
کاغذات اور فائلوں کی پڑتال کی گئی تو معلوم ہوا کہ نہ صرف مذکورہ بالا کاغذ
ات بلکہ کئی اور ضروری اور کانفیڈنشل فائل اور کاغذات بھی کہ جن کا دھرم پال کی
اپنی ذات اور کارروائیوں سے تعلق ہے اُن کی ایک مفصل الماری کے اندر بند

ایک بکس میں سے چوری کئے گئے تھے جس میں موجود تھا جب دہرمپال کے مکان کی تلاشی ہوئی دہرمپال کے چال چلن کے متعلق کاغذات پائے گئے جب وہ آریہ سماج میں آیا جیسا کہ صفحہ ۳۴ اگزبٹ ۳۴۳ پر لکھا ہے۔

پی اصفحہ ۸۲ پربات چیت یا اپرادھ کے الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں جو ہیڈ ماسٹر نے اس کے لاہور آنے پر کیے تھے اصل لفظ کیا تھے یہ نہیں یاد لیو سماج کونسل کی طرف سے ۲۹ اکتوبر کو منشی عبد الغفور کے متعلق جو آگیا تار کیے ذریعہ سے بھیجی گئی تھی اس کے مطلع ہونے کے بعد ۴ ار اکتوبر کو مذکورہ بالا اجہا شو جی لاہور میں آکر منتری پر وہاں جی اور کونسل کے ممبران سے ان کی اس وقت کی بات چیت اور اس سے پہلے ان کے اس قسم کے بہت سے اپرادھوں کو سامنے لاکر یہ مناسب معلوم ہوا کہ ان کو سکول کی نوکری سے الگ کر دیا جائے۔

اگزبٹ پی اصفحہ ۸۳ کے ریزولیوشن نمبر ۳ میں تاواجب کارروائی کا بیان ہے اس کے متعلقہ کاغذات میں لایا ہوں ریزولیوشن نمبر ۳ حسب ذیل ہے اس کونسل کے ۸ ار اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ کے اجلاس میں جو فیصلہ منشی عبد الغفور کے بارے میں ہوا تھا اسے پاکر انہوں نے رخصت کی درخواست بھیجی مگر اس کونسل کے سنبدھ میں ان کی کئی ایک اور ناواجب کارروائیوں کی کوشش کے بارے میں

یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ منشی عبد الغفور جی کی چھٹی نامنظور کی جاوے اور ان کو اسکول سے بالکل نکال دیا جاوے۔ ڈی ۳۵

جس کا میں ایڈیٹر ہوں [illegible] ۳۰ میں میں نے اس امر کی تشریح نہیں کی کہ کس جرم میں دہرمپال نکالا گیا تھا۔ ضمیمہ کے الفاظ یہ ہیں کہ آپکو بھی ایک ایسے ہی جرم میں سکول سے الگ کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد باوجود آپکی درخواست کے آپکو دوبارہ اسکول میں ملازمت کے لئے منظور لیا گیا۔

یہ مقدمہ ہمارے لئے گورکھ دھندا تھا۔ ہر کارروائی دیدہ میں ہو رہی تھی دہرمپال نے عدالت کو غرض نہ تھی اور مستغیث نے ہمیں سرکار سے [illegible]

عدالت میں دہرم پال کے چال چلن کی تحقیقات ایسی صورتمیں ہوسکتی تہی کہ وہ ہمارے چیلنج کو منظور کرکے عدالت میں جانیکا حوصلہ کرتا موجودہ حالت میں تو عدالتِ مستغیث و دلون دہرمپال کے چلن کو کئی پہلوؤں سے غیر متعلقہ سدہ کرتے آئے باوجود اس کے عدالت کی مثل پر مذکورہ بالا امور کا آنا معمولی بات ہے۔

دہرمپال جو امر سنگہ جی دلیسا جی کی چٹھی محض کسی استری کے جسم سے چھونے کی حرکت کو لے کر بیسیون طرح سے نمک مرچ لگاکر بار بار چھپوا رہا ہے وہ خود اپنے کو کام کا پتلا بتاتا ہے اور کام کے خیالات سے وہ ہر وقت زیادہ سے زیادہ اور نہایت جلد متاثر ہوتا ہے اس کے علاوہ اور خطرناک بیانات اُس کے متعلق بیسیون مل رہے ہیں اب پبلک خود جج کرلے کہ وہ کسقدر نفرت کا مستحق ہے۔

۵. رفاو اُپدیشی کا دردناک قصہ

عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

دہرمپال کی خودکشی ہم نے اس لئے نہ لکہی تہی۔ کہ دہرمپال سے ہماری عداوت تہی نہ اس لئے کہ ڈاکٹر چرنجیو وغیرہ سے ہماری خاص رفاقت ہے نہ اس لئے کہ ہم کو ایسے جہگڑوں سے دلچسپی ہے بلکہ اس لئے کہ سچائی کو ظاہر کرکے تمام پبلک کو ہونیوالے نقصان سے بچائیں ہم اپنے دل میں مطمئن ہیں کہ ہم کو اپنے مدعا میں کامیابی ہوئی ہے اور کئی امور کا خیال کرکے ہمیں پر سنتا ہوتی ہے۔ مگر جس دن سے ہم نے کنفر توڑ کو پڑہا ہے ایک خاص رنج ہمارے دل کو ستا رہا ہے۔ ایک دلیوی کی دکھ بھری داستان ہمارے علم میں ہے۔ ہندو برادری کی جہالت کرخت ظلم کا نقشہ سامنے آکر دل کو چوٹ لگاتا ہے۔ ہندوؤں کو وہواؤں کی حالت کا احساس ہوتا تو ... دہرمپال ان لفظوں کے تیروں سے آریوں کے دلوں کو بندہ نہ سکتا کہ آخر اس کو اون چیزوں کا

بہتر کوئی چیز اسلام میں نظر آئی ہوگی کہ جس کی خاطر وہ لذیذ دنیا کی اتنی قربانی کر رہا
ہے وہ چیز کیا ہے۔ کیا دولت ہے دولت کو تو وہ خود چھوڑ رہا ہے۔ کیا عورت
ہے ہرگز نہیں اس لئے کہ بیوی تو اس کے پاس پہلے موجود ہے۔ جو وفادار و خوب سیرت
ہونے کے علاوہ فرمان بردار اور تعلیمیافتہ ہے کوئی گھسیارن پنہارن ارذلی
کلاس کہترانی ٹیشیمن نہیں ہے۔ بلکہ ہندو قوم کی سب سے بڑی اونچی اور سب سے
اعلیٰ ذات ہے یعنی برہمن کل میں پیدا شدہ ہے برہمنوں میں سے بھی کسی معمولی فرقہ میں سے
نہیں بلکہ نہایت چوٹی کے فرقہ یعنی سارسوت برہمنوں میں سے بھی کسی گئے گذرے خاندان
کی نہیں بلکہ ایسے خاندان سے تعلق رکھنے والی کہ جسکے رشتہ داروں میں ایسے ایسے
لائق اور فائق اور تجربہ کار اور تعلیمیافتہ برہمن موجود ہیں کہ جو ہمارے دیکھتے ہوئے
بڑی بڑی ہندو سبھاؤں اور سماجوں کی نظامت کی کرسی پر بیٹھے
افسوس ہے کہ باوجودیکہ دہرم پال کا عین وقت پر پول کھل گیا پھر بھی ایک ہندو دیوی
ایک ایسے شخص کے پھندے میں پھنسی جو نوع انسان کے لئے عموماً اور ہندو جاتی کے لئے
مار آستین ہے اس دیوی کی دکھ بھری داستان سناتے ہوئے بھی دکھ محسوس ہوتا
ہے اور چھپاتے ہوئے بھی اگر غازی محمود کمینہ پن سے فقرات مذکورہ بالا لکھ کر آریوں
اور ہندوؤں کا دل نہ دکھاتا تو اس علیحدہ مضمون کی ضرورت نہ پڑتی۔ لیکن موجود
حالت میں کلیجہ پر پتھر رکھ کر بیان کرنا پڑتا ہے کہ یہ وفادار اور خوب سیرت بیوی
الیشری دیوی ہے جس کا ذکر کئی جگہ آچکا ہے۔ دہرمپال کا گاؤں موضع بھونڈ
ڈراکھانہ صاحبہ ضلع ہوشیارپور) ہے بی بی الیشری کا وطن اس گاؤں کے پاس ہے
بی بی الیشری پنڈت دیو رتن جی کی سالی ہے جو کبھی دیو سماج کے سکرٹری تھے اور
بعد میں ہندو سبھا کے سکرٹری ہوئے (دہرمپال کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے
کہ ابتدا میں وہ گھر جانے پر دیو رتن جی والوں کی دہرم پتنی کی طرف سے نامہ و پیام
لے جاتا تھا۔ اس ذریعہ سے ملتے ہوئے عبدالغفور دیو سماجیوں کو لمبی چوڑی چٹھیاں
لکھتا رہا کہ میری دیوی جی سے گفتگو ہو رہی ہے وہ دیو سماج میں آجاوینگی

بی بی الیشری کا بیان ہے کہ میں نے اپنا زیور اور روپیہ ایک پوٹلی میں باندھا اور موقعہ پا کر دھرم پال کیساتھ چلی آئی راستہ میں اس نے مجھ سے روپیہ لے لیا کہ ابھی مجھے ضرورت ہے بی اے پاس کر کے ساری عمر تمہیں کما کر دیتا رہوں گا۔ بی بی الیشری مدعوا نہ ہوتی اور سوسائٹی میں ودھواؤں کی اوستھا گری نہ۔۔۔ ہوتی تو اس دیوی کو گھر سے آنے کی کبھی نہ سوجھتی۔ موگا میں دھرم پال بورڈنگ کا سپرنٹنڈنٹ تھا۔ اور الیشری دیوی کھانا بناتی رہی ہوا اور جگہ بھی رہتی رہی۔ بارہا بی بی الیشری دھرم پال کے خلاف بھی کہتی۔ ان دنوں کو وقت پولیس میں رپورٹ دینے بھی چل پڑتی ایک دفعہ اس نے دھرم پال کے اور اپنے متعلق لکھ بھی دیا جیسا کہ مقدمہ سرکار بنام لچھمن اس میں ایک دو گواہوں نے بھی بیان کیا تھا جب دھرم پال گوجرانوالہ آگیا تو الیشری دیوی بھی پتہ لیتی رہی۔ گوروکل کانگڑی میں جب رہتا تھا تو وہاں بھی وہ عجیب وغریب چٹھیاں لکھتی رہی دھرم پال کو ہمیشہ ڈر رہا کہ میرا پول اسی کے ذریعہ کھلیگا اس لئے اس نے پیشبندی کر کے اس خرابی سے بچنے کا اپاؤ سوچا اور ایک خاص صاحب کے پاس رو کر اور بڑا دکھ ظاہر کر کے سوال کیا کہ میں اس مصیبت سے کس طرح بچوں میں اس عورت کو بہن بنا کر لایا تھا یہی وہ مجھے پہلے کہتی دکھتی رہی مگر اب نہ جانے اس کے دماغ کو کیا ہو گیا۔ وہ پاگل ہے اور اوٹ پٹانگ چٹھیاں لکھتی ہے اگر کوئی اور سنیگا تو میری عزت خاک میں مل جاویگی بہتر ہو کہ میں امریکہ وغیرہ چلا جاؤں اس کے بعد لاہور آکر ڈاکٹر چرنجی وغیرہ کو کہتا رہا کہ میری بہن ہے وہ آریہ سماج کے خیالات کی ہے اور دلیوسماجی اس کو تنگ کرتے ہیں اس کی تعریفیں کر کے اس نے منوا لیا کہ ایسی دیوی کی رکھشا کرنی چاہیئے۔ مگر جب وہ لاہور آئی تو قابل اعتراض طریقوں کے علاوہ اس واقعہ سے جس کا پہلی کسی فصل میں ذکر ہو چکا ہے معاملہ اور ثابت ہوا۔ ڈاکٹر جی کے مکان سے نکالا جانے پر بی بی الیشری تو موگا میں گئی اور دھرم پال لاہور رہا تاہم الیشری دیوی لاہور آتی جاتی رہی ایکبار سروج کماری کو وہاں رہتے دیکھکر اسے شک پڑا تو دھرم پال نے کہدیا کہ تو کیا ہے تم ہو وہ کوئی اور نہیں ہو سکتا

مگر مسروج کماری سے اس نے بات کی تو اس نے جواب اور کچھ دیا اس پر الیشری دیوی کو اس کی وجہ کہ جانری اور بیوفائی پر رنج ہوا۔ ان ہی دنوں میں اس کو معلوم ہوا کہ دھرم پال ایک اور دیوی کیساتھ دواہ کا نتیجہ کر چکا ہے اور کتابوں میں چھپا ان چھپی ہیں تب تو اس نے لاہور پہنچکر معاملہ کو ایک طرف کرنے پر زور دیا۔ دھرمپال نے کہا تو پاگل ہے اشتہار دن والی بات تو دل لگی ہے۔ تو بھی الیشری نے زور دیا کہ تاریخ مقررہ کا نوٹس میرے متعلق نکالو ورنہ میں سارا بھانڈا پھوڑ دوں گی۔ دسہرے میں دواہ سنسکار کی تحریر کا نتیجہ ہوگیا مگر الیشری دیوی کو شبہ تھا وہ چند یوم پہلے آگئی دھرم پال کی جان عذاب میں تھی ہم نے دھرمپال کی خودکشی میں جو کچھ چھپایا تھا ہے اس کا جواب مکاشفات میں دیتے ہوئے اس نے الیشری کی چھپیاں بھی چھاپیں اور کہانی بھی ایسی گھڑی کہ وہ سمجھتا تھا لوگوں کو یقین ہوگا ہمارا تعلق سچ مچ بھائی بہن کا تھا۔ الیشری دیوی اب اس مکر کو برا تباتی تھی۔ دھرمپال کو ڈر تھا کہ کوئی آریہ سماجی آجائے اور جیسا کہ چرچا چھڑ رہا ہے بی بی الیشری سے بات کی تو میرا سارا کھنڈ[illegible] ہو جاویگا۔ میں کسی کو منہ نہ دکھا سکونگا اس لئے اس نے پہلے نرمی سے اسے سمجھایا بعد میں اسے دبایا یہاں تک کہ ہاتھا پائی کرتے ہوئے اسے زینہ سے گرایا کہ وہ چلی جاوے لیکن الیشری دیوی الیشان پرشاد جی کے ہاں گئی وہاں انسے ڈاکٹر جی کو چٹھی روانہ کی۔ آریہ سماج سے اپیل کی کچھ آریوں نے اس کا بیان لیا اور دیوی کو سمجھایا کہ اب وہ محنت مزدوری کے ذریعہ سے پیٹ بھرے اور قناعت کرے۔ الیشری دیوی نے اس تجویز کو منظور کیا اور آریہ بھائیوں کا اچھے ایدیش کے لئے شکریہ ادا کیا۔ مگر افسوس وہ اس پر عمل نہ کرسکی اس کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دکھ محسوس کرتی ہے کہ میں کہیں کی نہ رہی سسرال سے تعلق نہ رہا۔ میکہ سے واسطہ نہ رہا گاؤں میں مشہور ہوگیا کہ نالائق مسلمان کیساتھ بھاگ گئی۔ وہاں منہ نہیں دکھا سکتی عام طور پر یہ مشہور ہوگیا کہ دھرمپال سے تعلق ہے بدعہد اور ذلیل بھی اسے دے چکی ان حالات میں وہ مجبور تھی کہ دھرمپال کے

پاس رہے یہ پالی اسے دھوکا دیتا آیا اول سروج کماری سے وداہ کی تجویز منظور کرنے کے لئے آریوں کو تیار کرتا رہا نا کامیابی ہوئی تو ایک اور دیوی سے تجویز کی وداہ کے متعلق کتابیں اور ٹریکٹ میں چھپیاں شایع ہوئیں اسے لیقین تھا کہ الیشری دیوی جیسی زبردست اور مستقل مزاج عورت تو مجھ سے دغا کہاں کیگی نہیں اس لئے وہ چاہتا تھا کہ جلدی اور دیوی سے وداہ ہو جاوے اور روپیہ ملجاوے تو آریہ سماج اور پنجاب سے دور نکل جاؤں لیکن اس کے علاوہ الیشری دیوی کو اس بات پر راضی ...... کرنے کا بہی متن کیا کہ وہ دوسری دیوی کی ماتا کے طور پر گھر میں رہے۔ لیکن ان منصوبوں میں وہ آریہ سماج یا ہندو پبلک کو دہوکا دینے و ٹھگنے کے بجائے خود ہی ذلیل و خوار اور رسوا ہوا اور اس کے سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ وہ آریہ سماج سے نکالا گیا اور بری طرح نکالا گیا وداہ بھی رہ گیا۔ الیشری دیوی کو بہن مشہور کرتا رہا اس لئے اس سے ہندو یا آریہ رہتے ہوئے وداہ کر نہیں سکتا تھا بس مایوس ہو کر پبلک سے منہ چھپا گیا اور اک گمنامی میں وداہ کی عجیب ہی ودہی نکال اسی الیشری دیوی سے دو چار مسلمانوں و عیسائیوں کے سامنے خود ہی نکاح پڑھ لیا۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا دھرمپال کا بیان صحیح ہے کہ عورت کے سبب وہ مسلمان نہیں ہوا یا شرما جی کا بیان حالات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگر دھرم پال آریہ سماج سے پرے نہ ہوتا یا مسلمان نہ ہوتا تو الیشری سے خاوند بیوی کے تعلق کا اعلان کرنا ہی اس کے لئے ناممکن و بر خطر تھا ہندو جاتی پر دھرمپال کے جڑانیوالے لفظ کلنک لگاتے ہیں مگر یہی ایک لحاظ سے دھرم پال کے کمینہ پن سے اسی بارے میں ڈینگ مارنے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ہم اس سے کہتے ہیں کہ اس میں بہی اس کے لئے فخر کی کوئی بات نہیں۔ دھرمپال نے اس کو ٹھگا۔ دھوکہ دیا اس سے بچن کرنے کے بعد وعدہ خلافی کا مجرم بنتا رہا۔ مگر ایک ہندو دیوی وفادار اور مستقل مزاج رہی۔ دھرمپال اپنی تصنیف دلیو سماج میں میری زندگی کے ورق کا سرورق میں بیوفائی کے

عمل سے بچنے کا اشارہ دیتا ہے وہ ایک خاص مصیبت کے وقت کا ذکر کر کے بتاتا ہے میرا دل ڈانوا ڈول ہونے لگا تو میں سوچ بچار کر کے اسی نتیجہ پر پہونچا کہ میں نے ٹھیک قدم اٹھایا ہے غلطی نہیں کی۔ میں نے اپنے آپ کو کہا کہ آریہ سماج میں اگر انسانوں کا بچہ بچہ تیرا ساتھ چھوڑ دے تو بھی کھڑا رہ کیونکہ تیرے میدان میں جان دے دینے سے اگر اور کچھ نہیں تو اتنا نتیجہ ضرور نکلیگا۔ مسلمانوں کے ماتھے پر جو بیوفائی کا دھبہ لگایا جاتا ہے تو اپنی وفاداری کی مثال سے کم از کم اس دھبہ کو تو ...... دھو ڈالنے میں ضرور مدد گار ہونگا باوجود اس کے یہ کلنک کا ٹیکہ نہ اس کے ماتھے سے اترا نہ مسلمانوں سے وہ نہ دلیو سماج کا ثابت ہوا نہ آریہ سماج کا نہ اسلام کا ہوگا مگر ایک ہندو استری پتھر کی طرح مضبوط اور بچن پر قائم ہو وفادار رہی

طوالت کے خوف سے دکھ بھرے دل کے ساتھ مختصراً یہ ماجرا کہہ کر ہم ناظرین کے سامنے بی بی الیشری کا بیان رکھتے ہیں یہ چٹھیات بی بی الیشری نے دوسرے لوگوں کے نام لکھی ہیں۔

ڈاکٹر چرنجیو کی طرف بی بی الیشری کا خط

دا اشر کیا ان صاحب جی۔ الیشری آپکو ملنا چاہتی ہے میرا پتا دھرم پال نے میرے ساتھ بہت بے جا سلوک کیا۔ اب میں بھوکی مرتی ہوں میرا روپیہ جو رکھ لیا ہے وہ مجھے نہیں دیتا۔ گھر سے اور دلیو سماج سے نکال کر میرے ساتھ بہت برائی کی جو ہندو جاتی ہے وہ ہندو عورت کا بھلا کرے جو دودھ پوت والا ہے وہ پاپ اور دھرم کو الگ الگ کر جو بت دھرم والا ہے سو پاپی کا ناس کرے۔ تما آپکو پتہ ہے کہ آپکی حویلی میں میری عزت برباد کر کے نکل گیا۔ میں اب کسی لائق نہیں جو ہی جو کہتے ہیں یہی کہنا ہے کہ مہاتے دسلمان کے ساتھ کچی چلی گئی ہے دیکھو میں اپنا حال ایسی طرح بتا دیونگی جو کچھ اس نے میرے ساتھ برتاو کیا ہے بار بار نمستے۔ الیشری۔

(نوٹ) یہ وہ چٹھی ہے کہ جب دھرم پال نے اسے گھر سے نکالا تو اس نے الشان دلیو جی کے ہاں جا کر ڈاکٹر جی کو بھجوائی۔

آریہ سماج لاہور کی طرف بی بی الیشری کا خط

(۲) چٹھی کی نقل اُردو میں مہاشے تیج میان جی اُپ منتری آریہ سماج لاہور کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہم کو ملی تھی اس پر ہم نے اصل ہی منگوالی تھی۔

آریہ سماج منتری جی۔ دہرمپال جی آریہ سماج میں ہے پہلے میرا بھائی تھا پھر میرے ساتھ ظلم کر کے شادی کا وعدہ کرتا رہا ہے میں اس سے وفادار ہوں میرے سے بے شک ہے جو کچھ میرے پاس تھا وہ بھی اس نے لے لیا ہے اب صاف جواب ہی نہیں دیتا۔ میرا کچھ انتظام کرو۔ سب کے آنو سار ہوں کبھی کہتا ہے بہن بن کر رہو۔ کبھی کچھ کبھی کچھ مجھے الٹ پلیٹ دکھہ دے میری زبان نکال دی اب میرا کوئی نہیں ہے مجھے دکھہ اتینت دیا اب شادی کرانا چاہتا ہے تو شادی کرائے نہیں روپیہ دے دے۔ اس کا دہو کہ کوئی نہ کہاوے ڈاکٹر چرنجیو کے گھر خرابی کر دی ہے میں منہ زبانی ساری باتیں بتا سکتی ہوں اگر کوئی سننا چاہے کیونکہ کوئی بے سگی بات ہے کوئی اچھی ہیں یہ سمجھتی ہوں کہ بیچ بیچ میں دہرمپال ورگے (مانند) ہیں بیچ بیچ میں لائق ہی ہیں۔

(۳) بی بی الیشری کا بیان سننے کے بعد لالہ کیدار ناتھ جی لکھتے ہیں۔

مہاشے جی نمستے میں اور بھگت رکمل جی۔ لالہ گوردتہ مل جی وکیل لائل پور اور لالہ سیتا رام جی شریمتی بی بی الیشری جی سے جو موگہ میں رہتی ہے ۲۲ اگست سنہ ۱۹۰۶ کو لاہور میں ملے تھے اس بات کی خبر ملی کہ وہ یہاں دہرمپال سے ملنے کے لیے آئی تھی اس سے انہوں نے کچھ عرصہ ایک مہینہ کا ہوا وعدہ کیا تھا کہ وہ (دہرمپال) دسہرہ کے دنوں میں شادی کر لینگے۔

دہرمپال اس سے (بی بی الیشری سے) ملتے تھے
مجھے اس وشے کی بابت پہلے سے بہت کچھ معلوم تھا کیونکہ میں لالہ منشی رام جی کی بھی سن چکا تھا کہ بی بی الیشری کی چٹھیاں مہاشے دہرمپال کے نام کی بہت آیا کرتی ہیں۔ مگر اب چونکہ دہرمپال کی شادی کا معاملہ ایک دوسری استری کے تمام ہو چکا تھا اس لئے مجھے اس کا یہ نیا وعدہ عجیب معلوم ہوا۔ اور میں نے چاہا کہ اس استری اور تہات بی بی الیشری سے معلوم کروں کہ یہ کیا بات ہے۔ بی بی الیشری

بھی چاہتی تھی کہ اپنے د شتے میں وہ سب حالات چند آریہ پرشون کو بیان کرے تاکہ وہ اون سے صلاح لے کہ اُب جبکہ دھرمپال نے اسے جواب دیا ہے کیا کرے ہم لوگون نے ان کے مکان پر جاکر جہان وہ لاہور میں ایک دو دن سے ٹھہری ہوئی تھی ان سے سب حال معلوم کرنے کی کوشش کی جو کچھ ان کے بیانات سے پتہ لگا وہ یہ ہے کہ دھرمپال بی بی الیشری کے گاؤن سے نزدیک کا ہی رہنے والا ہے وہ راجپوتون کے پروہتون کی لڑکی ہے گاؤن (نام مجھے بھول گیا) ہوشیارپور کے ضلع میں ہے جب دھرم پال بی بی الیشری کو اپنے ساتھ لایا تھا تو اس گاؤن میں یہ مشہور ہوا تھا کہ فلان فلان پروہتون کی لڑکی ایک مسلمان جولاہے کے لڑکے کے ساتھہ نکل گئی ہے الیشری جی کا بیان ہے کہ اگرچہ ایسی بات مشہور ہوئی مگر اس کا دھرمپال کیساتھ بہن بھائی کا بہت عرصہ تک سنبندھ رہا مگر چونکہ ہم اکثر اکیلے ہی رہا کرتے تھے اسلئے جب ہم دونون سوگ گئے تو کچھ عرصہ کے بعد ہماری بابت سماج کے لوگون نے جن کے پاس ہم رہا کرتے تھے یہ مشہور کیا کہ ہم دونون کا استری پُرش کا تعلق ہے اس وقت تک تو یہ بات الیشری بتلاتی ہے کہ (ہمارا تعلق ابھی استری پرش کا نہیں ہوا تھا مگر جب ڈاکٹر چرنجیو کے مکان پر آئی ۔ یعنی جب دھرم پال مجھے ڈاکٹر جی کے مکان پر لایا تو ایک رات میرے ساتھہ اس نے میرے منع کرتے کرتے .... مگر مجھے سخت تاکید کر دی کہ ہم کو آپس میں اُسی طرح بہن بھائی بنکے رہنا چاہیئے جیسا کہ اس سے پہلے میں دھرم پال کو پیار کرتی تھی اور اُسی سے ڈرتی بھی تھی اسلئے میں ایسا ہی کرتی تھی مگر میں نے اپنی چٹھیون میں اس بات پر زور دینا شروع کیا کہ میرے ساتھہ وفاداری کرنی چاہیئے . اور مجھہ سے اپنی دھرم پتنی کی طرح ورتنا چاہیئے . آہستہ آہستہ میں نے اُسے اس بات پر زور دیا کہ وہ میرے ساتھہ بواہ کرے اس لئے میں کبھی کبھی اس کے پاس لاہور آیا کرتی تھی ایکدن جب میں آئی تو ایک استری بیٹھی ہوئی تھی جو المورڑے کی بتا کی جاتی تھی اُس سے پوچھنے پر اُس نے کہا کہ میرا دھرم پال کے ساتھ استری

پرش کا سنبندھ ہے اس وقت سے مجھے بہت کلیش ہوا اور میں دھرم پال سے
بہت غصہ ہوئی مگر اس نے مجھے گھر سے نکال دیا تب میں موگہ چلی گئی پھر ایک دو
دفعہ آئی ایک مہینے کے قریب ہوئے جب آئی تو مجھ سے دھرم پال نے آخرش
یہ وعدہ کیا کہ وہ میرے ساتھ دسہرہ کے دنوں میں بیاہ کروا لے گا میں خوشی
خوشی موگہ واپس چلی گئی اب جو میں آئی اس نے مجھے گھر نہ گھسنے دیا اور گھر سے
نکال دیا اتنا بیان کرنے کے بعد الیشری جی نے ہم سب سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں
ہم چاروں نے اسے یہ ہی صلاح دی کہ اب وہ دھرم پال کے ساتھ
وواہ کرنے کا خیال چھوڑ دے اور کہ وہ اپنے ہاتھ کی آمدنی سے اپنا گذارہ
کرے اسے دایہ کا کام کرنا آتا ہے اس لئے وہ دایہ کا کام کر کے اپنا اور اپنے
بارہ تیرہ سالہ لڑکے کا گذارہ کر سکتی ہے - بی بی الیشری جی نے ہماری اس
صلاح کو مان لیا اور کہا کہ اب میں وواہ کی بابت کچھ نہ کروں گی اپنا کام
کرتی ہوئی اپنا گذارہ کروں گی جو کچھ بی بی الیشری نے بیان کیا وہ
پورے ہوش و حواس کی اوستھا میں کیا آپکا متر کدارناتھ ۲۲ اگست ۱۹۰۹ء
ان چار اصحاب کے علاوہ لالہ دیوان چند جی منتری آریہ سماج قاضی بہاڑنگ
(سیالکوٹ) اور ایک دو اور اصحاب بھی اس وقت شامل ہوئے۔ لالہ دیوان
چند جی نے اخبار میں چھپنے کے لئے مضمون لکھا اپنی بیماری کا ذکر کرنے کے بعد
آپ لکھتے ہیں۔

(۳) لالہ دیوان چند جی کا لیکچر

مجھے نہ تو مہاشے دھرم پال سے کوئی ذاتی رنجش اور نہ اون کے مخالفین
سے کوئی گاڑھا تعلق ہے میں نے جو کچھ بموجودگی (شریمان لالہ گوردتہ رام
پلیڈر لائلپور لالہ کدارناتھ سابق سہایک مکھیہ ادھشٹاتا گوروکل کانگڑی
بھگت رلیل جی لالہ سیتارام جی لاہور نواسی و لالہ موہن لال کلرک نارووال
نواسی) شریمتی الیشوری دیوی کی زبانی بڑی ہی دردناک کہانی سنی جس کو

لیکن وہ تمام بھرم دور ہو گیا جب ستیہ دھرم پرچارک کو پڑھ کر پیدا ہو گیا تھا ۲۴
اگست کے دن شریمتی جی کا بیان ہے کہ میں مہاشے دھرم پال جی کے شادی کے
وعدہ کے بموجب لاہور ان کے مکان پر حسب حکم ان ملا اور کہ اُن تک چلی گئی
اس دفعہ انہوں نے مجھے وہاں سے نکال دیا صرف انکی غلطی مجھ سے سرزد ہوئی
کہ انہوں نے مجھے بسہرہ تیس بغیر حضرت شادی آنے کو کہا تھا اور میں یہ امر مجبوری
خرچ ختم ہونے کے وجوہ سے جو مہاشہ دھرم پال مبلغ للعہ روپیہ ان کو دے آئے
ہوئے تھے اپنے چلی آئی۔ مہاشے جی نے تمام پہلے وعدوں کو خاک میں ملا دیا۔
میری سسرال اور ملک میں مشہور ہو چکا ہے کہ ایک مسلمان اس کو نکال کر
لے گیا۔ مگر اب میرے قاتل غیرت نے اتنے سالوں کے بعد مجھ کو یہ جواب دیدیا ہے
اب میں جاؤں تو کدھر جاؤں فریاد کروں تو کس سے اگر وہ میرے ساتھ
شادی کرنا نہیں چاہتے تو جسقدر مبلغات اس نے مجھ سے لیا ہے پاس کرنے سے پہلے
لئے وہ تو مجھے دیدے۔ کیونکہ مجھے تسلی تھی رہا کہ سب کچھ تیرا ہے تم نے مبلغات
وزیورات کو پاس رکھکر کیا کرنا ہے اب اگر کوئی سبھا مجھے روپیہ دلوا دے تو میں
لڑکے کا نروآہ کر سکوں جو عیسائی ہو چلا تھا۔
وہاں سے نکل کر میں سبھا کے کلرک ایشان پرشاد کے پاس گئی جہاں سے
ایک چٹھی میں نے ڈاکٹر چرنجیو کو لکھی ہے جس پر شریمان لالہ گوردت رام نے جرح کی
کہ تم نے اور کسی آریہ کو کیوں نہ لکھا اس پر اس نے جواب دیا کہ میں سوائے
ایشان اور ڈاکٹر چرنجیو کے اور کسی کو نہیں جانتی ڈاکٹر صاحب کے مکان پر میں
بہت دیر رہی اور وہاں میری عصمت کو بٹہ لگا
ایک دفعہ ایک پہاڑن اس کے مکان پر آئی تھی جو کئی دن بھی حسب معمول دن
وہاں گئی میں نے حیرانی سے پوچھا کہ یہ آپ کی کیا لگتی ہیں غصہ سے جواب دیا
تم کو کیا میں علیحدہ ہو کر بیٹھ گئی پھر مجھے تسلی دی تھی جو کچھ تو نے کسی اور
سے جانا ہے پھر میں نے پہاڑن سے علیحدگی میں پوچھا تو کہتی ۔۔۔۔۔۔

لگی جو کچھ ہے میرا ہی کیا ہے ہم کو کرنی پڑتا ہے گل پینے کی اس میں دکھائی نہیں دیتی
اب بھی ہماشہ مذکور کو عزت سے یاد کرتی ہیں جنہوں نے جو کانون سنایا کم و کاست
لکھ دیا ہے (آریہ پتا کا لیکھ اور ویدک دھرم کا ادنیٰ سیوک دیوان چند)

(۵) بی بی الیشری کی چٹھی مصنف کتاب ہذا کی طرف

سنمان اور پوجا کے یوگیہ بھائی لچھمن داس جی نمسکار کہتی ہوں میں راضی
ہوں آپکی راضی خوشی چاہتی ہوں بھائی میں بیمار ہو رہی دکھ سے نہیں
چھوٹتی ہی - استفسار دکھ دھرم پال نے جو میں ظلم پال ہی کہتی ہوں کیونکہ میرے
ساتھ بہت ظلم کیا ہے جسکا روپیہ دبا لیا جب روپیہ یاد کرتی ہوں تب
ہی بیماری آتی ہے پھر کہتی ہوں کہ اگر چور لے جاتا تو بھی صبر کرتی تو میں راضی
ہوتی ہوں بھائی لڑکا ہی اس وقت اچھا نہیں لگتا وہ یہی کہا کرتا تھا کہ
میں بی بی اسے پاس کر کے دیدونگا اچھا میں تو روکھی سوکھی کھا کر دنیا میں گذر
کر جاؤں گی پر ان کی پوری پڑ جانی بھائی جو بات بھگت رام ڈرسیل کی جگہ رام
لکھا ہے) یہی وہ بہت اچھی آدمی نے کہا کہ تو کیوں اچھل ہوتی پھرتی ہے بھلا بھائی کی
دھرم کو لے کر جیسی کہ پھل کی ہوتی تو کون کیا بات ہے جب میں سب کچھ پھل آدمی کو
دے بیٹھی دھرم شالہ لیکھا کر تو میں کس طرح پھل نہ ہوا ان اس نے تو آپ ہی پھل
کر دینا ہے اس کی روٹی ہی بیماریاں کو پھل کرکے ہے یہ کب ہو سکتا ہے کہ مجھے پھل
نہ کرے میں آپ ہو جاوان تو کون سی بات ہے کوئی کچھ سمجھے کوئی افسوس نہیں
کیونکہ میری اچھا ہی ایسی تھی میں کسی سے بری بات نہیں کہا کرتی تھی میں کہتی
تھی کہ نہ کوئی بری بات کر ان نہ کہنا وان اب تو میں بہت کہتی ہوں کہ دھرم پال
یا ظلم پال میری کب بھلائی چاہتا ہے میں ہی جب خوش۔ جب اس نے اتنے
لائق آدمی اپنے جانے رہ ادب پھل کرنے میں کسر نہ چھوڑی تو میں اون
کے چرن کی رین بھی نہیں ہوں پتا جی گنپولال جی کا اپنا دھیرک جاتا ہے
ان کے کچھ کا نسک تین ورش سفیم کرتا ہے اب ان کو متوسل شانتا کرتا ہے

بڑے شرم کی بات ہے کہ پتا دھرم پتا بنا کر کتنے دھوکے دئے یہ چاروں لوگ
پر بھی آتے ہیں جب پرش اور عورت پر ہوتے ہیں۔ تو بڑے شرم دھرم کے
ساتھ دل چپ چپ نکالتے ہیں ان کے لئے تو حیلہ ہوتی ہی دل برائی بھلائی
کے ہیں اس نے ظلم میں کمر باندھ لی میں نہیں جانتی کہ پرماتما اس کی شرارت
کو دیکھکر کس طرح خوش ہو جاویگا۔ یہ شرارت ختم ہو جاتی ہو یہی اس کو
دھری نہی مجھے پاپ ہے کہ میں نے اس کو روپیہ دئے جو میں نہ دیتی ہے بھائی
تو میں بھلے کام برائی تو میں کیوں اس خراب کے پیچھے لگتی جو چوری لئے
وہ کسکو پتہ ہے جواد ماوت جی کے گھر پر۔ دئے تھے ہی ۳۲ روپیہ بھگوان کے بیچ میں لیا
پائے اس کو دئے یہ سب کے سامنے بھگ کر ہاتھ میں لایا اب بڑا بے ایمان ہو گیا
ہے اپنے دل میں جانتا ہے کہ ہمیشہ یہی ہے اس دنیا کا مالک ہوں جس کا
جی کرے روپیہ ہضم کر لونگا۔

کیا یہ پرماتما کی بھگتی کرتے ہیں نہیں یہ ایسی باتیں ہیں کہ پرماتما کو کبھی پسند
نہیں کرنے والے اور کرانے والے کو بھی پاپ ہے جو آگے دھرم پال کے
ساتھی ہیں وہ اپ ویری ہیں جو اب ہیں وہ پھر ویری ہو جاں گے اچھا کوئی بری
بات ہووے معاف کرتی۔ پتا ڈاکٹر جی کو نمستے ستیا رام جی کو نمستے سب بھائی
بہن کو نمستے پتا بھگت رام در شیل جی کو بار بار نمستے دیں کہ مجھے پھل کہاں تمہیں
دیہلیہ بھاگ جاتی ہوں کہ کوئی لفظ تو بولا ہے اچھا ہو یا برا ہو مجھے سب پسند
ہے میرے پتا کے سمان بھگت جی کو یہ کہدینا کہ میں نے اٹھ ورش کی کنچل ہوں
جب سے کنچل کے پیچھے لگی ہوں یا لائی ہوں اب اس بات کو کون جانے اس میرے
پتا پرماتما کے سوا اس نے میں بہت سکھی ہوں اب میں ان کے بھگتوں کو دیکھنا
چاہتی ہوں درشن کرنا ہی چاہتی ہوں اگر وہ کنچل ہی کہیں تو بھی میں نفع میں ہوں
ان کا دالک کہاں بڑا ہے دھرم پال جی کو بھی بار بار نمستے۔ کیونکہ جب میں نے ان
کو سب کچھ اندر دیا تو اس نے میرے ساتھ بے ایمانی کی تو اتنے دھرم سنبندھی

کے درشن ہوتے رہتے آتی جاتی خبر ہے انیشان پرشاد جی کو اون کی عورت کو بہت پیار لڑکی کو پیار جو بات بری ہو مگر یا کر کے معاف کرنا۔ بے شک جیسا دو چاہے ہم ہماہی پہلی ہو گئے آپ کی مرضی۔ دھرم چند بھی تمہیں سلام کہتا ہے۔ میری طرف سے شادی میں رکاوٹ کوئی نہیں جیسی کرنی ویسی بھرنی"

۱۹۰۹ء میں دھرم پال نے بی بی الیثری کی بابت ہماری تحریر کا جواب مکاشفات میں دیا تھا اس جواب کو ان چٹھیوں کے ساتھ ملاحظہ کیا جائے تو یہ سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ دھرم پال کس قدر چالاک آدمی ہے اور اپنی گندی حقیقت کو کس ملمع سازی سے چھپاتا رہتا ہے اس مکاشفات میں اس نے لکھا ہے کہ

بہائیے اوداوت جی کی معرفت بی بی الیثری سے ہماری خط و کتابت ہوتی تھی اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ نمونہ بھی چھپا ہو جاوے

(۶) بابو اوداوت جی کے نام بی بی الیثری کا خط۔

میرے بھائی اوداوت نمستے۔ یان جی میں بار بار نمستے کرتی ہوں آگی اور آپکے پریوار کی راضی خوشی ہر ادی رام سے پوچھ لیتی ہوں بھائی آپ تو کبھی چٹھی بھی نہیں پاتے ہو میں نہیں جانتی کہ میں نے کیا بگاڑا ہے بھائی سو چیں تو سہی غریب بہن بھائی بہن ہوتے ہیں تو ان کو چٹھی بھی نہیں پاتے۔ اچھا میں تو اتنی دیر آپ کے پاس آتی جاتی رہی میرا تو وہ نہیں لوٹا۔ آپ نے پتہ نہیں کیوں توڑ لیا۔ کیا کبھی وہ دیا کی ماتا بھی یاد نہیں کرتی۔ ہاں ناجی۔ آپ دھرم پال کے پیچھے غصہ ہیں تو میں دھرم پال کا کچھ دیا تو نہاتی نہیں اپنی مرضی سے دھرم پال نے مجھے چھوڑا ہوا ہے نہیں جانتی کہ دھرم پال جی کو رہنے کے لئے جگہ نہیں ملتی مگر میرے لئے روٹی نہیں ملتی تو جیسا اپنی وفاداری کو کبھی کھونا نہیں چاہتی ہوں پرماتما کچھ شیدے بھائی ہیں جیسی ہوتی نہیں۔ دھرم پال جی کی آگیا بنا میں اور تمام میں نہا لیا ہوں اسی میں ہوں دھرم پال ہی میرے لئے جیسا ہے تو جہاں بھی ہو تو کوئی جگہ نہیں ہے میں جانتی ہوں۔

کہ پرماتما کی آنکھ چو پھیر رہتی ہے اس تے چوری کر سکتے آخر کار چھلے ہونے کے سوائے
اور کیا ہو سکتا ہے پرماتما سب کے دلوں کا محرم ہے کس کو نہیں جانتا
اس کے آگے کس کی پیش جاتی ہے بھائی چٹھی پالیں یا دربار کہنی ہوٹ۔

دہرم پال کی خبر بھیجو کہاں ہیں یہ تو مجھے پتہ ہے کہ لاہور میں ہیں پر آجکل
شاید چھٹی پر گئے ہونگے۔ جو آپ کو ان کی خوشی کا پتہ ہو تو مجھے بتاؤ۔

آپ نے ایک چٹھی پر لکھا تھا کہ دہرم پال نے تمہاری سیوا تن من سے کی
ہے۔ بھائی اپنے پریوار کی سیوا تن من سے ہی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ پرماتما
نے اس کو بوجھ سنبھالا ہوتا ہے۔ احسان کس کا ہے اپنے گھر کی سیوا کوئی
سیوا کرتا ہے سب۔ بچوں کو پیار و دیا کی ماتا کو نمستے۔ دہرم پال کو پیار بار
آپ نے چٹھی پائی اس لئے تحریر نہیں کر دی کہ کبھی الیشری ہمارے پاس
نہ آوے بھائی چٹھی پاتے رہو۔ میا ملائے میں نہیں آئی۔ میرا جی تو نہیں چاہتا
کرتا ہے پر جب آپ چٹھی ہی نہیں پاتے ہو تو میں کیونکر کہہ سکتی ہوں۔
کہ ننگا ہے بھائی میں راضی ہوں دہرم پال کو پتہ دینا میں نے کوئی کچھ
کسی کا دینا نہیں خرچ کے پیچھے پر نہ کہنا چاہئے کہ میں ذمہ دار ہوں سب
جانتے کہ جب میں دہرم پال سے وفادار ہوں کیا ہو سکتا ہے کہ دہرم پال
میرے سے نہ رہے۔ شراف ہوں۔ گنتی نہیں ہوں۔ جو اچھے پرش ہوتے ہیں
سب سچ کو پسند کرینگے جھوٹ کو نہیں۔ جھوٹ کے پیروں تلے نہیں تکے ہیں
سچ بولنے سے نہیں ڈرنی چاہئے کیوں نہ تھوڑے دن دموں پر کاٹنی پڑے کہ
سچ پر مرنا ہی اچھا ہے۔

آپ کی بہن الیشری

دہرم پال اگر گالی بھی دیوے تو بھی اس کا حق ہے۔ میں صرف ظلم اسی لئے
لکھا تھا کہ میرے تے چھپ گیا تھا میں نے اس کو کہا تھا جب آپ آریہ سماج
میں آئے مجھے نہ لائے چھپے کیوں۔ دہرم پال نے مجھے کہا جو میں اب چھپاں

آزظلم پال کہنا۔ دہرم پال نے آپ چھپکر کہا ہے اچھا کبھی تو چھٹی پا لو ہزاری رام کے نام پا دیں۔ البشیری۔

ہاں جو دیوسماج کو کچھ تھوڑا بہت بھی مانتے ہیں تو آپ کو پاپ ہے میں جب دیوسماج سے نکل چکی ہوں۔ دہرم پال کے پیچھے اب میرا کیا کام ہے کہ میں دیوسماج کے پیچھے دہرم پال کی مٹی پٹان میں اپنے پرماتما سے بچی ہوں۔ ہاں دہرم پال نے جو کچھ اندرونی طور میرے ساتھ کیا ہے وہ ان کی ماتا جی کو بھی اور پتا جی کو بھی معلوم ہے۔ میں جو نٹی مٹی کس طرح دبا دوں۔ بھائی مجھے آپ کیوں نہیں چھٹی پاتے۔ کیا صاف عورتیں دنیا پر نہ رہیں تو اب لیبٹ داری کا کام ہے کیا جب میں آپکو بھائی کہکر آپ کو صاف لکھا تو اوپر پرماتما جانتا ہے"۔

غرضیکہ یہ چٹھیات زبان حال سے پکار پکار کر دہرم پال کے سیاہ اندرونے کا پتہ دے رہی ہیں بی بی البشیری اپنے حالات سے مجبور تھی وہ بیکس تھی بیبس تھی دہرم پال سے تنگ ہو چکا تھا۔ روپیہ اور جو زیور اس کا تھا وہ لٹا چکی تھی۔ اس لئے دہرم پال کا ساتھ وہ نہ چھوڑ سکی۔ دہرمپال جو حضرت محمد صاحب پر بھی مخول کرتا ہے پھبتیاں اڑاتا ہے اور اپنے قلم کا زور اس پر لگاتا ہے کہ انکے لے پالک یعنی متبنیٰ بیٹے زید کی عورت کو طلاق دلا کر اپنے نکاح میں لانے کو بدتہذیبی اور گناہ ثابت کرے تو اپنے دلیل کو وزن دار سمجھتا ہے کہ منہ بولے بیٹے کے متعلق بھی مذہبی اور کم از کم اخلاقی فرض پورا کرنا لازمی ہے وہ خود اب اس بات کا جواب دیوے کہ منہ بولی بہن سے وہ بدراہ کا تعلق کیونکر ہو سکتا ہے۔

قبول اسلام کیوں؟

اب ناظرین کو دہرم پال کے قبول اسلام پر کوئی تعجب نہ ہوگا فی الحقیقت اُس

بیچ لئے اس کے سوائے چارہ ہی کوئی نہ تھا کہ اب وہ دشمن اسلام کے حمایتی کا
سوانگ بھرے اپنے لیکچر موسومہ ۱۴ جون ۱۹۰۳ء یعنی اپنی پہلی تصنیف "

ترک اسلام

کے صفحہ ۵ پر وہ تبدیل مذہب کے لئے آٹھ وجوہات بیان کرتا ہے اپنے حلقہ
بگوش اسلام ہونے کی بابت وہ بتانا چاہتا ہے کہ مجھ پر نہ کوئی جبر ہوا نہ تلوار
کی مجھے دھمکی دی گئی نہ مجھے عورت کی ضرورت تھی لیکن میں نے اسلام کو جو قبول کیا
ہے تو اس میں ضرور کوئی بڑھیا چیز ہے۔ اگر دھرم پال خود کوئی بڑھیا آدمی ہوتا
یا آدمیت کا نمونہ دھرم پال کے روپ میں مجسم ہوتا۔ تو بے شک یہ زندہ ثبوت
اسلام کے لئے ہوتا مگر جب آٹھ میں سے ایک مذکورہ وجہ ان کے تبدیل مذہب
کی ثابت ہو جاوے تو اس کی سب شیخی بھکی پڑ سکتی ہے اور اگر ایک سے زیادہ
نہیں بلکہ آٹھوں کی آٹھوں وجوہات موجود ہوں تو دھرم پال کا شیخی بگھارنا
مکاری اور ڈبل مکاری ہے۔

وجہ اول بہت سے لوگ دولت اور روپیہ کے لئے تبدیل مذہب کرتے ہیں
یہ دھرم پال کے معاملہ میں برابر موجود ہے اس نے آریہ سماجی
ہوتے ہوئے روپیہ کے لئے عجیب جال پھیلائے۔ دیو سماج والے مقدمہ
میں کام کریں تو آریہ اور خرچ کریں تو آریہ مگر مقدمہ کے نام سے روپیہ
یہ لیتا رہا۔ ہزارہا روپیہ جمع کیا یہ جدا ہے کہ قدرت کو یہی منظور تھا کہ وہ
آریہ سماج سے خاک سیاہ ہو کر نکلے تو بھی وہ آخری دم تک مختلف حیلہ روپیہ
کے لئے سوچتا رہا۔ جب وہ بالکل ہی آریوں سے مایوس ہو گیا تو سوائے
مسلمان ہونے کے روپیہ کے معاملہ میں کامیابی نہ ہو سکتی تھی یہ امر عملی طور پر
ثابت ہے کہ ۱۰ر کی لاگت کی کتاب کفر توڑ وہ آٹھ آنہ میں فروخت کر رہا ہے
کفر توڑ سے بڑھ کر ردی اور فضول کتاب کوئی شائع نہیں کر سکتا تو بھی وہ اخبار
میں اپیل کرتا ہے کہ مسلمانو! اپنے آباء و اجداد کی عزت کے لئے کم از کم ایک لاکھ

اس میری کتاب کی اشاعت کردہ ہی کا ہندی ترجمہ وہ ترک شاستر کے
نام سے چھپوانے کی نیت ظاہر کر نا کہ ایسا ہی وہ مسلمانوں کو اسلام کے تبلیغی
محاصرہ کی صلاح دیتا ہوا اپنی دوسری کتابوں کے لئے نوٹس دے رہا ہے۔
اسلام پر جو اعتقاد اس کو ہے وہ تو اس کتاب سے سبکو معلوم ہو جاویگا۔
ہاں ٹکو لینے والی بات تو کہیں گئی نہیں۔ بس وجہ اول تو موجود ہے
اس سے انکار کرنا بالکل بے سود ہے۔
وجہ دوم۔ بہت سے لوگ کسی خوبصورت عورت کے پیچھے دین ایمان چھوڑ بیٹھتے
ہیں .... یہ وجہ بھی ظاہر ہی ہے۔ دھرم پال کی شادی نہ ہونا
اور بد چلنی کا ملزم ہونے سے آریوں یا ہندوؤں میں اسکے دوبارہ کنیا ملنے میں
ہونے سے اسے مسلمان بنے بغیر چارہ نہ تھا اس کو اب عورت مل سکتی تھی۔ تو
مسلمانوں ہی میں مل سکتی تھی اسی لئے وہ مسلمان ہوا۔ یہ امر جدا ہے کہ اس
کے شامت اعمال سے بی بی الیشری جیسی زبردست اور با وفا عورت نے اس کے
کان کھینچے رکھے اور اسے اپنے قابو میں رکھا یہ بالکل صحیح ہے کہ وہ کہیں اور ہی جگہ
ہاتھ مارنا چاہتا تھا اور بی بی الیشری کو ہم سفر بنانا محض امر مجبوری تھا اگر مانا
جاوے کہ وہ بی بی الیشری سے شادی کرانے میں خوش تھا تو بھی مسلمان ہوئے
بنا چارہ نہ تھا ویو سماج میں الیشری کسی صورت میں جا نہ سکتی تھی۔ دھرم پال
کو دیو سماج منظور نہ کر سکتا تھا۔ آریہ سماج میں رہتے ہوئے وہ الیشری کو بہن
مشہور کر چکا تھا اور ساتھ ہی آریہ سماج اس کے بدچلن ہونے سے الیشری دیوی
یا کسی اور کنیا سے اس کے وواہ کو جائز ہی نہ سمجھ سکتا تھا نہ کوئی آریہ دیوی
یہ ایمان بہار سکتی تھی کہ وہ ایک بدچلن سے وواہ کرا دے اس لئے اس غرض
کے لئے بھی تبدیل مذہب دھرم پال کے لئے لازمی تھا۔
تیسری وجہ بہت سے لوگ نوکری یا مرتبہ کے لالچ میں آ کر تبدیل مذہب کرتے
ہیں۔

نوکری اور روپیہ کی لوبھ میں شامل ہے رہا عہدہ یا مرتبہ۔ آریہ سماج میں جب فُلّت ہوچکی تو عہدہ یا رتبہ کیسا۔ اگرچہ حکومت والا رتبہ یا با اختیار افسری اس وجہ سے زیادہ تر عنقا ہے تو بھی سبھا سوسائٹی میں عہدہ یا رتبہ یا عزت والے اوہکار مذہبی تعلق والوں کے دلون کو زیادہ کشش کرتے ہیں اور وہ دہرمپال کو آریہ سماج میں رہتے ہوئے ملنا ناممکن ہوچکا تھا کیونکہ دن بدن اس کے چال چلن وغیرہ کے نقصون سے آگاہ ہوکر آریہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس سے متنفر ہوتے جا رہے تھے۔

چوتھی وجہ۔ بہت سے لوگ کسی ڈر سے یا دہمکی سے مذہب تبدیل کرتے ہیں۔ دہرمپال جب سے سماج میں آیا مسلمان اس کو ڈراتے اور دہمکاتے رہتے تھے چنانچہ تحفۂ اسلام میں وہ لکھتا ہے کہ جہادی سپرٹ سے میرا سر تو مسلمانوں کی تلوار کے سپرد ہوچکا اگر اس کی سلامتی ہے تو اس لئے کہ عیسائی سرکار نے ہماری حفاظت کا معقول انتظام کردیا ہے اس کی شدھی کے وقت بھی دہمکی کی چٹھیاں آتی تھیں۔ اُن دنوں ایک اس مضمون کی چٹھی بھی آئی تھی کہ ہم لیکھرام کے قتل میں کامیاب ہوکر تمہاری فکر میں ہوں تم جتنی مرضی ہو حفاظت کرلو ہم امرتسر سے لوٹتی دفعہ تمہارا کام تمام کر دوں گا اسی طرح تحفۂ اسلام صفحہ ۱۱۸ پر وہ یہ چٹھی درج کرتا ہے۔

نقل

پس از حمد و نعت رسول دہرم پال آریہ کو معلوم ہو کہ نسخہ اساطیر الاولین جو تو نے لکھا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اون کی والدہ شریفہ کی شان میں کلمۂ ناشائستہ تہمت آمیز لکھا ہے تو نے یہ تصور کرلیا ہے گورنمنٹ کا مذہب صلح کل ہے اور یہ نہ سمجھا کہ گورنمنٹ نے کل مذاہب کو آزادی عطا فرمائی ہے۔ اب ہم تجھکو مع تیرے معاونوں کے مطلع کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی اسلامی ساکن ضلع مظفرنگر یہاں پر تشریف لائے ماہ مبارک میں۔ تیری تحریر نے ایسا غور دراز

جس کی انتہا برہما ونہ لگا لہ ہوگی اختیار کیا۔ اپنی ما فی الضمیر سے یون مطلع فرمایا کہ علماء دین سے فتوی جہاد حاصل کرکے جھنڈا جہاد استادہ کرنیکے تجھکو طمعۂ زاغ وزغن کریں اس مسئلہ نیک نے کل بھائیون کو شہادت کا ذوق وشوق ایسا دامنگیر کردیا کہ چپ ۔۔۔ تحریر سے باہر ہے حسن اتفاق کہ ایک بھائی ہمارے حج کو بروز شنبہ یکم شوال راہی کعبۂ شریف ہوئے ہیں۔ تیری کتاب ۔۔۔ بغرض حصول فتوی ہمراہ لے گئے وہ جسوقت مع الخیر تشریف لائے ہند ولبت جہاد عمل میں آئیگا تو ہردم منتظر عدم ادخال جہنم رہ۔ اگر منظور ایزدی ہے توجلد داخل جہنم کیا جائیگا اور اپنی عورتون کو کمال والدی سے ہم بھی سفارش ۔۔۔ کرتے ہیں پرورش کرو کیونکہ غازی ان کو اپنے تصرف میں لاکر ہم بستر کریں گو کہ اہل اسلام نے بیشتر جب ہندوستان کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمایا تھا تمہاری عورتیں ان کی ہم بستری میں داخل ہوئیں تھیں لہذا تیرے لئے یہ قصہ بھی متعلق اساطیر الاولین ہے اب تیری طبیعت اس طرف راجع ہوئی ہے تو ہم بھی بخوشی حاضر ہیں اساطیر الآخرین کرکے دکھلائینگے دیکھنا رہ خدا کیا کرتا ہے (خادم الفقہا۔ قاتل بے دینیان از ضلع مرادآباد)

آریہ لوگ ہر طرح سے اس کی سلامتی کی فکر کرتے تھے تو بھی اسے اندیشہ ہردم رہتا تھا لیکن جب آریے ہی اُسے چھوڑ بیٹھے تب اس خوف یاد سبھی کا اثر کیون نہ ہوتا

پانچوین وجہ۔ بہت سے لوگ کسی مذہب اور حکمران سوسائٹی کا مذہب صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ سوشل اور پولیٹیکل حقوق سہل مل جائینگے۔ اگر دہرم پال ویسا ہی نیک اور پاک ثابت ہوتا جیسا کہ وہ اپنے آپ کو جتاتا تھا تو اسے ہر طرح کے مجلسی حقوق آریہ و ہندو لوگ خوشی سے دیتے۔ لیکن جب اس کا پول معلوم ہو چکا تب اس سے سبکا تعلق قطع ہو گیا اور سوائے مسلمان برادری کے ایسے سوشل یا امداد طرح کے حقوق ملنے ناممکن تھے اس وجہ سے بھی اُسے مسلمان ہونا پڑا

چھٹی وجہ۔ بہت سے لوگ دوسرے مذہب میں دولتمندوں اور پڑھے لکھوں
کی ایک بہت بڑی تعداد دیکھکر ہی مذہب تبدیل کر لیتے ہیں۔ ظاہری طور پر
یہ وجہ عدم موجود ہے۔ لیکن جب دھرم پال آریہ و ہندو دولتمندوں و لکھے پڑھے
لوگوں کی نظروں سے گر رہا تھا اور اس کی شکل تک دوبھر ہو رہی تھی تب
مسلمان دولتمندوں و لکھے پڑھوں پر اس کی نظر کا پڑنا لازمی تھا۔ ہندو یا آریہ
دولتمند اب اس سے ٹھگے نہ جا سکتے تھے نہ پڑھے لکھے کہ یہ اس سے ہم کلام ہو سکتے
تھے تب ٹھگ بازی کا شکار مسلمان دولتمند ہی ہونے ممکن تھے

ساتویں وجہ۔ بہت سے لوگ اپنی برادری یا ماں باپ کو دھمکانے کے لئے کسی
رنجش پر تبدیل مذہب کر بیٹھتے ہیں۔

یہ تو صحیح ہے کہ اب ایسے ماں باپ یا برادری کے لوگ نہیں تھے جن کو دھرم پال
کے مسلمان ہونے پر دکھ ہوتا تو بھی رنجش سے تبدیل مذہب کرنا دھرم پال کے معاملہ
میں بالکل صحیح و ظاہر ہے۔ ہر طرف سے دھکے ملنے پر رنجش کی تو کوئی انتہا نہیں
تھی اسی طرح آٹھویں وجہ کو دھرم پال کے معاملے میں فٹ بٹھانے کے لئے بھی کوئی
خاص غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ بہت سے لوگ اپنے ہم مذہبوں ----- کی
طرف سے کوئی چوٹ کھا کر اور ناراض ہو کر اپنے تبدیل مذہب سے دھمکانے ----- کے
لئے ہی بغیر سوچے سمجھے ترک مذہب کر بیٹھتے ہیں۔

پس آٹھوں وجوہات دھرم پال کے معاملہ میں موجود ہیں اور اس کا دین اسلام
کی صداقت کی ڈینگ مارنا محض مسلمانوں کو دھوکا دینا اور ظاہری نمود ہے۔

چوتھا باب۔ چاند پر تھوکا

پہلی فصل۔ انوکھی تاویل

اپنے آبا و اجداد کے ننگ ناموس پر داغ آتا دیکھ غم کے سمندر میں ڈوبنے والا ان کی عزت کو بچانے کے لیے اپنا سر و سو لگا دینے والا۔ دین اسلام کے مخالفوں پر کفر توڑ داغ کر انہیں دور بھگا دینے والا۔۔۔ مسلم کل ویک دین اسلام کا بھوشن غازی محمود دھرم پال بیچارہ تن تنہا خاک چھان رہا ہے۔ اس کی لاگت کے ہر چارج کرنے کا کشٹ اٹھانا سوائے دھرم پال کے کس کی طاقت میں ہے کاش کہ اور دو چار ایسے فخر اسلام قرآن کے گن گاتے۔ اور مسلمانوں کو دھرم پال و زر کی قربانی کا پورا سبق سکھاتے لیکن افسوس اکیلا بیچارہ مصیبت کا مارا اکھڑ کتاب کی اشاعت کا دم بھر رہا ہے۔ بہ قول این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند ہم بھی اس مصیبت میں اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اس کی ہمت کی داد دیتے ہیں۔

کفر توڑ کو سرسری نظر سے دیکھنے پر بھی معلوم ہوتا ہے کہ کلیات آریہ مسافر دستیارتھ پرکاش کے لمبے لمبے اقتباس دیکر محض ورق سیاہ کیے گئے ہیں۔ مصنف سمجھتا ہے کہ مسلمان حقیقت سے نابلد اور ویدک دھرم سے ناواقف ہیں اس لیے داؤں چل جائیگا اور اسی لیے جہاں خود ۲۵-۳۰ صفحہ کا بھی مضمون اس نے نہیں لکھا وہاں ان اقتباسات سے ۱۱۲ صفحہ کی کتاب تیار کر دی ہے۔

تیسری فصل میں وہ پنڈت لیکھرام جی کے ٹریکٹ موسومہ سند ہو آریہ اور نمستے کی تحقیقات کا ایک بڑا حصہ نقل کرتا ہے کیوں اس لیے کہ وہ مسٹر یا ایم اے کے سند و لفظ کی آڑ میں مغالطہ دے سکے دو لائنوں میں وہ پنڈت لیکھرام جی کی تحقیقات کا نتیجہ پیش کر سکتا تھا لیکن اس صورت میں کتاب کیا خاک بنتی

چہوٹے سے ٹریکٹ کے۔ رہا۔ رہے اس کی جیب تہوڑی بہر سکتی ہی خلاصہ مطلب اسس
فصل کا یہ ہے کہ مسٹر شرما جو نو مسلمون کا ہندو ہونا چاہتے ہیں اونہیں چور ڈاکو
شریر دہوکہ باز دغاباز۔ غلام منحوس بدکردار وغیرہ بنانا چاہتے ہیں کیونکہ
یہی معنی پنڈت لیکہرام جی نے ہندو لفظ کے ثابت کئے ہیں ان معنون کیساتہہ
منو سمرتی کے ادہیائے ۱۰ کے شلوک دئے ہیں جن میں مختلف قسم کی جو رلیون کے
بلیچے مختلف قالب ملنے کا ذکر ہے ایک منتر رگ وید کا بہی حوالہ ہے اور ان سب
کا ارتہہ یہ کیا گیا ہے کہ ست جگ میں عام لوگ تو کیا راجے مہاراجے اور پرمیشور
بہی چوری کرتے تہے آخیر میں مسلم لفظ کے معنی بتاکر نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ہمارے حق پسند
اور حق پرست بزرگون نے ہندو لفظ کے برے معنے جان کر اسے ترک
اور اسلام کو قبول کیا وہ کسی لالچ یا تلوار سے مسلمان نہیں ہوئے۔

ہم پنڈت لیکہرام جی کی عالمانہ تحقیقات کی تعریف کرتے ہیں اور تسلیم کرتے
ہیں کہ آریہ جاتی کا ہندو نام ویدک دہرم کے دشمنون نے رکہا اور اسے جہان تک
ممکن ہو ..... جلد سے جلد ترک کرنا ہم اپنا فرض سمجہتے ہیں لیکن جہان اس کا مفہوم
خراب ہے وہان ہم جیاتی پر ہاتہہ رکہکر کہہ سکتے ہیں کہ اس کا مدلول خراب نہیں۔
یقیناً بہت تہوڑے لوگ پنڈت لیکہرام جی کی تحریر سے اختلاف رکہتے و ہندو لفظ
کی اور تاویل کرتے ہون گے مگر کوئی بہی نیک یا ایماندار عالم الیانہ ہوگا جو
ان لوگون کو جو ہندو کہلاتے ہیں ہندو کے لفظی معنی کے مطابق سمجہتا ہو نہ
پنڈت لیکہرام جی نے یہ کہا کہ ہندو لوگ چور ڈاکو وغیرہ ہیں۔ نہ مسٹر شرما
کا مدعا ..... ان کو دہوکہ باز۔ غلام۔ بدکردار حرامزادہ وغیرہ بنانا بلکہ آریہ
مسافر تو چاہتے ہیں کہ آریہ جاتی ایک غیر مہذب و ناموزون لفظ کو جو دشمنون
نے اس کے لئے استعمال کیا ہے بہول کر اصل نام آریہ کا رواج دیوے اور
مسٹر شرما بلا لحاظ لفظی معنی کے ویدک دہرمی لوگون کو ہندو لفظ کا مدلول
سمجہہ کر مضمون لکہہ رہے ہیں پس دونون کے مدعا کے خلاف دہرم پال کا۔

ہندوؤں پر وہ خراب معنی عائد کرتا محض اس کی شرارت بدنیتی۔ چالاکی۔ دہوکا اور پرلے درجہ کا کمینہ پن ہے وہ مسٹر شرما کے الفاظ کی غلط تاویل کر کے ان کو مسلمانوں کی توہین بتاتا اور ان کو بھڑکاتا ہے اور دوسری طرف ہندو بزرگوں پر شرمناک اور کمینہ حملہ کرتا ہے دیدہ و دانستہ الفاظ کی غلط تاویل کر کے۔ اس سے بڑھ کر شر انگیز کون ہوگا۔

نکتہ ہندو لوگ دہرم پال کو دہرم پیارا یا دہرم گال کہتے آئے ہیں اور مسلمان اُسے۔ جھوٹا۔ جاہل ناپاک۔ باطن شریر احمق بیوقوف شیطان۔ شریر النفس۔ گستاخ حلہ باز خود غرض۔ زہریلا سانپ۔ مرتد۔ مردود۔ کمبخت وغیرہ وغیرہ (دیکھو دیباچہ تہذیب الاسلام) خطاب دیتے آئے ہیں۔ دہرم پال پر کیا اس سے بھی اعلیٰ درجہ کے خطاب کا مستحق ہے مگر پھر بھی ہم کو یقین ہے وہ یہ ہی کہیگا کہ مجھے عداوت سے ایسا کہا جاتا ہے وہ کبھی ان الفاظ کو اپنے اوپر موزونیت سے عاید کر دکھانے کی کوشش نہیں کریگا حالانکہ ہندو لفظ کے متعلق اس کا مذکورہ بالا منطق یہی تقاضا کرتا ہے تب ہندو لوگوں پر اس لفظ کے معانی کا عائد کرنا فی الحقیقت نہایت ناپاک کوشش ہے

ایک سیٹھ کا نام غریب داس اور ایک فقیر کا نام منعم خاں ہو تو کیا تجارت کے لئے قرضہ لینے کے لئے کوئی منعم خان کے پاس جائیگا۔ کیا غریبداس نام کے سبب سرکار اس سے ٹیکس نہ لے گی کیا ایک اندھا حافظ قرآن نور الدین نام نہیں رکھا سکتا تب کیا ہندو نام دیکر ویدک دہرمیوں کو دشمنان صداقت کسی سمجھدار منصف مزاج عالم کے پاس چور ڈاکو وغیرہ بتا سکتے ہیں

لفظ ہندو باوجود بڑے بڑے معنوں کے کروڑوں ویدک دہرمیوں کے لئے استعمال ہو رہا ہے اور جب تک سوسائٹی کا سدہار یہان تک نہیں ہوتا کہ وہ بُرے نام کے بُرے اثرات کو محسوس کر سکے تبتک اوروں سے تمیز کرانے کے لئے ویدک دہرمیوں کو ہندو نام سے ہی پکارا جائیگا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملکانہ یا میگھہ نام

سے پکارا جانا کوئی پسند نہ کرے لیکن جبتک شدھی کی کشمکش یا یہ تکمیل تک نہیں پہونچی وہ ان ہی ناموں سے پکارے جائیں گے اور بعد شدھی ہی یہ نام خاص خاص موقعوں پر مستعمل ہوتے رہیں گے پس دہرم پال کا بیان سراسر شرارت پر مبنی ہے

نکتہ۔ عبدالغفور اس وقت مسلمان ہو لیکن دہرم پال ہندو نام ہے۔ آریہ ہندو اور مسلمان اس کو اسی نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اگر دہرمپال کا منطق کارگر ہو تو مسلمان اس کی یوں تاویل کرینگے۔ کہ دہرم پال ہندو نام ہے۔ اور ہندو کہتے ہیں چور۔ بدمعاش۔ منحوس حرام زادہ وغیرہ کو پس دہرمپال ہر لحاظ سے گردن زدنی ہے قرآن کا حکم ہے کہ چور اور چوٹی عورت کے ہاتھ کاٹ دو۔ اس لئے دہرم پال بھی اس ہندو نام سے صریحاً چور اور ڈاکو ثابت ہے لہذا شرع محمدی کے مطابق اس کا ہاتھ کاٹنا ضروری ہے دہرمپال اپنے منطق کے صحیح نتائج کو ہم نہیں سمجھ سکتے کبھی منظور کرنے کو تیار ہو۔

اس پر کہا جائیگا کہ محض لفظی معنی کے سبب تو ہندو لوگ مورد عتاب نہیں ہوئے بلکہ دہرمپال تو منو سمرتی کے کتنے ہی شلوکوں سے اور وید کے منتر سے چوری کا الزام ہندوؤں پر ثابت کر رہا ہے لیکن ہم یہ کہتے ہیں یہ اس کی شرارت کا مزید ثبوت ہے بھلا قانون کی دفعات سے بھی اہل ملک کو سزا مل سکتی ہے تعزیرات ہند میں شروع سے آخر تک تمام دفعات میں جرم اور ان کی سزا کا بیان ہے کیا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل ہند ان جرموں کے مرتکب ہیں اگر ایسا ہو تو سب سے پہلے دہرمپال کو اپنے حمایتیوں سمیت بید کوڑے قید پھانسی کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

منو سمرتی میں قانون کے طور پر بتایا ہے کہ فلاں چوری سے فلاں قالب ملتا ہے یہ کہیں نہیں آیا کہ بھارت واسی چور ہیں یہ تاویل دہرم پال کی بی اے کی ڈگری کا ہی نتیجہ ہے۔ منو سمرتی بڑے زور سے تمام دنیا کے لوگوں کو ہر

بیٹھگیا۔ یہ کچھ صحبت کا ہی اثر ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ظفر خان جو کہ ایک
برہمن کا غلام تھا بعد میں دکن میں برہمنی سلطنت کا بانی ہوا۔ اپنے آپکو مستغنی
ثابت نہ کرتا۔ گنگو اس پر بڑی مہربانی کیا کرتا تھا اور اس نے پہلے سے کہدیا تھا
کہ تو بڑا صاحب نصیب ہوگا جب ظفر خان نے عروج پکڑا تو اپنے پرانے
مہربان آقا کی یادگار میں اپنا لقب سلطان علاؤالدین عرف گنگو برہمن کہا

یہ برہمن کی صحبت کا نتیجہ تھا کہ اس نے ظفر خان جیسے حبشی کو جس کے
آباؤ اجداد نمک حرامی محسن کشی کرتے چلے آئے تھے محسن پرور بنا دیا"

گرگٹ کی طرح روپ بدلنے والے دھرمپال تیا کیا گنگو برہمن
جس نے ظفر خان کے چیلوں پر یہ صحبت بخش اثر ڈالا جو رہا ڈاکو اور بدمعاش
تھا۔ یہ ہی نہیں نخل اسلام کے صفحہ ۵۰ پر مسکینیا مہاشی کی رائے درج کرنے کے
بعد اپنے ان الفاظ کو غور سے پڑھو۔

"دو بھارت واسیوں کے اخلاق کو اگر گرایا تو مسلمانوں نے بھارت
واسیوں کو اگر سندھو بنایا تو زیادہ تر مسلمانوں نے۔ کیونکہ مسلمانوں
کے آنے سے بیشتر کے زمانے کے بارے میں اور کسی قدر اس کے بعد کے زمانے
تک کے جسقدر سیاحوں یا مورخوں کی رائے کو ہم بھارت اور بھارت
واسیوں کے کیرکٹر کے بارے میں پاتے ہیں ان سب میں بلا استثنا یہ تسلیم
کیا گیا ہے کہ بھارت باسی ان تمام برائیوں سے پاک صاف تھے جو کہ ان
میں اس وقت پائی جاتی ہیں یہ سب برائیاں زیادہ تر مسلمانوں کی بدولت
ان میں آئیں۔ اہل سند نے اگر مکاری جھوٹ فریب قتل و غارت دغابازی
شرابخواری۔ مانس خوری زناکاری وغیرہ بد عادات سیکھی ہیں تو وہ زیادہ
تر مسلمانوں سے اور کسیقدر اہل یورپ سے"

یہ دھرم پال کی تحریر موجود ہے اور میرا ایگریمنٹ نہیں بلکہ تحریر ہے کہ
ہزار ڈیڑہ ہزار سال پہلے کے سندہو ان تمام برائیوں سے پاک تھے جو ان میں

اب ہمیں اس صورت میں ست جگ کے اہل ہند میں چوری کے عیب کا ماننا خود دوہرسیال کی تحریر سے رد ہوتا ہے۔ ست جگ کہا تر تیا دواپر کے اور کل جگ کے بھی لوگ بہ استثنا گذشتہ چند صدیوں کے نیک پاک ثابت ہوئے۔ یہ ہی نہیں موجودہ وقت میں بھی کوئی خرابی ہے تو اس کی ذمہ داری زیادہ تر مسلمانوں پر ہے ایک جگہ نہیں بیسیوں بار وہ بڑے سے بڑے زور دار لفظوں میں یہ ظاہر کر چکا ہے اور جیسا کہ آگے واضح ہوگا۔ دین اسلام۔ اس کے بانی اس کے پیروان مسلمان بادشاہوں وغیرہ سب کی وہ نہایت گندی اور بری شکل پیش کر چکا ہے ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے مسلم لفظ کے معنی کس کام آئے۔ تم نے کہا مسلم خدا پرست۔ فرمان بردار صلح جو امن پسند ایذا نہ دینے والا وفادار آزادی پسند۔ قانون دوست۔ گناہوں سے بچنے والا موحد ہے لیکن قطع نظر مسلم لفظ کے ان معنوں کے خواہ وہ مبالغہ آمیز ہی ہوں لیکن عملاً تم نے تاریخ کے حوالہ سے مسلمانوں کو ان صفات سے اتنی ہی دور ثابت کیا ہے جتنی دور قطبی ستارہ زمین سے ہے

اب خود ہی بتاؤ کہ اگر تمہارے بزرگوں نے مسلم لفظ کے اچھے معنے دیکھ کر تبدیل مذہب کیا تو غلطی کھائی یا نہیں کیونکہ برعکس ہند نام زندگی کا فقرہ کے مطابق مسلم لفظ کے اچھے معنوں سے حاصل کیا۔ جبکہ عملی بموجب تمہاری تحریر کے مسلمان اتنے بد ثابت ہوتے ہیں کہ نیک و پاک لوگوں کو بھی اپنی صحبت سے گرا دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہندو لفظ کے خراب معنی معلوم ہونے پر ان کو مسلم لفظ کی ضرورت ہی کیا تھی جبکہ اس سے ہزار ہا گنا زیادہ اعلیٰ معنی والا آریہ لفظ ان کی اپنی کتب میں موجود تھا۔ وید میں شاستر میں اپنشد میں سمرتی میں رامائن میں مہابھارت میں ہی نہیں گیتا اور دواپر ان میں جا بجا ان کا اپنا اصل نام آریہ موجود تھا اگر تمہارے کہنے کے مطابق انہوں نے ہندو لفظ کے برے معنوں کو تاڑا ہوتا تو خود پنڈت لیکھرام کی پوزیشن کو اختیار کر کے

طرح کے سدھار اور ترقی کا راستہ بتاتی ہے کہ اسی آریا ورت کے عالموں سے
روئے زمین کے لوگ اپنے اپنے لائق علم و عمل کی ہدایت اور تعلیم حاصل کریں منوسمرتی
۔ ۲۔ پس اہل ہند کو دنیا بھر کا گورو قرار دینے والی منو سمرتی ہم پر چوری
کا جرم عائد کرنے میں کیونکر مددگار ہو سکتی ہے۔ قرآن میں بیسیوں جگہ حکم ہے کہ بد
کردار لوگ دوزخ میں ڈالے جاوینگے۔ وہ ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔
خدا بدکرداروں سے یہ کہیگا اور وہ حضرت محمد صاحب ان کافروں کو ڈانٹ
بتائینگے وغیرہ وغیرہ۔ اگر منوسمرتی کے مقابلے میں ہم قرآن سے چوری وغیرہ
کے جرموں اور دوزخ کے عذابوں کے اقتباسات نقل کریں اور اون کا
یہ نتیجہ اخذ کریں کہ پیروان اسلام درحقیقت پانچوں عیب شرعی وہ کافر
تھے یا یہ کہ محمد صاحب کے زمانہ سے لیکر گناہ بہت بڑھتے گئے۔ تو کیا اس پوزیشن
کو کوئی مسلمان معقول کہہ سکیگا ہرگز نہیں اسلامی بادشاہ باوجود ظالم و بے
انصاف مشہور ہونے کے بھی کوئی نہ کوئی آئین یا ضابطہ جرائم اور اون کی
سزاؤں کا مرتب کرتے تھے ان میں کہیں بہشتی سامانوں کا تو ذکر ہوتا ہی نہ تھا۔
تو کیا اسلامی عہد میں رعیت سب جرموں کی مرتکب تھی ایسا مانا جاسکتا ہے ہرگز
نہیں۔

محمد صاحب کا مشہور قول ہے کہ یہود و نصاریٰ ۷۱، ۷۲ فرقے ہوگئے میری اُمت
۷۳ فرقہ ہو جائیگی اور ان میں سے صرف ایک ناجی ہوگا باقی ناری تب محمد صاحب
کی شہادت اور پیشینگوئی مسلمانوں کو ۷۲/۷۳ حصہ یعنی قریباً کل کا کل بدچلن
چور ڈاکو یا ان تمام صفات سے متصف بتاتی ہے جو دوزخ میں جانے
والوں میں ہونی چاہیئں باوجود اس کے مسلمان بھی اس تاویل کو پسند نہ
کرینگے اور ہم بھی تنگ خیالی یا تعصب کو گناہ سمجھتے ہیں اسلئے اس تاویل پر زور نہیں دیتے
------- پس امید ہے دہرمپال کی اس انوکھی
تاویل سے خود مسلمان بھائی بھی اظہار نفرت کرینگے کہ چونکہ منوسمرتی میں

مختلف قسم کی چوریوں کے لئے مختلف قالبوں کا ملنا بیان ہوا ہے اس لئے اہل سنبد چور ڈاکو وغیرہ ہوتے تھے۔

دہرمپال کی چٹھی جو ۵ اجولائی ۱۹۰۳؁ء کو شدہی کے ایک ماہ بعد اُسنے مولوی محمد عمر کو لکھی ہمارے سامنے ہے ڈیوسماج والے تو گھوڑے کی طرح ذرا تالی بجنے پر باؤں سکیڑ لیں مسلمانوں میں ہیں نہ سکھوں عیسائیوں میں ہیں نہ جا سکوں کروں ٹراؤ کیا کروں مبارک ہے میرے لئے آریہ سماج اور آفرین ہے ان کی ہمت پر کہ انہوں نے ایسا کر دکھایا ہے اور میرے لئے جگہ بنا دی۔۔۔۔۔ میں خوش ہوں گا اگر آپ اسی طریقہ پر چلیں یعنی مسلمانوں سے بالکل قطع تعلق کریں اور محمد عمر جیسے عربی اور ریگستانی لفظوں کو چھوڑ کر ستیہ پال بن جاویں میں آپکو دہرم پال کے مقابلہ میں ستیہ پال سوجہا تا ہوں۔ آپ سماج والوں سے کہئے کہ مہاراج علیحدگی کب تک اور لوک لجیا کب تک مجھکو باقاعدہ ہندو بنا لیجئے۔ اگر وہ جیت کے گرنے سے ڈرتے ہوں اور محض لفظوں کی گھی ہی دینی چاہتے ہوں تو میں آپ تک کھٹ بڑھانے کو تیار ہوں۔ بہر صورت ہم کو مسلمانوں سے کنارہ کش ہونا ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے اپنے عزیز واقارب کو بھی اسلامی گڑھے سے نکالنا چاہیئے۔ اسلام بہت بری بلا ہے۔

آپ کا صادق عبد الغفور

ارے چالاکی اور مکر کے پتلے عبد الغفور۔ پڑھ اپنے ان لفظوں کو بتا کیا چور اور ڈاکو اور بدمعاش بنانے کے لئے تمنے یہ خط محمد عمر صاحب کو لکھا تھا یا کسی اور غرض سے۔

اسی طرح نخل اسلام میں دہرم پال نے صفحہ ۳۴ - و ۳۵ پر ہندو اور مسلمان میں فرق اس طرح بتایا ہے۔

خسرو خان ہندو تھا گو مسلمان بن کر وہ بھی ہندوؤں کی تمام نیک صفات کو بھول گیا اور بالکل مسلمان ہی ہو گیا اور اپنے آقا کو قتل کر کے آپ تخت پر

ہی ہو تو بھی کوئی کم درجہ کی تعریف نہیں ہے

ہیوئین سانگ — یہ چینی سیاح لکھتا ہے کہ ہندوستانی لوگ اپنے چال چلن کی دیانتداری اور بے باکانہ جرأت کے لئے مشہور ہیں دولت کے بارے میں وہ کبھی ناحق کوئی چیز نہیں لیتے ایسا ہی انصاف اور بے باکی میں ان کی شہرت ہے

کھانگ طائی — یہ سیام میں چینی ایلچی تھا کہتا ہے کہ شاہ سیام کا رشتہ دار جو ۱۲۳۰ء میں ہند میں گیا اس نے واپسی پر اپنے راجہ کو اطلاع دی کہ اہل ہند پہلے درجہ کے معابر اور راستباز ہیں۔

فرائر جارڈینس — چوتھی صدی میں ہند کے لوگوں کی بابت بتاتا ہے کہ وہ زبان کے سچے اور انصاف میں اعلیٰ درجہ کے ممتاز ہیں

سبنگی — شاہ چین کا یہ ایلچی ۶۰۵ء میں ہندوؤں کی بابت کہتا ہے کہ وہ حلف پر پورا اعتبار کرتے ہیں

ادریسی — اپنے جغرافیہ میں جو ۱۱۵۴ء میں طبع ہوا کہتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ فطرتاً انسانیت کی طرف مائل ہیں اور اپنے افعال میں کبھی اس سے منحرف نہیں ہوتے وہ اپنے کاروبار میں دیانتدار اور ایمان دار ہیں اور ان خوبیوں کے باعث ہی دوسرے ملکوں کے لوگ جوق جوق ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں۔

شمس الدین ابو عبداللہ — تیرھویں صدی میں اس کی یہ رائے ہے کہ اہل ہند دھوکہ اور سختی سے بالکل مبرا ہیں وہ نہ تو موت سے ڈرتے ہیں نہ زندگی کی پرواہ کرتے ہیں۔

مارکوپولو — یہ سیاح تیرھویں صدی میں کہتا ہے برہمن دنیا میں سب سے اعلیٰ سوداگر ہیں وہ ایسے راستباز ہیں کہ دنیا کے کسی لالچ پر ترغیب سے جھوٹ نہیں بولتے۔

سر جان ملکم — ہندو اپنی راستبازی کے لئے ایسے مشہور ہیں جیسے اپنی جرأت اور عالی

حوصلگی کے لئے۔ وفاداری کے لحاظ سے دنیا کی کوئی قوم اہل ہند کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

کرنیل سلیمن

یہ صاحب وہ ہیں جنہوں نے ہندوستانیوں کی نسبت بہت زیادہ واقف ہیں وہ یقین دلاتے ہیں کہ ایک ہی گاؤں کے لوگ باہم جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ سینکڑوں واقعات دیکھے کہ انسان کی جان و مال آزادی خطرہ میں تھی مگر اس کو بچانے کے لئے جھوٹ نہیں بولا گیا۔

الفنسٹن

جب مصیبت سر پر آتی ہے تو ہندو نہایت ہی صبر اور بردباری سے برداشت کرتا ہے جو یورپ میں سخت حیرت پیدا کرتی ہے ہم مہذب قوم کی کم ہمدردانہ حکومت سے ضرور ہے کہ لوگوں کی خصلت کو نقصان پہونچے۔

فاضل لستہم

غلام کا سب سے بہتر جھوٹ بولتا ہے اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ اہل اسلام کی حکومت کے نیچے ہندوؤں کی قومی خصلت نے سخت نقصان اٹھایا ہو بلکہ تعجب ہے کہ اب تک ان کی خصلت بہت اعلیٰ ہے

پروفیسر میکس مولر

میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ اہل اسلام کی حکومت کے سخت جبر اور ظلموں کے حالات پڑھنے کے بعد مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اب تک ہندوؤں کے اندر صداقت اور دیگر نیکیاں کس طرح قائم رہ گئی ہیں جب آپ اون جبر و جفا کا حال پڑھیں جو ہندوستان کے مسلمان فاتحوں نے سنہ ... سے لے کر اہل انگلینڈ کے یہاں داخل ہونے کے وقت تک کیے ہیں تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ کس طرح کوئی قوم بجز اپنی خوبیوں کو قائم رکھ سکتی ہے

کمال الدین عبدالرزاق

یہ سمرقند کے رہنے والے تھے ۱۴۱۳ سے ۱۴۸۲ء تک خاقان کی طرف سے دربار کالی کٹ و بیجانگر میں ایلچی رہے ان کی رائے ہے

سنہد کی جگہ آریہ لفظ کو دھارن کرتے۔ جیسے مضمون ہیں وہ تمام خود بیان سماری
ہیں جو زیادہ سے زیادہ انسان ہیں ہونی ممکن ہیں۔ غرضیکہ دہرمپال کا یہ
سارا مضمون مبنی بر شرارت ہے اور ہم نہ صرف دہرمپال کو بلکہ تمام مسلمان
بھائیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ ایک ہی مثال پیش کریں کہ فلاں شاستر اتھوا
فلاں تحریر میں سنہد اور مسلم لفظ کا مقابلہ ہوا۔ اور اس کے اثر سے فلاں
فلاں سنہد ونے دین اسلام کو قبول کیا کل بزرگوں کی نہیں۔ پانچ دس
سنہدوؤں کی ہی تحریر پیش کرو۔ کہ ہم برضا و رغبت خود سنہد و لفظ کے برے
معنوں سے نادم ہو کر مسلم نام کو قبول کرتے ہیں حقیقت جیسے بالک جب قتل
ہوتے ہیں اور مسلم نام قبول کر لیں باوجود لاکھوں و جان بخشی کے وعدوں
کے قبول نہیں کرتے گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے بچے جب دیوار میں چنا جانا خوشی سے
قبول کرتے ہیں پر مسلم لفظ کو قبول نہیں کرتے سکھ اپنا بند بند کٹواتے
ہیں پر مسلم پکارا جانا قبول نہیں کرتے ہزاروں لاکھوں راجپوت اپنے
آپ کو تباہ کر دیتے ہیں راجپوت عورتیں بےشمار جل کر خاک سیاہ ہو جاتی ہیں
لیکن مسلم نام کی داغ نہیں سہتیں اور یہ نفرت مسلم یا اسلام سے اپنے بزرگوں
سے میراث میں ملی تھی تو سوائے دہرمپال سے دروغگو شخص کے کون جرأت کر
کہہ سکتا ہے کہ موجودہ مسلمانوں کے بزرگ خوشی سے مسلم لفظ پر لٹو ہوئے۔
پیشتر اس کے کہ اس مضمون کو ختم کیا جاوے ہم چند بے تعصب محققین کی
رائیں نقل کرتے ہیں یہ رائیں ٹریکٹوں اور اخباروں میں نکل چکی ہیں ہم
نے مکمل جیفی رستی دیانت ہیں ان سے کئی گنا زیادہ رائیں شائع کی ہوئی
ہیں دہرمپال نے بھی چند یک نقل اسلام میں دی ہیں گو اس نے اب رنگ بدل
لیا ہے۔ لیکن یہ اس اہم شہادت ہیں

پادری ڈیبے صاحب | قدیم زمانہ کے ہندو مضمون ہیں الصاف والسانیت دیانتداری
رحم بے غرضی فی الجملہ تمام اوصاف ان میں پائی جاتی تھیں اور اپنی تعلیم و تمثیل سے

ویسے ہی صاف اوروں کو سکھاتے تھے اور اسی وجہ سے ہندوؤں میں کم سے
کم اوسط کی قوموں میں ہی اخلاقی اصول پائے جاتے تھے جو یورپین میں ہیں (بائبل آف انڈیا)

پروفیسر مونیر ولیم میں نے یورپ میں کوئی قوم ایسی نہیں دیکھی جو
اہل ہند سے زیادہ دھرماتما اور اپنے کام فرائض کے
سرانجام دینے میں زیادہ صابر اور مستقل مزاج ہو۔

کپتان سڈنہم ہندوؤں کی عام خصلت بے ضرر پرہیزگار تابعدار
تربیت پذیر محبت اور وفاداری کے قابل تیز طبیع ذہین ہیں
چالاک عام طور پر دیانتدار سخاوت کرنے والے فیاض اور ایسے صاف دل
اور نیک خو ہیں کہ دنیا میں کوئی اور قوم ایسی نہیں دیکھی گئی

اڈنبر اریویو ممکن ہے کہ آپ کو کوئی قوم علم اسلحہ یا تجارت میں اعلیٰ
مل جاوے ممکن ہے کوئی قوم آپکو فلسفہ میں عروج کی
چوٹی پر پہونچی ہوئی دکھائی دے ایسا ہی نظم سائنس راج نیتی یا کسی دوسرے
شعبہ میں شاید کوئی قوم آپ کو اچھی نظر آئے مگر اخلاق اور ذہانت کے لحاظ سے
کوئی قوم آریہ جاتی کے مساوی نہیں ہوگی آپکو کوئی قوم ایسی نہ ملیگی جو قدیم
زمانہ کے ہندوؤں کی طرح انسانی زندگی کے اس قدر شعبہ جات میں ایسی لائق
فائق ہو قدیم زمانے کے ہندوؤں کا قومی چلن بلحاظ صداقت شجاعت
اور عزت کے لاثانی ہو چکا ہے ان کی بستیاں تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں ان
کے راج اب تک سمندر کے دیوتاؤں کی طرح پوجے جاتے ہیں ان کی تہذیب
اب تک شائستہ دنیا کے ہر گوشے میں اور ہماری زندگی کے ہر ایک دن میں
ہمارے گرد پائی جاتی ہے۔

مسٹر میڈ آریہ لوگ ایسے متدین ہیں کہ نہ تو مکانات کو بند کرنے کے لئے
وہ قفل رکھتے ہیں نہ وہ اقرار نامہ تحریر میں لاتے ہیں۔

اپکٹیٹس کوئی ہندوستانی کبھی جھوٹ بولتا ہوا نہیں سنا گیا اگر اس میں مبالغہ

کہ ہند کے تجارت پیشہ لوگ بڑے ہی قابل اور راستگو ہیں۔

ابوالفضل — ہندو حقانیت کے شیدائی اور کاروبار میں نہایت معتبر ہیں وہ بڑے دیار مکہ خوش اخلاق بامروت۔ مہمان نواز۔ زندہ دل علم دوست۔ مرتاض۔ منصف مزاج۔ خلوت پسند۔ ہوشیار۔ شکر گذار۔ صدق دوست ہیں ان کے سپاہی میدان جنگ سے بھاگنے سے نفور۔ آزمایش میں یکے وفادار اور خدا ترس ہیں۔

بشپ ہیبر — دنیا میں اہل ہند سے بڑھ کر۔۔ بردبار قوم کوئی نہیں ہے وہ نہایت ہی منکسر المزاج نیک طینت جفاکش اور شاید تمام انسانوں میں سے وہی لوگ ایسے ہیں جو اپنے کسی بھی ہمجنس کو ایذا دینا پسند نہیں کرتے۔

مسٹر مرسر — آپ نے سنہ ۱۸۱۳ء میں پارلیمنٹ میں کہا اہل ہند بڑے نرم مزاج خوش اخلاق اور رحم و محبت سے پیش آنے والے ہیں۔

پروفیسر ولسن — ہندوستانی بہت سادہ مزاج ہیں وہ بچوں کی طرح کاروباری دنیا کے جھل ڈھونڈن سے بالکل بے خبر ہیں مگر جو ان میں سے اس صفت سے محروم ہیں وہ اہل یورپ کے تعلق میں آنے والے ہیں۔

دھرم پال آن راوئن کو پڑھ چکا ہے ویدک دھرم کی خوبیوں کا ہزار زبان سے قایل ہو چکا ہے لیکن باوجود اس کے وہ اب ہندوؤں کو چور ثابت کرتا ہے منوسمرتی کی قانونی دفعات کی بنا پر اس کا کافی سے زیادہ جواب اوپر آچکا ہے تاہم ایک اور واقعہ جو خود دھرم پال کے پیش آیا مع اس کی رائے کے ہم ناظرین کے پیش کرتے ہیں وہ نخل اسلام کے صفحہ ۱۰۲ پر اپنے سفر المسوڑہ کے متعلق لطیفہ لکھتا ہے

وغیرہ ہم گذشتہ جولائی میں المسوڑہ پہونچے تو ٹھہرے ہم کو قریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر رائے بہادر کشن [illegible] کے بنگلہ پر ٹھہرنا پڑا بنگلہ [illegible] سے پہلے ایک بنگالی بابو رہتا تھا جب وہ بنگلہ ہمارے [illegible] گذشتہ ہفتے [illegible]

تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بنگلہ میں ہر ایک سامان موجود ہے مگر ایک چیز نہیں ہے یعنی کواڑوں میں قفل لگانے کے لئے زنجیر نہیں ہے اگر آپکو سیر کے لئے جانا ہو تو کیسے کواڑ چھوڑ کر جانا پڑیگا۔ بنگالی بابو نے کہا کہ میں اس سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یا تو ادھر کے لوگ قفل کا استعمال نہیں جانتے یا ادھر چور وغیرہ نہیں ہوتے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ در حقیقت اس طرف کے پہاڑی لوگ بہت دیانتدار ہیں چوری وغیرہ بالکل نہیں کرتے جسقدر پہاڑ کے اوپر کی طرف ہم چلتے جائیں جہاں پر کہ مہذب آدمیوں کا قدم شریف ابھی تک نہیں پہونچا اسی قدر ہم کو دیانتداری ایمانداری سادگی زیادہ نظر آئیگی۔ مگر جسقدر میدان کی طرف نیچے اترتے جائیں اسی قدر چوری اور بدمعاشی ڈاکہ زنی کی آوازیں زیادہ سنائی دینگی۔ کیونکہ وہاں پر موجودہ تہذیب پھیل رہی ہے۔

کہیئے ناظرین دیکھا۔ جادو سر چڑھ کے بولا۔ اہل ہند کی اپنی تہذیب اب بھی چوری وغیرہ کے تمام عیوب سے پاک ہے۔ یہ دہرم پال مان رہا ہے۔ ست جگ تریتا دواپر تو کیا کل جگ میں بھی ابتک اہل ہند اپنی دیانت وغیرہ کا سکہ بٹھا رہے ہیں تب کفر توڑ کی شر انگیز تحریر کی بنا محض دہرم پال کے سوانگ بدلنے کی بات ہے مسلمان بغیر ایسی بکواس کے دم جھانسے میں تھوڑا ہی آسکتے ہیں

منوسمرتی میں مختلف قسم کی جونیوں سے مختلف قالب ملنے کا بیان ہے اسی میں ستوگنی کرموں سے اعلیٰ انسانی قالب اور انسانوں میں بھی برہمن کا قالب ملنے و تمام دکھوں سے چھوٹ کر نجات پانے تک کا بھی اُپائے بتایا گیا ہے گیان یوگ نشکام کرم کرتا ہوا انسان جن اعلیٰ گتی کو حاصل کرتا ہے وہ بھی اسی ادھیائے میں موجود ہیں اگر تعصب یا خود غرضی سے اسے ملاحظہ کیا ہوتا تو وہ ان اوصاف اعلیٰ اور علم و عمل و نیکی کی بے غرضی خدمت نیز خالص یادِ حق وغیرہ کے بیان سے ہر دیگ دہرمیوں

تعریف کرنا لیکن اب منو سمرتی ہو گیا۔ وہ وید منتر سے بھی چوری کا مطلب اخذ کرتا ہے اور پرمیشور کے ذمہ بھی چوری کا الزام لگاتا ہے۔ آریہ کھنڈن نے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ ہمارے پر یہ بھوگون کو مت چورا اور مت چورواوے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ انسان یہ خواہش کرے اور ایسی ہی کوشش کرے کہ جن سامانوں سے اسکو راحت مل سکتی ہے وہ اسے حاصل ہوں یعنی وہ ایسا فعل نہ کرے جس کر وہ اُن مفید اشیاء سے محروم رہنے کا مستحق ہو۔ اس سے پہلے لفظ ہیں۔ ہمارا بدہ (قتل) مت کر۔ سندی بھاشا میں ویدک لفظوں کا آنا اور ادا ہونا کٹھن ہے دگو اور بالوں کی نسبت آسان ہے۔ اسی لئے مہرشی نے بدہ مت کر لکھتے ہوئے دہر میاں جیسے الفاظوں کی شرارت کو اپنی چشم عقل سے دیکھا اور اوس کا تدارک کیا۔ یہ الفاظ ساتھ لگا کر ارتھات اپنے سے الگ ہمکو مت گراویں۔ یہ ہی الفاظ آمنی الفاظ کو صاف کرنے کے لئے کافی ہیں مگر ہر لفظ کے ساتھ اس تشریح کا لگانا طول کلامی اور پڑھنے والوں کی ذہنی توہین سمجھکر رشی نے اشارہ دینا ہی کافی سمجھا اور بار بار مطلب کو نہیں دوہرایا۔ اصل منتر حسب ذیل ہے

"मा नो वधीरिन्द्र मा परा दा मा नः प्रिया भोजनानि प्र मोषीः।
आण्डा मा नो मघवञ्छक्र निर्भेन्मा नः पात्रा भेत्सहजानुषाणि॥"

دارتھ اے اندر پرم ایشور سکت ایشور ہمارا بدہ مت کر ہم سے الگ یہ مت ہوں۔ ہمارے پر یہ بھوگون کو مت چورا اور مت چورواوے۔ ہماری گربھون کا ودارن مت کر ہے سرب شکتمن سمرتھ ہمارے بچوں کا ودارن مت کر ہمارے بھوجن آدمی ادتھ سوورن آدی پاتروں کو ہم سے الگ مت کر جو جو ہمارے سہج الشکت سو بھاؤ سے انوکول حقیقی ان کو اپنے نشٹ مت کر۔ ارتھات ہمارا کرکے سب پدارتھوں کی تیہا وت رکھشا کرو۔

دھرمپال نے شرارت اور بدنیتی سے سارا ترجمہ نہیں دیا۔ ایک فقرہ سے پرمیشور کے ذمہ چوری کا جرم عائد ہوتا ہے تو دوسرے فقرے سے حمل گرانے اور تیسرے سے لوگوں کے بیٹے مارنے کا الزام ایشر پر لگیگا جو سراسر غلط ہے سمجھداروں کے نزدیک رشی نے سارا مطلب آخر میں صاف کر دیا ہے کہ ہمارا شریر۔ ہماری مرغوب اور پیاری اشیا۔ پتی برتا دیویوں کے گربھ ہمارا گرہستیوں کی اولاد ان اناج دولت دوست وغیرہ سب محفوظ ہوں جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان ہر لحاظ سے نیک پاک اور دھرماتما احکام الہی کے ماننے والے ہوں پس کہاں دھرمپال والا پرمیشور کے چوری کرنے کا مطلب اور کہاں مہرشی دیانند کا انسانیت کے کمال کے حصول کا اپدیش۔ الفاظ نہیں ملتے جن میں دھرمپال کے خبث باطن کو عوام کے سامنے ظاہر کیا جا سکے تاہم عقلمند ان اشاروں سے خود ہی بہت کچھ سمجھ لیں گے۔ مذکورۂ بالا وید منتر سے چوری کا انسداد ہے اور یجروید میں صاف ہدایت دیتے ہیں کہ تو کسی کا دھن لینے کی اچھیا نہ کر۔

چوری کا ترک اگر انسانوں میں دھرم مانا گیا ہے تو یہ سب سے پہلے وید کا ہی اُپکار ہوا ہے اور اسی کے اپدیش کا اثر ہے کہ ایک ویدک دھرمی راجہ جرأت سے یہ لفظ کہہ سکتا ہے کہ میرے راج میں نہ کوئی چور ہے نہ کنجوس۔ ۔۔۔۔ نہ شراب خوار ہے نہ ہون یگیہ آدی کا نہ کرنیوالا۔ اور نہ زانی۔ اور اس حالت میں زانیہ کہاں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم اگر تمام دنیا کے ... سینکڑوں نہیں ہزاروں لاکھوں کروڑوں گیا ... زبانوں تک پھیلائی جاوے تو بھی ناممکن ہے کہ ایک ... اپنے راجیہ کے متعلق تو کہاں ایک گرہستی اپنے قبیلے کے متعلق بھی یہ دعوی کرنے کے قابل ہو سکیگا۔ پس دھرمپال کو چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کے بغیر چارہ نہیں۔ اس کا اس منتر کے متعلق اس فصل میں چوری وغیرہ کے شرمناک الفاظ لکھنا محض چاند پر تھوکنا۔۔ اور اپنا منہ بھرشٹ کرنا ہے

دوسری فصل۔ بکواس

اپنے آبا و اجداد کے ننگ و ناموس پر الزام لگنے سے دہرم پال جیسے غیور
اور بزرگ پرست برخوردار کے دل پر نہایت سخت صدمہ لگا ہے۔ وہ بی اے
تھا۔ سمجھدار تھا۔ ہوشیار تھا۔ سٹھیا نہ گیا تھا۔ مگر بیچارا کیا کرے آخر صدمہ معمولی
تھوڑا تھا۔ دماغ پر اثر ہو گیا جو بکواس وہ کر رہا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اثر غیر معمولی ہے۔ کفر توڑ کی چوتھی پانچویں فصل میں کلیات آریہ مسافر اور
ستیارتھ پرکاش کے اقتباسات دیکر ویدک دہرمیوں پر ان امور کی ذمہ
داری ڈالتا ہے جن کو وہ خود وید کے خلاف ظاہر کرتے اور متفق البیان ہو کر
ان کی تردید کرتے ہیں چوتھی فصل میں پرانوں کی بابت پنڈت لیکھرام جی کا
اقتباس دیکر اسے ہندو دہرم کی ننگی تصویر کہتا ہے۔ پانچویں فصل میں ستیارتھ
پرکاش سے وام مارگیوں کے متعلق عبارتیں نقل کر کے مکتی کنڈ کا ہیڈنگ دیتا
ہے۔ چھٹی فصل میں ایک وید منتر کے میدھ ہر کرت ارتھ کی بنا پر مخول اڑاتا ہے۔
اور اس کا ہیڈنگ مہاشی رکھتا ہے چونکہ سوامی دیانند مہاشے کے معنی عالی
حوصلہ خاوند کرتے ہیں اس لئے جو عورت گھوڑے سے سماگم کرنے پر رضامند ہو
وہ عالی حوصلہ بیوی یا مہاشی ہے۔ جہاں تک دہرم پال کے لڑنے وغیرہ کا تعلق ہے
یہ تمام فصلیں مسیلمہ پچیّا پاگل پن کی بکواس ہیں ساتھ ہی کلیات مسافر اور ستیارتھ
پرکاش بہی عام لوگ اصل عبارتوں کو ..... پڑھ چکے ہیں اس لئے ان کو دوہرانا غیر ضروری
ہے جتانا صرف یہ ہے کہ اعتراض کرتے ہوئے معترض کو ثابت کرنا تہا کہ برہسپتی
اندر چندر راجان۔ برہما۔ شیو۔ پاراشر وغیرہ کے متعلق جو واقعات درج ہیں
وہ فی الحقیقت صحیح ہیں اور ہندو لوگوں کا ان کی صداقت پر ایمان لانا
مذہبی اصول سے اس کیساتھ جن عالم ہندو لوگوں نے اس کو سچ سمجھا ہوتا ان
کی شہادت پیش کی جاتی لیکن ایسا کوئی ثبوت نہیں دیا گیا۔ دیسے بھی کیسے

ویدک دہرمی سند ہو لوگ۔ آشرم دہرم کے قائل ہیں کم از کم ۲۵ سال کی عمر تک برہمچاری رہتے ہوئے تحصیل علم کرنا اون کا دہرم ہے۔ استری یا لڑکی کی طرف دیکھنا۔ اون کے پاس ایکانت میں بیٹھنا یا گفتگو کرنا تک برہمچاریون کے لئے عیب کیا ہے گرہست میں بھی وواہ ہو جانے پر برہمچریہ کا پالنا دہرم ہے ۲۵ سال اپنی وواہتا استری کے سوا سب کو ماتا بہن یا بیٹی کی نظر سے دیکھنا اور اپنی وواہتا عورت سے بھی ۲۵ سال میں دس بار ہی لائق سنتان پیدا کرنے کے لئے سماگم کرنا اون کا اصول ہے اس کے بعد بان پرستھ اور سنیاس دونون آشرم محض یاد حق و خلق خدا کی خدمت کے لئے مخصوص ہیں پس جب عام لوگون کو سو سال کی عمر میں محض دس بار ہی استری سماگم کی اور وہ بھی سنتان اُتپتی کے لئے اجازت ہے تو رشی منیون سے فحش واقعات کا تعلق کیسا۔ پورانک لوگ بھی تو ایسے واقعات کو بطور استعارہ مانتے ہیں اور پنڈت لیکھرام جی صاف لکھتے ہیں کہ

۱۸ پورانون میں رشی منیون اور دیوتاؤن کی نندا لکھی ہے اور اون پر متھیا کلنک لگائے ہیں،

اب ناظرین غور کریں کہ شہادت تو شیپ کی گئی پنڈت لیکھرام کی وہ بیان کرتے ہیں رشی منی اور دیوتاؤن پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ لیکن دہرمپال کہتا ہے ایسا مذہب جس میں بڑے دیوتا۔ رشی۔ مہرشی اور مہاتما کھلے بندون حرام کاری زنا کاری بدکاری شادی شدہ عورتون کا اغوا۔ اپنی ہی کنواری بیٹیون یا کنواری لڑکیون کیسا تھہ زنا بالجبر۔ شرابنوشی قمار بازی اور قمار بازی میں اپنی عورتون تک کو ہارتے دیکھے جاتے ہیں اور جو اپنے گرو کی عورت سے بھی زنا کرنے سے باز نہ آتے ہون اور جنہون نے زنا کاری کے جواز میں یہ فتوی دیدیا ہو کہ زنا کرنے سے عورت کو جو پاپ لگتا ہے وہ ایام ماہواری کے ہوجانے سے دور ہو جاتا ہے کیا ایسا دہرم کسی صورت میں بھی ہمارے غیور۔ شریف۔ باحیا

ایمان دار۔ متقی پرہیزگار اور خدا پرست آبا و اجداد کے لیئے قابل تسلیم ہو سکتا تھا۔

کیا ثبوت پیش کرنا نیک چلنی کا اور فیصلہ لکھنا بد چلنی کا سوائے پاگل جج کے کسی کا کام ہو سکتا ہے۔ دہرم پال کی ساری تحریر کا راز یہ ہے کہ وہ شرارت اور بناوٹ سے کام لے کر فحش لفظوں کا طومار باندھ دیتا ہے۔ کبھی دیوسماجیوں کے خلاف اس نے نہایت فحش اور گندے سے گندے لفظوں کا استعمال کیا۔ کبھی حضرت محمد صاحب اور دوسرے مسلمان بزرگوں کے نہایت ہی ناپاک واقعات لوگوں کے آگے رکھے اب وہی الفاظ چن چن کر رشیوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے ہم اسے چیلنج دیتے ہیں کہ وہ کوئی بھی لیو دانک پنڈت ہی ایسا پیش کرے جو رشی منیوں پر وبھیچار کے اطلاق کو درست و صحیح مانتا ہو۔ اگر ایسا نہیں اور پنڈت لیکھرام جی جن کی شہادت اس نے پیش کی ہے صاف طور پر رشیوں کے خلاف بیانوں کو گندا اور جھوٹے الزام قرار دیتے ہیں تو یہ سب گندے الفاظ چاند پر تھوکنے کے مصداق دہرم پال کے ہی خبث باطن کا ثبوت ہیں۔

اسی طرح پانچویں فصل میں جس وام مارگ کا بیان ہے اس سے ویدک دہرمیوں کا کیا تعلق۔ رشی دیانند کیا اور دوسرے عالم کیا۔ ہمیشہ ان لوگوں کو قابل ہزار نفرت سمجھے اور ان کی تردید کرتے آئے ہیں ان کا نام ہی وام مارگی ہے یعنی ویدک آچار بیوہار کے خلاف چلنے والے۔ ہندو نام آجکل آریہ سنتان کے لیئے استعمال ہو رہا ہے اور ہندو لوگ مسلمہ طور پر اپنا دہرم پستک وید کو مانتے ہیں اسے ہی وہ مستند بالذات اور غلطی سے پاک جانتے ہیں یہی ان کے لیئے پرم پرمان ہے وید کے خلاف ہر کتاب کو یا کسی کتاب کی ہر ایک بات کو وہ ناقابل قبول خیال کرتے ہیں تب وام مارگ یعنی الٹے اور خلاف طریق کی ذمہ داری ویدک دہرمیوں پر کیسی ستیارتھ پرکاش میں رشی دیانند نے بطور ایک ویدک دہرمی کے اونچ سے اونچ پوزیشن ورتر وید کی ہے اور

اون کے راز کو افشا کیا ہے خود دہرم پال سوامی جی کے الفاظ کو نقل کرتا ہوا لکہتا ہے کہ دام مارگی ایک پوشیدہ جگہ میں جہان دام مارگی کے سوا دوسرے کو جانے نہیں دیتے ہیں ثابت کیجیے کہ یہ ویدک دہرم سے باغیون کی خفیہ سوسائٹی ہے اور سوامی دیانند دوسرے ویدک دہرمی بطور محکمہ پولیس ان بدمعاشون کی کہوج نکال کر ان کو ذلیل و رسوا کر رہے ہیں پس وہ شخص محض پاگل نہیں بلکہ اس سے بہی کچہہ زیادہ ہے جو دام مارگیون کے عیبون کے لیئے ویدک دہرمیون کو ذمہ دار بنائے جن خطرناک خفیہ سوسائیٹیون کا گورنمنٹ اپنے قانون اپنی محکمہ پولس و خفیہ پولس کے ذریعہ کہوج لگاتی اور سزا دیتی یہان تک کہ اپنی ساری طاقت ان کو نیست و نابود کرتی ہے اون کا ذکر کرکے ان کو گورنمنٹ بتانا کس عقل کے دہنی کا کام ہے۔ دو چار ہزار طالب علمون والے سکول میں پانچ چہہ خارج شدہ بدچلن لڑکون کو فراہم کرکے ان کو گورنمنٹ سکول کا نام دینا یا تعلیم کو متروک بتانا دہرم پال جیسے منطق دان کا ہی کام ہوسکتا ہے ایسا جج بہی کہان پایئے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ لائق افسران پولس پوری قابلیت اور نہایت جانفشانی سے نہایت پیچیدہ مقدمات کا سراغ لگانے میں کامیاب ہوئے ہیں مگر جج صاحب کے پاس مثل جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں پولس کی مثل نہایت خراب واقعات سے بہری ہوئی ہے اسکو موقوف کر دو۔

بس صحیح بات تو یہ ہے کہ اس تحریر کو ویدک دہرم کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرنا دہرم پال کے نقص دماغ کا قصور ہے۔ چہٹی فصل کے بیان کا بہی یہی حال ہے سوامی دیانند ان سب باتون کو غلط اور قابل تردید بتاتے ہیں۔ دہرم پال سوامی دیانند کے یہ الفاظ بہی نقل کرتا ہے کہ عورت سے گہوڑے کی صحبت کرانا دام مارگیون کے سوا کسی کا کام نہیں۔" پس بطور ایک ویدک دہرمی وکیل کے سوامی دیانند اسے وید کے مخالفون کا بیان قرار دیتا ہے۔ شہادت ویدک دہرمیون کا ادر کوئی اور شہادت دہرمپال نے پیش نہیں

نہیں کی۔ خود وہ نہ سنسکرت جانتا ہے نہ وید منتر کا ترجمہ کرسکتا ہے۔ تب
وام مارگیون کے معنی کو لیکر ویدک دھرم کو نشانہ اعتراض بنایا۔ کس طرح کسی سمجھدار
کے نزدیک معقول ہو سکتا ہے ہم پھر زور سے کہین گے کہ ویدک رشیون کے خلاف
دھرم پال کے پاس ایک بھی شہادت نہیں جو کچھ اس نے تینون فصلون میں لکھا
سوامی دیانند کی قابلیت کا ثبوت ہے کہ اس نے مذہبی جہدون اور
مذہب کے نام پر بدمعاشی بدچلنی پھیلانیوالون کو کھوج کھوج کر گرفتار کیا ہے
بدمعاشون نے ہر چند اپنے آپکو چھپایا تھا ہر لحاظ سے پوشیدہ انتظام کیا تھا لیکن
دھنیہ ہے رشی دیانند جو چھپے ہوؤن کے گھر تک پہونچگیا رہا یہ ویدک دھرم کو
ہی فخر ہے کہ گئے گذرے زمانے میں بھی اس کے نام کی بدولت وام مارگ پوشیدہ ہی
رہا اور یہ ویدک دھرم کی ہی عظمت ہے کہ لوگون کی حالت گو دن بدن
گرتی آرہی ہے اور بقول پروفیسر میکس مولر و حسب شہادت خود دھرمپال
ہندوؤن کو مسلمانون کی صحبت زیادہ سے زیادہ بگاڑ رہی ہے۔ پھر بھی ان میں
نیک چلنی کا اسقدر احساس ہے کہ انہون نے وام مارگ کا گویا نشان ہی گرا دیا ہے اور اگر
کہیں اس کا نام و نشان ہے بھی تو وہ پبلک پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔ ہم دھرم پال کو
چیلنج دیتے ہیں کہ وہ سوچ کر بتائے کہیں وام مارگیون کا پبلک لیکچر اس نے سنا
کہیں ان کے جلسے کا نوٹس دیکھا یا کہیں کسی نے یہ پکش لیا کہ ہندوؤن کا
اصلی دھرم وید وام مارگ کی تعلیم دیتا ہے اس کا جواب سوائے نفی کے ہو
نہیں سکتا۔ پس ویدک دھرمی بزرگون و رشیون کے خلاف لکھا ہوا تو ہر لحاظ سے جھوٹ
اور محض جعلسازی ہے البتہ بزرگان اسلام کی بابت پوزیشن صاف ہونی باقی ہے
جنکا وکیل دھرم پال اپنے آپکو اسوقت ظاہر کرتا ہے۔

تیسری فصل۔ بزرگان اسلام و دہرمپال کی خوردبرداری

ناظرین! دہرمپال کے بلا وجہ بلا ثبوت بلا ضرورت ویدک دہرمیوں کے بزرگوں کے متعلق بے بنیاد اور جھوٹے و شرر انگیز مضامین لکھنے پر تعجب نہ کیجئے وہ خود استاد دیکھتا ہے کہ وہ جس رکابی میں کھاتا ہے اسی میں چھید کرتا ہے ویدک دہرمیوں کے ساتھ تو بلا التعلق ہی بہت تھوڑا ہے جس مسلمانی مذہب میں اس کا باپ ماتا جس مذہب میں وہ خود پیدا ہوا جس مذہب کا وکیل بن وہ اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے اس کے بزرگوں کے متعلق اس نے کیا کیا لکھا ہے اس کا علم آپکو ہو جائیگا تو تعجب اور افسوس کی ضرورت نہ رہیگی دین اسلام میں سب سے اعلے شخصیت حضرت محمد صاحب کی ہے۔ ان کے متعلق وہ لکھتا ہے۔

خود قرآن سے ثبوت ملتا ہے کہ بانی اسلام محض لونڈیوں پر دست درازی کی وجہ سے عوام میں بدنام ہوا۔ اس بدنامی کو چھپانے کے لئے سورۂ تحریم گھڑی گئی۔ سورۂ تحریم ہی مسلمانوں کے اخلاقی تنزل کا بنیادی پتھر ہے۔ (تعداد ازدواج پر انگشت نمائی ہونے پر مسلمان جواب دیتے ہیں) حضرت محمد صاحب کو اللہ میاں نے سو مرد کی طاقت دے رکھی تھی وغیرہ وغیرہ مگر جس بات کو وہ فخر سمجھتے ہیں وہی بات دراصل سوسائٹی کی تنزل کی جڑ بلکہ بہت سے گناہوں کا سرچشمہ ہے۔ کیا یہی بات نہیں تھی جس نے اس شخص کو اپنے بیٹے کی عورت پر گرا دیا اور ایک بڑی مثال قائم کی۔ (نخل اسلام ص ۷۸) اور دیکھئے ہم جو چاروں طرف عورتوں کی آہ و زاری کو سن رہے ہیں ہم ان کے مرجھائے ہوئے چہروں کو ان کی اندر دھنسی ہوئی آنکھوں کو ان کے زرد رنگ کو ان کی کمزوری کو ان کی قید کو دیکھ رہے ہیں ہم جو ان کو اپنے چہروں پر بھاری بھاری نقاب ڈالے ہوئے اور ایسے ٹاٹ کے ڈولیوں میں سوار یا گھر کی چار دیواری کے اندر مقید پاتے ہیں گویا کہ وہ عرفی قیدی ہیں جن کو

باہر کی ہوا لگنا خلاف قانون ہے اس تمام خوفناک اور نہایت ہی گری ہوئی
حالت کی تہ میں کون سی چیز کام کر رہی ہے

کیا یہ سچ ہے کہ مستورات ہند کی ہاتھوں کی زنجیریں پاؤں کی بیڑیاں
آنکھوں کے نقاب زمانہ مابعد کے اختراعات ہیں۔ ہاں یہ سب کچھ اُس
زمانے کے اختراعات ہیں جبکہ مسلمانوں کا قدم یہاں پر آیا اور ان تمام
باتوں کا تعلق محمد کی بے قراری کے ساتھ ہے محمد کی ایک حرکت کروڑوں
ہی بندگان خدا کی آزادی کو چھین لینے کا موجب ثابت ہوئی
دنیا میں اس زہریلے پردے کا موجب محمد ہے۔

ایسے ہی الفاظ میں کر وہ آیۃ قرآنی کا ترجمہ کرتا ہے۔

اے محمد تو دل میں ڈر رہا ہے کہ ہائے لوگ کیا کہیں گے مگر اللہ تعالیٰ
اس رازِ سربستہ کو آشکارا کرنا چاہتا ہے۔ دہرمپال پھر لکھتا ہے

محمد کے دل میں ایسا کونسا خوف تھا اور ایسی کون سی کاوش تھی جو
اس کو بیتاب کر رہی تھی ابن عباس کے نزدیک یہ زینب کا عشق تھا جس نے
محمد کے دل کو ماہی بے آب بنا رکھا تھا۔ زینب اور محمد کے متعلق آیات
قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے ایک بہت ہی بڑا مفسر معالم التنزیل صفحہ ١٧٦
میں یوں لکھتا ہے (عربی عبارت کا ترجمہ) جب زینب کا زید کے ساتھ نکاح
ہو گیا تو وہ کچھ مدت اس کے پاس رہی تو ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت
رسول اللہ زید کے گھر میں تشریف لے گئے انہوں نے زینب کو چولی پہنے اور
دوپٹہ اوڑھے ہوئے دیکھا زینب قریش کی تمام عورتوں میں سے زیادہ گوری
خوبصورت اور جمیلہ تھی حضرت اس کے حسن پر شیدا ہو گئے۔

حضرت نے اس کو دیکھ کر فرمایا سبحان اللہ مقلب القلوب یا اس
کے بعد مختلف متعلقہ شخصیتوں کی نمائش کی یا حضرت صاحب کو حسب ضرورت
آیتیں اترنے اور جلد جلد کا ذکر کرکے اور یہ بتا کر کہ زید حضرت صاحب کا

متبنےٰ بیٹا تہا اور بیٹے کی عورت کی طرف اون کی طبیعت مائل ہونے سے ان کی بدنامی ہوتی وغیرہ۔ آگے لکہا ہے آخر زید نے زینب کو طلاق دیا اور حضرت صاحب نے زید کے ہی ہاتہہ زینب کو پیغام بھیجا اس کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ .... محمد فوراً اوس کے گھر پہونچا۔ مفسرین کا بیان ہے کہ جب محمد زینب سے خلوت کرنے لگا تو زینب نے اعتراض کیا کہ آپ بلا نکاح اور خطبہ کے یہ کیا کرنے لگے مگر محمد جو دوسروں کے لئے نکاح اور خطبہ کی ضرورت سمجھتا تہا اپنے لئے اس کی انتظاری نہ کر سکا بلکہ اس نے جواب دیا کہ اللہ خطیب ہے اور جبرائیل گواہ۔"

محمد کی اس جلد بازی بے قراری و بے اختیاری کے بعد ازاں نہایت ہی خطرناک پہل پیدا ہوئے یہ خبر آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی اور محمد ہر کس و ناکس کی ملامت کا نشانہ بن گیا۔ بھلا جواب محمد کے پاس سوائے گالی گلوچ لعنت پھٹکار قتل و غارت کے اور کوئی نہ تہا۔"

اس کے بعد اس واقعہ اور حضرت محمد صاحب کی بیویوں کے متعلق ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں عجیب قسم کے جھگڑے ہیں لوگ کچھ کہتے ہیں محمد صاحب آیتیں خدا کے نام سے سنا کر اون کو ڈراتے دہمکاتے ہیں تاکہ وہ اون کی عورتوں سے ان کی زندگی میں یا اون کے بعد دہیان نہ کریں اور لے پالک کی بیوی سے بغیر نکاح تعلق رکھنے پر حرف گیری نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ حضرت کی اسی حرکت سے آئندہ پردہ جاری ہونا ثابت کیا ہے۔

اس کے بعد ساتویں فصل میں لکہا ہے۔

"اُنہوں (شاہان اسلام) نے اپنی گراوٹ کے لئے کسکو نمونہ بنا رکھا تہا اور اون کے سامنے کس کی مثال تہی اور تعلیم کون سی۔ مثال محمد کی تہی اور تعلیم قرآن کی شاہ جہان کبھی بھی دو ہزار عورتیں گھر میں نہ رکھہ سکتا تہا اگر محمد صاحب

نے دائیں ہاتھ کے مال کی اجازت نہ دی ہوتی اور وَمَا مَلَکَت اَیمَانُکُم کی آیتیں نہ گھڑی ہوتیں وَمَا مَلَکَت اَیمَانُکُم ایک ایسا حکم ہے کہ جس سے کوئی بھی مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق پیٹ بھر کر عیاشی کر سکتا ہے اور اپنی عیاشی کے لیئے اسی وَمَا مَلَکَت کو پیش کر سکتا ہے۔ محمد نے نہ صرف کانکو بائن (concubine) رکھنے کی تعلیم دی بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھایا چنانچہ مفسرین کے بیان کے مطابق علاوہ بیاہتا عورتوں کے محمد کے ہاں تین اس قسم کی عورتیں بھی تھیں ایک ماریہ قبطیہ دوسری ریحانہ تیسری نتھونہ .....

آپ نے گیارہ عورتوں کو بیوی بنایا اور دس بیویاں ایک وقت میں ان کے پاس بھی موجود تھیں جن میں سے نو بیویاں آپکی وفات کے بعد بھی مدت تک زندہ رہیں (۱) عائشہ (۲) حفصہ (۳) سودہ (۴) ام سلمہ (۵) زینب (۶) ام حبیبہ (۷) جویریہ (۸) صفیہ (۹) میمونہ یہ تینوں لونڈیاں ان کے علاوہ تھیں .... تعداد ازواج اور مَا مَلَکَت اَیمَانُکُم کا نہایت ہی خطرناک اور زہریلا مسئلہ اور خوفناک تعلیم ہی مسلمانوں اور خصوصاً مسلمان بادشاہوں کے کیرکٹر کو گرانے کا موجب ہوئی ہیں تعداد ازواج کو جانے دیجیئے کانکو بائنزم کو دیکھیئے کہ محمد نے اس کو مذہبی جامہ پہنا کر دنیا میں کس قدر زہر کا پرچار کیا۔ مگر محمد کیا جانتا تھا کہ اس کے بعد اسکی یہ تعلیم دو خوفناک پھل پیدا کریگی جو شاید اس نے اپنے وہم و گمان میں بھی نہ آئے ہوں دنیا کو ایک طرف چھوڑ دو خود محمد ان زہریلے اثرات سے نہیں بچ سکا جن کہ وہ اپنی حیات ہی میں شکار ہوا۔ اور جن سے اون کی زندگی تلخ ہو گئی۔ اس کے سورہ تحریم کا ذکر کر کے بتایا ہے کہ محمد باری باری اپنی عورتوں کے پاس جایا کرتا تھا ایکدن حفصہ کی باری تھی محمد اس کے پاس گیا اس واقعہ کی تفصیل معالم التنزیل کا مفسر اسطرح بیان کرتا ہے (دیکھو صفحہ ۱۹۶)

حمید بن حفصہ کی باری تھی حفصہ نے رسول اللہ سے اجازت مانگی کہ وہ

اپنے باپ سے ملنے جاتی ہے رسولؐ نے اس کو اجازت دیدی جب وہ چلی گئی تو رسول اللہؐ ایک لونڈی ماریہ قبطیہ کو بلایا اور حفصہ کے اندر لے گیا اور اس سے صحبت کی جب حفصہ واپس آگئی تو اس نے دروازہ کو بند پایا وہ دروازے کے باہر بیٹھ رہی جسوقت رسول اللہ باہر نکلے وہ پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور اون کے چہرے سے پسینہ ٹپک رہا تہا حفصہ رو پڑی. حضرت نے پوچھا کہ کیوں روتی ہو۔ اس نے کہا کہ میں روتی.. ہوں کہ کیا تو نے اسی لئے مجھے باپ کے گھر بھیجدیا تہا تو اپنی لونڈی کو میرے گھر لایا اور میری باری میں اس کے ساتھ ...... اور پھر میرے ہی بستر پر۔ تجھے میری عزت کا اور میرے حق کا ذرا بھی خیال نہ آیا! اس کے بعد محمد صاحب کی گھبراہٹ اور اون کی بیویوں کی ناراضگی وغیرہ کا بڑا لمبا ذکر ہے

محمد صاحب اپنے مطلب کی آیتیں سناکر کبھی ان کو خاموش کراتے کبھی دھمکاتے اور آخر اون پر فتح پاتے ہیں یہ بیان نہایت مذاقیہ طور پر کیا گیا ہے اور پھر محمد صاحب پر حلف شکنی وغیرہ کے الزام لگائے اور ان ہی کی مثال سے اورنگ زیب کے معاہدے توڑنے اور مکر و فریب وغیرہ کے نتائج جتائے ہیں

ساتویں فصل میں لکھا ہے.

وہ بے صبری بے اختیاری اور بیقراری کی حالت میں محمد نے جو جو غلطیاں کیں وہ نہایت ہی خوفناک تھیں یہ غلطیاں اس کی سنگدل کمزوری کو ظاہر کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتیں ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن ہم کو بتاتا ہے کہ محمد اپنی اس قسم کی لغزشوں پر نادم تو ہوتا تھا لیکن بعد میں وہ کچھ ایسا اڑ بیٹھتا تھا کہ اپنی غلطی کو الہام کے پردے میں چھپاکر اپنی بیکس و بیبس عورتوں کو بھی دھمکانے سے باز نہیں رہتا تھا ان کو طلاق کی دھمکی دیکر دینا تو ایک معمولی سی بات تھی اس کے بعد عورتوں سے بے انصافی اون پر ظلم اور محمد کی تعلیم کے

کے متعلق مسلمانوں میں کئی اختلافات اور فرقہ بندی نیز مسئلہ طلاق پر بحث کر کے محمد اور اس کے دین کو ہر لحاظ سے غلطیوں سے پُر ثابت کیا ہے اور بتایا ہے کہ آریوں میں عورتوں کے متعلق اگر کوئی اوچھے خیال سمائے ہیں تو یہ محض محمدیوں کے طفیل ہندوستان میں آگئے ہیں صفحہ ۱۴۳ کے اخیر میں یہ الفاظ ہیں۔

پھر کیا محمد نے جو گیارہ عورتیں کیں کیا اس کی وجہ صرف یہ ہی تھی کہ اس کو بدکاری کا ڈر تھا اگر یہ کہا جاوے کہ تعداد ازدواج حصول اولاد کے لئے جائز رکھا گیا ہے تو محمد کے کیوں نہ بہت سی اولاد ہوئی جو ہوئی اور بھی وہ اسی وقت کی تھی جبکہ اس کی ایک عورت تھی مگر جب اس نے بہت سی عورتیں کیں تو قوت تولید کا کمزور ہو جانا ضروری تھا بچے پیدا ہوئے مگر ایک بھی زندہ نہ رہا اور سب مر مر گئے یہ ہے نیچرل رول اور قدرتی اصول (۱۴۳) محمد زمانہ ساز تھا جس قسم کا موقعہ دیکھتا تھا اسی قسم کا الہام گھڑ لیتا تھا (۱۹۵) جب محمد کی پہلی عورت خدیجہ کا انتقال ہو گیا تو محمد نے اسی پیرایہ میں ہی کھیل کھیلنی شروع کی چونکہ محمد خدیجہ کی بدولت دولتمند ہوا تھا قرآن اس کی بابت شہادت دیتا ہے اس لئے اس کو خدیجہ کا پاس مد نظر تھا اس کے جیتے جی محمد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکتا تھا جو کہ اس نے بعد میں کیں غیر مسلموں نے محمد کی ان حرکات پر اظہار نفرین کیا اس سے محمد اور بھی جل بھن گیا۔ اگر اس کے دل میں پہلے ہی بغض کینہ تھا تو اب مستحکم ہو گیا اور اپنے دشمنوں کا خون گرانے کے درپئے رہنے لگا غرضیکہ اس موقع پر جو جو الہام محمد کو ہوئے ہیں وہ نہایت ہی خوفناک ہیں (۱۹۶)

محمد نے جس برتن میں کھایا اسی کو ہی توڑا جن عیسائیوں نے اس کی گاڑھے وقت پر مدد کی تھی ان کو ہی آخرکار اس نے بدترین حیوان بتایا۔ اور یہودیوں کے ساتھ بیرحمی سے سلوک کیا۔ اور ان پر ایسا خوفناک جزیہ لگایا جسکو کوئی

گورنمنٹ پسند نہ کرے گی جب محمد نے خود ایسا کیا ہو تو اُس کے نقش قدم پر چلنے والا اورنگ زیب کیونکر پیچھے رہ سکتا تھا۔ ان لوگوں کی بدولت اس کی جان بچی تھی اون کو بھی اس نے زہر دیکر مارا۔ جنہوں نے اس کو تخت تک پہونچنے میں مدد دی تھی آخرکار اورنگ زیب نے اون کا بھی خون بہایا اورنگ زیب جس نے مادر زاد بھائیوں کو نہ چھوڑا وہ غیر مسلموں پر کیا رحم کر سکتا تھا اورنگ زیب حلف دروغی اور غداری کا ایک نمونہ تھا۔ اور وہ اپنی ان تمام باتوں کے لیئے محمد اور محمد کی تعلیم پر ہی بھروسہ کرتا تھا (۱۲۳)

سمجھئے ناظرین! ویدک دھرمیوں پر الزامات تو عبارت کے دھوکے میں لگا تھا یعنی ویدک دھرمی دام مارگیوں کے بیانات کو ہمارے ذمہ ٹھہرا گیا جس کا پول کھل چکا۔ مگر حضرت محمد صاحب پر تو کھلم کھلا واقعات کی بنا پر معہ اپنے زبردست ثبوتوں کے دھرم پال نے الزام لگائے ہی نہیں وہ مخفی اسلام کے صفحہ ۹۴ پر اور بھی خطرناک اور سنگین الزامات لگا رہا ہے۔

"شاہان اسلام کا کیرکٹر کسقدر قابل افسوس تھا اور کہ انہوں نے اہل ہند پر کسقدر زہریلا اثر کیا۔ مگر بقول مسٹر نکولاؤ اس قسم کی تمام کاروائی کے لیئے اُن کے سامنے اُن کے ماسٹر محمد کی مثال موجود تھی۔ چونکہ اگر سید صاحب کا بیان درست ہے اور محمڈن لا نامی کتاب کے مصنف نے جو کہ گورنمنٹ کی اجازت سے لا کالج میں پڑھائی جاتی ہے اپنی کتاب میں اس کا حوالہ دینے سے دریغ نہ کیا اپنے بیٹے کی جورو کو تو ایک طرف اپنی ہمشیر بہن شیر دہ کنندہ ماں کی طرف بھی کچھ ایسا ہی ارادہ رکھتا تھا جب شاہان اسلام کے ہیرو کی اپنی مثال ایسی ایک افسوسناک مظاہرہ پیش کر رہی ہو اور جب دلخواہ تعداد میں کنیزکوں و concubines سے اپنے حرم بھر لئے کو بہر نہ کہنا شرع اسلام اور مثال محمدی کے عین مطابق ہو تو پھر کونسی بات

تھی جو مسلمانوں کو سنگشول مارہیٹ میں گرنے سے روک سکتی۔

حضرت محمد صاحب کے علاوہ خلفا کے متعلق یوں برخورداری دکھائی ہے۔

اس فردوس بر روئے زمین کا ذکر کرتے ہوئے ہم ذرا مسلمانوں کے امیر المومنین خلیفوں کے کیرکٹر کا بھی ذکر ساتھ دکھانا چاہتے ہیں جو کہ محمد کی تعلیم کو روئے زمین پر پھیلانے کے لئے مدعی تھے اور جن کے وقت میں یورشیں شروع ہوئیں۔ دھرم پال کہتا ہے۔

نفحۃ الیمن کتاب کا ہمارے کالج کے عربی کورسوں میں انتخاب تھا اس میں علاوہ اور قصہ کہانیوں کے مسلمانوں کے سردار اعظم خلیفہ ہارون رشید کی چند ایک کرتوتوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک شرمناک کرتوت نہایت کھلے الفاظ میں بیان سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کا یہ سردار ایکدن ایک لونڈی کے پیچھے بھاگا۔ لونڈی نے کہا کہ آپ آج کا دن مجھے چھوڑ دیں امیر المومنین نے کہا کہ اچھا وعدہ کرو۔ لونڈی نے دوسرے دن کا وعدہ کیا دوسرے دن مسلمانوں کا سردار پھر اس کے دروازے پر جا ڈٹا۔ لونڈی نے کہا اے امیر المومنین کَلَامُ اللَّیلِ یَمحُوہُ النَّہَارُ۔

رشید نے اس وقت اپنے شاعروں کو بلایا چنانچہ ارکاشی مصیب اور ابونواس حاضر ہوگئے بادشاہ نے کہا کہ کلام اللیل یمحوہ النہار پر اشعار کہے سب نے فی البدیہہ اشعار کہے مگر مسلمانوں کے سردار کو کچھ لذت نہ آئی آخر ابونواس نے جو اس خلیفہ کے مونچھ کا بال تھا یہ شرمناک اور گندے فحش اشعار کہے۔

(دیکھو نخل اسلام صفحہ ۱۳۳)

ان اشعار کو سن کر امیر المومنین صاحب مارے خوشی کے اچھل پڑے اور قاتلک اللہ پکار اٹھے .... دیگر شاعروں کو تو پانچ پانچ ہزار درہم انعام دئے مگر ابونواس کو اس گندہ ذہنی کے لئے دس ہزار درہم اور ایک خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا گیا اس کے علاوہ مسلمان بادشاہوں کی بابت دھرم پال لکھتا ہے

۳۔ مسلمان بادشاہ

وینس کا سیاح مسٹر نکولاؤ اپنی تصنیف سٹوریا ڈو میگور Storia do Mogor
vol. II p. 99 میں لکھتا ہے کہ مسلمان اپنے گورو محمد کی تقلید
کرتے ہوئے بڑے ہی sensualists (زانی) ہوتے ہیں اسی لئے ان
میں ایسے آدمی ہوتے ہیں بالخصوص امیر اور بادشاہ جو کئی بیویوں پر صبر نہ کرکے
جذبۂ حیوانی کی سیری کے لئے اور وسائل ڈھونڈھتے ہیں۔

مصنف کا دعویٰ ہے کہ شاہ جہاں بیگمات پر قناعت نہ کرکے اپنے امرا
کی عورتوں سے ناجائز تعلق رکھتا تھا۔ اس کتاب کی پہلی جلد کے ۱۹۲ صفحہ پر
وہ شاہ جہاں کی دو ہزار عورتوں کا ذکر کرتا ہے یہ مصنف شاہ جہان اورنگ
زیب کے زمانے میں ہندوستان میں موجود تھا اور چونکہ وہ ایک بے لگاؤ
اور لائق محقق ہے اس لئے اس کا یہ لکھنا خاص معنی رکھتا ہے کہ ان تمام خرابیوں
کی بنیاد خود حضرت محمد صاحب کی ذات ہے۔

جعفر خان ایک اعلیٰ عہدہ دار تھا اس کی عورت شاہ جہان کے جذبۂ شہوت
کا شکار ہوئی۔ سردار خلیل اللہ خان کی عورت کو اُس نے ناپاک کیا۔ شائستہ
خان کی خوبصورت اور پاکدامن عورت پر کوئی منتر نہ چلا تو دھوکہ دیا۔
اپنی بڑی لڑکی سے اسے دعوت دلوائی۔ لڑکی نے اس کے آنے پر اسے شاہ جہان کے
حوالہ کر دیا اور اس نے زبردستی اس کی عصمت دری کی وہ بیچاری گھبرا کر غم
کھاتی ہوئی مر گئی شاہ جہان نے ۴۰ x ۲۰ فٹ کا کمرہ ایک نئے محل میں
بنوایا اس کی دیواروں اور چھت پر بڑے بڑے لمبے آئینے لگے تھے تاکہ
عیاشی کے وقت کا عکس وہ ان میں سے دیکھے۔ مینا بازار میں وہ ایک
تخت پر بیٹھکر جاتا جسکو عورتیں اٹھاتی تھیں وہ خود جدھر اس کی نیت
بگڑتی۔ تخت سے اترتا اور دوکان پر جاکر سودا کرتا۔ شرائط و موقعہ طے
ہونے پر وہ عورت وقت مقررہ پر پہونچ جاتی ان کے علاوہ بازاری عورتوں

کو بھی بلاتا۔ بیگمات کے علاوہ دو ہزار عورتیں کہی تھیں شاہ جہان شہوت پرستی کے سبب سے ہی بڑھاپے میں کنتھرن کا حد اعتدال سے بڑھ کر استعمال کر کے بیمار رہا اور مرا۔

اورنگ زیب متقی اور پرہیزگار تھا وہ مشہور کرتا تھا کہ میں اس دنیا سے کنارہ کروں گا۔ مکہ کے حج کو جاؤں گا۔ زہد و اتقا کا جامہ اوڑھے لمبی لمبی نمازیں پڑھتا اور زمین پر سوتا۔ فقیرانہ بھیس رکھتا۔ قرآن خوانی میں مشغول رہتا تھا اس کی بابت بھی سٹوریا ڈو منگو میں لکھا ہے کہ باوجود اپنے بناوٹی زہد کے کچھ مدت تک وہ شراب و کباب میں مصروف رہا ایک ناچنے والی لڑکی پر عاشق ہو گیا روزہ نماز بھول کر رات دن شراب کباب ناچ اور دیگر افعال شنیعہ میں لگ گیا آخر لڑکی مر گئی اور اس نے از سر نو زہد کا لباس اوڑھ لیا۔

اسی طرح سٹوریا ڈو مینگور مطبوعہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی جلد ا کے حوالہ سے مغل بادشاہوں کی لڑکیوں کی بابت لکھا ہے۔

اکبر کے داماد نے اس کے برخلاف سازش کر کے تخت پر بیٹھنا چاہا اس لئے آئندہ کے لئے مغل بادشاہوں کی لڑکیوں کی شادی نہ کرنے کا قاعدہ بنا۔ شاہ جہان کی دو لڑکیاں ناجائز طریقوں سے اپنے جذبات کی سیری کے سامان ڈھونڈتیں۔ بڑی لڑکی نے قلعہ کے باہر اپنا محل بنوایا۔ ان شہزادیوں کے اپنے آدمی تھے جو خواجہ سرا ان کی معرفت محل میں لائے جاتے تھے۔ اور وہ اکثر عورتوں کے لباس میں جاتے تھے کئی دفعہ وہ پکڑے گئے۔ اور مار ڈالے گئے۔ چھوٹی لڑکی روشن آرا بیگم سفر میں کسی لڑکی کو اپنے ہودج میں ساتھ نہ رکھتی تھی بلکہ ایک نوجوان کو زنانہ لباس میں ساتھ رکھتی تھی اورنگ زیب اکبر والے قاعدہ کو بند کر کے لڑکیوں کی شادی کرنا چاہتا تھا لیکن اسے قاعدے کے خلاف موقعہ نہ ملتا تھا آخر یوں ہوا کہ

اورنگ زیب کی بڑی لڑکی جو بڑی عمر کی ہو چکی تھی روشن آرا کے حالات سے واقف تھی اس کو پتہ لگا کہ روشن آرا نے اپنے محل میں ۹ نوجوان عورتوں کے لباس میں رکھ چھوڑے ہیں اس نے اپنی ماں کو درخواست کی کہ برائے خدا ان میں سے ایک جوان مجھے دیدو مگر اس نے جواب دیا کہ میں نہ دوں گی۔ اگر تجھکو ضرورت ہے تو اور منگوا لے ناچاقی ہوئی اور لڑکی نے اورنگ زیب کے پاس بھانڈا پھوڑ دیا۔ روشن آرا کے محل کی تلاشی ہوئی ۹ آدمی مروا ڈالے گئے۔ اور روشن آرا بھی ماری گئی نخل اسلام صفحہ ۴۷، ۴۸، ۴۹

علاء الدین خلجی نے ہندو راجاؤں کے خاندانوں کو حیوانی جذبہ سے اندھا ہو کر تباہ کیا۔ گجرات کے راجہ کرن کی حسین بیوی کملا دیوی کی عزت اس نے برباد کی اس کی لڑکی دیول دیوی کی اپنے بیٹے خضر خان سے شادی کر دی مگر خضر خان کے بھائی نے اس کو قتل کیا اور دیول دیوی سے زبردستی نکاح کیا۔ پھر اس کو خسرو خان اس کے وزیر نے قتل کیا اور دیول دیوی کو اپنے نکاح میں لایا یہ خسرو خان ہندو سے مسلمان ہو گیا تھا اور اپنی باری میں وہ دوسرے ہی سال میں۔ غیاث الدین تغلق کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اکبر سا بادشاہ نیک سمجھا جاتا تھا مگر ہندو راجاؤں سے اس نے جبراً بیٹیاں لیں۔ مینا بازار کا وہ موجد تھا جس میں امرا کی عورتوں کو شامل ہونا پڑتا تھا۔ چتوڑ کے راجپوت جیمل کی عورت کو لینے کے لئے اوس نے کشت و خون کی۔

شاہان اسلام نے اہل ہند کے سامنے اپنے چال چلن یا اعمال کی کوئی مثال ایسی پیش نہیں کی جسکو اہل ہند نمونہ بنا سکتے یا جو ان کے کیرکٹر کو ابھارنے کا موجب ثابت ہوتی .... شاہان اسلام نے ہندوستان کو نیچے کی نیچے گرایا اور اس کو زیادہ تر اپنے ہی جذبات کا شکار بنایا ......
انہوں نے اپنے زمانہ میں ناگفتہ بہ کارروائیاں کیں۔ نخل اسلام صفحہ ۲۶

نقل اسلام کو ختم کرتے ہوئے دھرم پال لکھتا ہے۔

وہ شاہ جہاں جس کی بدچلنی کا خاکہ ایک معتبر تواریخ کے ذریعہ سے پیچھے دکھا چکے ہیں اس کے اپنے حرم سرا میں مذکورہ بالا شعر۔

اگر فردوس بر روئے زمین است

ہمین است وہمین است وہمین است

ابھی تک لکھا ہوا موجود ہے ہم نہ صرف شاہ جہاں کی بدمعاشیوں کا خاکہ کھینچ چکے بلکہ اسی فردوس بر روئے زمین میں اس کی لڑکیاں بھی جس قسم سے نوجوان اپنی اپنی حرم سراؤں میں عورتوں کے بھیس میں پوشیدہ رکھتی تھیں اور اون سے عملاً ذن کا کام لیتی تھیں اس کا ذکر بھی ہم مسٹر نکولاؤ کی تاریخ کے حوالے سے پیچھے کر آئے ہیں اب ہر ایک شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جس ملک میں اس قسم کے بدچلن اور بدافعال بادشاہ ہوں جیسا کہ شاہ جہاں تھا۔ اس ملک کے رہنے والوں کے کیریکٹر پر کیونکر برا اثر نہ ہوگا۔ لاکلام اس کا اثر پڑا اور اہل ہند اسلامی عملداری میں کیریکٹر کے لحاظ سے بہت گر گئے مگر اگر ان کی گراوٹ بادشاہوں کی مثال کو لے کر تھی۔ تو اسلامی بادشاہوں کی گراوٹ محمد اور محمد کی تعلیم پر مبنی تھی وہ اس قسم کی کارروائیوں کو مذہبی جائز کرتے ہوئے ذرا بھی تو نہیں جھجکتے تھے اس سارے بیان کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمان ہندوستان میں بطور فاتح قوم کے داخل ہوئے۔ فاتح قوم کی حرکات و سکنات کی نقل کرنا ہر ایک مفتوح قوم کا خاصہ ہے۔ اہل ہند مفتوح تھے اونہوں نے فاتح قوم کے کیریکٹر کو دیکھا اور اس کی پیروی کی فاتح قوم کا کیریکٹر محمد اور محمد کی تعلیم کو لیکر آیا تھا ایسے کیریکٹر کی پیروی کر کے اہل ہند اپنے آدرش سے گر گئے اور بہت کچھ گر گئے ایک ہی فقرے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اہل ہند کے تنزل کے اسباب میں سے ایک سبب اس ملک میں مسلمانوں اور اسلامی تعلیم کے قدم شریف آنا ہے۔

اسی مدعا کو اس نے بار بار زوردار لفظوں میں واضح کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے
اگر ہم شاہان اسلام کی ان تمام دھوکا بازیوں مکاریوں۔ فریبوں
اور قتل و غارت کے لئے اسلام کی تعلیم کو ذمہ دار ٹھہرائیں تو بیجا نہیں ہوگا۔
کیونکہ قرآن میں ایسی تعلیم آتی ہے کہ جس کی رو سے مکاری فریب دھوکا بازی و
جھوٹی قسم کھانا وغیرہ کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ بعض مقامات میں پیغمبران گذشتہ
کی مثالیں دیکر اسبات کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ سب باتیں جائز ہیں۔

اس پہلو میں جس کو سکسئول پالیٹی کہتے ہیں شاہان اسلام نے سب کو مات
کر دیا ہے اس کی وجہ بھی زیادہ تر اون کے دینی پیشوا کی مثال اور خود قرآن
کی تعلیم ہے۔ لونڈیوں کو دائیں ہاتھ کا مال کہکر قرآن نے بد اخلاقی پھیلانے
میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

وہ کونسی چیز ہے جو اس تمام خرابی کی تہ میں کام کر رہی ہے جس سے متحرک
ہو کر شاہان اسلام نے اہل ہند پر نہ صرف جور و ظلم ہی کئے بلکہ ایسی ایسی شرمناک
بدکرداریاں کیں جو اون کے ماتھے پر اور اسلام کے چہرے پر ہمیشہ کے لئے ایک
بدنما دھبہ لگا گئیں۔

مسلمانوں کے اس تمام فسق و فجور۔ جبر و ستم۔ مردم آزاری ستم شعاری کی
جڑ کیا ہے کہ جس سے متحرک ہو کر انہوں نے دین کے نام پر ضمیر کے نام پر خدا کے
نام پر وہ وہ افعال کئے جنکو اگر افعال شنیعہ کہا جاوے تو بیجا نہ ہوگا۔
مسلمانوں کے سامنے تعلیم قرآنی اور مثال محمدی موجود تھی کہ جس کی بنا پر اون
کو سیاہ سے سیاہ کام کرنے کی جرأت ہوتی تھی اور وہ سیاہ کاری کو مذہبی جامہ
میں چھپا کر خوش ہوتے رہے۔ جب ہم جڑ کو تلاش کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچنے کے
بغیر نہیں رہ سکتے کہ در حقیقت محمد اور محمد کی تعلیم نے ہندوستان کو پستی کی حالت
میں پہنچا دیا۔ کیونکہ شاہان اسلام کے سامنے بقول ہنٹر نکولاؤ اپنے ماسٹر محمد کی مثال
بلکہ وہ تعلیم موجود تھی جو یہ شخص عمر بھر اپنے شاگردوں کو دیتا رہا۔ ....

ایک جملہ میں مسلمانوں کی اخلاقی حالت اور پھر جہاں جہاں وہ گئے اُن ملک کے باشندوں کے ہر قسم کے تنزل کی جڑ میں محمد اور محمد کی تعلیم کو ہی ذمہ دار گردانا جا سکتا ہے دنخل اسلام صفحہ ۲۵)

ہمارے خیال میں کوئی بھی آریہ سندھو اپنے بزرگوں پر دھرم پال سے فحش الفاظ منسوب ہوتے دیکھکر یا مخالفین وید کی تحریروں سے اُسے پیروان وید کا دل دکھاتا دیکھکر افسوس یا تعجب نہ کریگا جب وہ حضرت محمد صاحب خلیفہ ہارون الرشید یا اور مسلمان بادشاہوں کے متعلق مذکورہ بالا تحریریں پڑھیگا کہا گیا ہے۔ کہ ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

چوتھی فصل

دین اسلام ہیں اوام مارگ

دھرم پال نے خود ہی سندھوؤں کی عظمت کے گیت گائے اور اسلام کا بارہا پول کھولا ہے اور جو واقعات اس نے اسلام کے خلاف لکھے ہیں ان کو وہ نہایت معتبر واضح کرتا آیا ہے وہ لکھتا ہے کہ

اسی سنہ ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص منظوری سے رائل ایشیاٹک سوسائٹی نے مغلیہ بادشاہوں کی ایک تواریخ کا دو ضخیم جلدوں میں ترجمہ شائع کیا ہے جس کا مصنف وینس کا ایک سیاح مسٹر نکولاؤ ہے جو کہ شاہ جہان کے زمانہ سے لیکر اورنگ زیب بلکہ شاہ عالم کے زمانہ تک سندھوستان میں موجود تھا۔ اس مورخ نے اورنگ زیب کے عہد حکومت کا حال اس تاریخ

سے بڑھ کر کسی دوسری کتاب سے ملنا دشوار ہے اسی طرح اس کے دوسرے بیانات بھی مستند تاریخون کے سہارے پر لکھے گئے ہیں اب ناظرین غور فرماویں کہ گذشتہ فصل کے مندرجہ واقعات کو جو شخص جانتا ہے اور اون کو اپنی قلم کے حوالہ کر چکا ہے وہ کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ ہندوؤن کے خلاف لکھے یا مسلمانون کا طرفدار بن کر دام مارگ پر قلم اٹھا کے۔ ہم دام مارگ جیسے پاجی فرقہ کی وکالت کو گناہ عظیم سمجھتے ہیں اور ہرگز نہیں چاہتے کہ پبلک کا جذبۂ نفرت کسی طرح بھی اون کے خلاف کم ہو مگر پھر بھی ہم یہ ضرور کہین گے کہ دہرم پال دین اسلام کا وکیل بن کر کبھی دام مارگ پر بھی نکتہ چینی نہیں کر سکتا۔ جبکہ وہ گذشتہ فصل کا مضمون بخوبی اپنے علم میں رکھتا ہے اور جبکہ وہ جانتا ہے کہ متعہ جیسی خالص بدچلنی کو بڑھانے والی رسم مسلمانون میں ہے یا کم از کم رہ چکی ہے گنبد دنیا کا اصول تمام عالم پر ظاہر ہے۔ اس لئے دہرم پال کی یہ شرارت تقاضا کرتی ہے کہ وہ بھی کچھہ سُنے۔ کیا؟

صدائے گنبد کی بازگشت

متعہ کیا ہے کوئی مرد کسی عورت سے بعوض مبلغ متعینہ کے مدت مقررہ تک جماع کرے اس کا نام متعہ ہے۔ قرآن کہتا ہے جب مال کے عوض تم نے عورتون سے فائدہ اٹھایا ہے پس ان کو دو جو کچھہ ان کی اجرت مقرر ہوئی ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ۔ اس آیۃ کی تفسیر میں سنی مفسرین نے جواز متعہ میں ابن مسعود سے بہت روایتیں لکھی ہیں۔

قاموس جلد ثانی باب العین فصل الجیم صفحہ ۳۶ ۵ نول کشور میں بتایا ہے کہ ایک عورت کیا تھا کچھہ اجرت مقرر کر کے کئی آدمیون کا ایک ہی رات

میں صحبت کرنا یا کسی اجرت کے عوض خاص وقت تک کسی عورت سے صحبت رکھنا
متعہ ہے (رنڈی بازی اور متعہ میں کیا فرق ہے یہ امر غور طلب ہے)
منتہی الارب ربع ثالث صفحہ ۱۹۱ ۱۸۷۱ء مطبع سرکاری لاہور۔ صراح
صفحہ ۳۴۳ پر ہے۔
متعۃ النکاح زنی را بہ نکاح آوردن جہت تمتع چند روز (کچھ
دنوں کی سیری کے لئے کسی عورت کو نکاح میں لانا متعہ ہے)
قرآن سورہ النساء میں ہے کہ جن عورتوں سے تم نے لذت حاصل کی۔
ان کی مقررہ اُجرت ان کو دیدو۔ جبکہ تم اجرت مقرر کرکے باہم راضی
ہوگئے اس میں تم پر گناہ نہیں۔ یقیناً خدا دانا اور کارساز ہے۔
تفسیر مجمع البیان میں اس آیۃ کا شان نزول اس طرح لکھا ہے کہ
صحابیوں کی ایک جماعت سے روایت ہے اور اون سے ابی بن کعب و
عبد اللہ ابن مسعود و عبد اللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ وہ لوگ
اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے کہ جن عورتوں سے متعہ کیا گیا ہے مقررہ
زمانے تک پس ان کو ان کی اجرت دو۔ اور اس میں تصریح ہے کہ یہ متعہ
سے مراد ہے۔
مترجم مسلم کہتا ہے کہ
متعہ کا نکاح یہ ہے کہ ایک مہر پر ایک مدت معین پر کسی عورت سے
نکاح کرنا اور بعد مدت کے وہ نکاح تمام ہو جاوے اور وہ عورت
بلا طلاق اس کے نکاح سے باہر سمجھی جاوے۔

ترغیب و حوصلہ افزائی

تفسیر منہج الصادقین فتح اللہ شیرازی۔ از ابن بابویہ کہ
او از حضرت امام جعفر صادق روایت می کند
اگر کسی زنی را متعہ کند خالصاً مخلصاً لوجہ اللہ ہر کلمہ را کہ
بر آن زن گوید حق تعالیٰ برائے وے حسنہ نویسد و چون بار سے نزد کی

کند حق عز و جل جمیع گناہان اورا بیامرزد و چون غسل کند لبعدد ہر موے که آب سر او گذشتہ باشد مغفرت و رحمت بوے ارزانی فرماید و از حضرت رسالت پناہ روایت است کہ ہر کہ از دنیا بیرون آورد و متعہ نہ کردہ باشد۔ بد منظر و بد ہئیت باشد مانند کسے کہ بینی او بریدہ باشد (گویا متعہ نہ کیا جاوے تو سمجھو ناک ہی کٹ گئی)

وہی صاحب لکھتے ہیں کہ جو ایکبار متعہ کرے اس کا درجہ حسین کا ہے۔ دو بار متعہ کرنے والے کا درجہ حسن کا تین بار والے کا درجہ علی کا اور چار بار والے کا درجہ میرے (پیغمبر کے) درجہ کی طرح ہے۔

(تو کیوں نہ ایک دو بار اور متعہ کرکے خدا کا درجہ حاصل کیا جائے)

دام مارگ اور متعہ

ویدک دہرمی لوگ کیا آریہ اور کیا سناتن دہرمی دام مارگ کا متفقہ طور پر کھنڈن کرتے ہیں پس ان پر دام مارگ کے نام سے اعتراض کرنا بالکل فضول ہے خاصکر اسلام کے وکیل دہرم پال کا کیونکہ متعہ جیسے مسئلہ سے اسلام خود ان سے زیادہ بدنام ہے دام مارگی تو محض بھیروی چکر کے وقت بھیرو کا درجہ پاتا ہے یا دوج کا۔ یہاں تو حسین حسن علی محمد کا درجہ مستقل طور پر ملتا ہے۔

دام مارگی تو کسی عورت کیساتھ زنا کرنے سے کسی تیرتھ کا ثواب جانتے ہیں لیکن حضرت صاحب کہتے ہیں۔

"جب وقت کوئی عورت مرد کے ساتھ متعہ پر بیٹھتی ہے۔ فرشتہ اس پر اترتا ہے اور اون کا پہرہ دیتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہولیں اگر وہ بات چیت کرتے ہیں وہ اون کا ذکر و تسبیح ہے (بد معاشی کے لئے بل بچھتا یہاں عبادت حق ہے) جب وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو گناہ اون کی انگلیوں سے جھڑ پڑتا ہے (کیوں نہ سب

مسلمان متعہ کے لئے عورتوں کا ہاتھہ پکڑ کر خدا کے بنائے ہوئے دوزخ کو نکما کر دیں۔ اجسیا ایکدوسرے کو چڑتے ہیں۔ خدا تعالی ہر اک بوسے کے بدلے ان کو حج و عمرہ لکھدیتا ہے (کہئیے صحبت سے پہلے ہی وام مارگیوں والے تیرتھوں کا عقدہ حل ہوا کہ نہیں) جب نہاتے ہیں خدا فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے ان بندوں کو دیکھو کہ اٹھے ہیں اور نہار ہے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ میں ان کا خدا ہوں (کیوں نہ ہو خدا کا اعتقاد بغیر متعہ کے مانا ہی کیسے جا سکتا ہے) ان کے بدن سے کوئی قطرہ پانی کا ایسا نہیں گرتا کہ جس کے سبب سے اون کا گناہ نہیں کٹتا جاتا وہ قطرہ دس گنا پاپ دور کرتا ہے۔

حضرت محمد صاحب متعہ کا مہاتم بتا رہے تھے تو حضرت علی نے پوچھا کہ اے رسول اللہ جو شخص اس کام میں کوشش کرے اس کی جزا کیا ہے۔

فرمایا کہ اس کی مزدوری متعہ کرنیوالا مرد اور متعہ کرنیوالی عورت سے اس کے بعد کہا کہ اے علی جب متعہ کرنیوالے مرد اور عورت نہا چکتے ہیں تو پانی کا جو قطرہ ان کے بدن سے گرتا ہے حق تعالی اس سے فرشتے پیدا کرتا ہے کہ وہ خدا کی مالا پھیرتا اور اس کی پاکی بولتا ہے جس کا ثواب تا قیامت نہانے والے کے لئے ہے۔ اے علی جو اس سنت کو یوں ہی کھو دیتا ہے اور اس کو اندازہ نہیں کرتا وہ میرے گروہ میں سے نہیں ہے میں ان سے بیزار ہوں

(اب یہ فیصلہ دھرم پال پر رہا کہ وام مارگ بڑھیا رہا یا اسلام)

یہ بڑیا کہیان حضرت صاحب نے دیا تھا جبکہ سلمان فارسی و مقداد و ابوذر و عمار ان کے پاس تھے حضرت صاحب نے جواب دیا اے لوگو جانو کہ میرے بھائی جبرئیل نے خدا کے پاس سے میرے پاس تحفہ بھیجا ہے اور وہ عورتوں کے ساتھہ متعہ کرنا ہے۔ یہ تحفہ آجتک

کسی پیغمبر کو نہیں ملا۔ (خدا کرے آئندہ بھی کسی کو نہ ملے) یہ متعہ میری سنت ہے میرے بعد جو اس کی مخالفت کریگا وہ گویا خدا سے مخالفت کریگا۔ اور جو خدا کی مخالفت کریگا۔ جہنم میں جائیگا جو آدمی اپنی عمر میں ایکبار متعہ کریگا۔ بہشت میں جائے گا۔

خوب۔ نہ ضرورت قرآن کی نہ نیک اعمال کی نہ شفاعت کی بہشت کے لئے۔ متعہ کا ٹوٹکہ الیسا مل گیا کہ دام مارگ والے فرضی تیرتھ کوکی شمار میں نہیں رہے۔ ایک ایرانی شاعر متعہ پسندوں کے لئے کہتا ہے۔

زن تو کن اے دوست در سر بہار
کہ تقویم پارینہ ناید بکار

متعہ واقعی بدچلنی ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اب متعہ ممنوع ہے لیکن اس امر میں قطعی فیصلہ کوئی مسلمان نہیں دے سکتا کہ فی الحقیقت اب ممنوع ہے۔ یہ صحیح ہے کہ محمد صاحب نے اس کو کبھی حرام بھی کیا۔ لیکن پھر حلال کر دیا۔ عمر صاحب نے اس کے خلاف حکم دیا۔ لیکن قرآن اور رسول کے مقابلہ میں ان کے کہنے کی کیا وقعت ہے۔ مخالفین متعہ کا پروٹسٹ محض یہ ثابت کرتا ہے کہ ان کی رائے میں متعہ بدچلنی ہے اس کے علاوہ جو مسلمان اس کی تردید کرتے ہیں وہ بھی ایک طرح سے قطعی یہی رائے دیتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں جو احساس نیک چلنی کی بابت ہو چلا ہے وہ مسلمانوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے مسئلہ سے دستبردار ہوں۔ ورنہ معتبر مفسرین و محدثین کی رائے میں قرآن سے متعہ کے جواز کو منسوخ نہیں کیا گیا۔ حضرت محمد صاحب نے کوئی آیۃ اس کے خلاف نہیں بیان کی۔

ہاں اختلاف خیال واقعی قابل ذکر ہے

صحیح مسلم جلد مترجم اردو صفحہ ۵۸۰ مطبع صدیقی لاہور سنہ ۱۳۰۵ میں لکھا ابی موسیٰ متعہ کا فتویٰ دیتے تھے تو ایک شخص نے کہا تم اپنے فتوے کو

تم کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے کون سی نئی بات نکالی ۔ پھر وہ لے حضرت عمر سے پوچھا ان سے ۔ انہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کیا اور اون کے اصحاب نے مگر میں جو منع کرتا ہوں اس لئے کہ مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ پیلو کے درختوں میں عورتوں کے ساتھ شب باشی کریں اور پھر حج کو جاویں کہ اون کے سر سے پانی سے ٹپکتا ہو۔

عبد اللہ بن شفیق نے کہا کہ حضرت عثمان نے منع کیا متعہ سے اور حضرت علی اس کا حکم کرتے تھے ۔ حضرت عثمان نے علی کو کچھ کہا تب حضرت علی نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم نے متعہ کیا ہے رسول خدا کے ساتھ ۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں مگر اس وقت ڈرتے تھے ۔

مارندی کا بیان ہے کہ ابتدائے اسلام میں یہ نکاح جائز تھا ۔ پھر باحادیث صحیحہ اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوا اور اس کی تحریم پر اجماع منعقد ہو گیا۔

ابی نضرہ سے مروی ہے کہ میں جابر کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے اختلاف کیا ہے دونوں متعوں سے ۔ سو جابر نے کہا کہ ہم دونوں منع کئے ہیں رسول کے ساتھ ایک متعہ عورتوں کا دوسرے عمرہ کا ۔ پھر منع کیا ان دونوں سے عمر نے اور پھر ہم نے نہیں کیا دونوں کو

(صحیح مسلم جلد ۳ ص ۴)

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ خبر دی مجھکو عروہ بن زبیر نے کہ عبد اللہ بن زبیر کھڑے ہوئے مکہ میں خطبہ پڑھنے کو اور کہا کہ بعض لوگوں کے دل اللہ نے اندھے کر دئے ہیں جیسی اُن کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں مراد ابن عباس سے کہ فتویٰ دیتے ہیں متعہ کے جواز کا ۔ اور وہ طعن کرتے تھے ایک شخص پر اتنے میں پکارا اللہ کو ایک شخص نے اور کہا کہ تم بے علم کم فہم اور نادان ہو اور قسم ہے تیری جان کی کہ متعہ کیا جاتا تھا زمانہ رسول میں

سو ابن زبیر نے ان سے کہا کہ تم اپنے کو آزما دیکھو کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر تم نے متعہ کیا تو میں ٹھیک تم کو تمہارے ہی پتھروں سے ماروں گا۔ جیسے کہ زانی کو مارتے ہیں۔

ابن شہاب نے کہا کہ خالد بن مہاجر بن سیف اللہ نے مجھے خبر دی کہ میں ایک شخص کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے متعہ کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے حکم دیا متعہ کا سو ابن عمرہ انصاری نے کہا کہ ذرا ٹھہرو انہوں نے کہا کہ کیوں اللہ کی قسم میں نے کیا ہے رسول اللہ کے زمانے میں ابن ابی عمر نے کہا کہ اول اسلام میں جائز تھا اس کے لئے جو نہایت درجہ کا بے قرار ہو جیسے مضطر کو مردہ و سور کا گوشت وغیرہ حلال ہے صحیح مسلم جلد ۳ اردو مترجم صفحہ ۳۴۳۔

اس متعہ کے بیان میں آخر میں علی بن ابی طالب کی ۴ حدیثوں کی رو سے اس کی حرمت اور عائشہ اور عباس کے قول کی مطابق اس کا حلال ہونا لکھا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ و مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ متعہ ابتدائے اسلام سے غزوۂ خیبر تک مباح تھا بعد از ان حرام کیا گیا پھر روز فتح مکہ مباح فرمایا۔ تین دن کے بعد پھر حرام ہو گیا۔

صحیح بخاری میں عمران سے روایت ہے کہ ایک آیۂ متعہ کتاب خدا میں نازل ہوئی بعد اس کے کوئی آیت اس کی ناسخ نازل نہیں ہوئی تب ہم لوگ اور ان کے امر سے متعہ کرتے تھے پھر اس کی موجودگی رسول کے اور محمد صاحب دنیا سے چلے گئے ہم کو منع نہ کیا متعہ سے پیچھے عمر نے جو کچھ چاہا کیا۔

تفسیر کشاف میں ابن عباس سے مذکور ہے کہ آیت متعہ منسوخ نہیں اس کا حکم برابر رائج ہے۔

مشکوٰت میں ہے کہ متعہ پہلے حلال تھا۔ خیبر کے بعد مکہ کی فتح کے دن حلال ہوا اس کے بعد تا ابد حرام ہوا۔

یہی ذکر جلد سوم کتاب النکاح میں ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ کتاب ازالتہ الخفا میں لکھتا ہے کہ

عمر گفت من منکر خدا و رسول نیستم لیکن رائے من مقتضی بہ تحریم متعہ است
تحفتہ الاسلام صفحہ ۱۱۱۔

تمام حوالہ جات مذکورہ بالا سے ثابت ہے کہ متعہ کی بابت اختلاف ضرور رہا ہے مگر سوائے حضرت عمر کے اس کے خلاف زوردار الفاظ کی آواز کسی نے نہیں اٹھائی اس کے علاوہ مقابلہ رسول و خدا کے عمر کی رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی اور لوگ سب اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن میں متعہ کو منسوخ کرنے کی کوئی آیت نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلام میں اس مسئلہ کو اچھی طرح خوش آمدید کہا گیا۔

مگر جب غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ صریح بدچلنی ہے بلکہ سچ پوچھو تو رنڈی بازی سے بھی بڑھ کر پُرخطر ہے تب اس نے اس کے خلاف رائے دی پادری عماد الدین نے لکھا ہے کہ

ایران میں کوئی کبھی کبھی عورت نہیں ہے سب شریف زادیاں متعہ کا ثواب حاصل کرا دیتی ہیں اور اس کام کو خدا کی بندگی جانتی ہیں متعہ کی حقیقت اور رنڈی بازی کی ایک ہی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ رنڈی باز عام ہے خواہ کسی فاحشہ عورت کے ساتھ ہو۔ لیکن متعہ کسی خاص پردہ نشین عورت عزتدار یا رسا کسی بھلے مانس کی بیٹی کے ساتھ کیا جاتا ہے خواہ ایکدن کے لئے خواہ زیادہ کے لئے (ہدایتہ المسلمین صفحہ ۲۶۷ و ۲۷۵۔

اب دھرمپال ان الفاظ کے مطلب پر غور کرے۔ داھم مارگی تو آریہ جاتی سے ناپاک بدچلن گنہگار اور ہر لحاظ سے قابل نفرت سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں

شریف پارسا لوگ متعہ کے مرض میں مبتلا ہیں۔ رنڈی بازی سے بڑھ کر اس
خطرناک متعہ نے ایک طرح شریف گھروں میں وہ گناہ پھیلا دیئے جن
سے ہر خدا پرست کو بچنا چاہیئے دام مار کی جیسے اپنے عملوں کو ذریعہ نجات
کہتے ہیں اسی طرح متعہ جیسی خراب رسم کو مسلمانوں میں بندگی اور بہشت کے حصول
کا ذریعہ سمجھا جارہا ہے اور اب تک اسلام کے کئی فرقے اس پر اعتقاد
رکھتے ہیں۔

جوازِ متعہ کا قطعی فیصلہ

لیکن باوجود بعض کی رائے کے برخلاف ہونے کے حضرت عمر کے لڑکے نے قطعی
فیصلہ کر دیا ہے جو ترمذی میں ایک شخص مسمی شامی نے حضرت عمر کے بیٹے سے
سوال کیا کہ متعہ حلال ہے یا حرام۔ اُس نے جواب دیا کہ حلال ہے شامی
نے کہا کہ تمہارے باپ نے منع کیا ہے۔ بیٹا بولا۔ آپ نے دیکھا کہ میرا
باپ منع کرتا تھا اور حالانکہ رسول اللہ نے حلال اور جاری کیا پس
آپ ہی انصاف کریں کہ میرے باپ کا حکم قابل تقلید ہے یا خاتم الانبیاءؐ
کا حکم و عمل شامی ترمذی نے کہا۔ صحیح سندوں کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔
تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ سے ۲۹۱ تک امام فخر الدین رازی نے بعد
لمبی بحث کے بہت سی حدیثیں لکھکر بتایا ہے کہ متعہ جائز ہے۔ اور عہد رسول
میں عام طور پر جاری تھا۔ اور مسلمان مردوں اور عورتوں کا اس
سے بڑا مطلب نکلتا تھا۔

اس کے علاوہ جب عام اصول دین اسلام کا یہ ہے کہ جو کچھ رسول
کے عمل کے مطابق ہے وہ حلال ہے۔ تب اسپر زیادہ بحث کی ضرورت کیا
ہے یہ امر بھی قابل غور ہے ایک دو نے نہیں بہ استثنائے معدودے چند کے
شاید کثیر حصۂ اسلام نے عملاً اس فعل شنیعہ کو مذہبی گیا ہے اس لئے

اسلام کو ان خرافات سے پاک کرنا کسی غازی یا تازی کا کام نہیں یہ وہ لت نہیں جسے ترشی اُتار دے۔ دیکھئے متعہ پر کسقدر عمل ہوا

حضرت محمد صاحب مشہور فاضل عطا نامی سفیر امام محمد باقر سے سوال کرتا ہے کہ آیت وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ کا مطلب کیا ہے

وہ راز کیا تہا جو پیغمبر صاحب نے اپنی بعض عورتوں سے کہا تہا۔ حضرت باقر صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر نے ایک آزاد عورت کے ساتہہ متعہ کیا تہا ان کی بعض عورتوں نے اس پر حضرت صاحب کو تہمت دی۔ حضرت نے فرمایا یہ زنا نہیں نکاح موجل ہے۔ اسے مخفی رکہو۔ جب تک میں خود ظاہر نہ کروں۔ مگر انہوں نے راز افشا کر دیا (برہان المتعہ صفحہ ۲۶)

سید ابوالقاسم فرماتے ہیں۔ از یں روایت و روایات سلف سنیاں ہم رائج کردند۔ کہ خود رسول اللہ ہم متعہ کردہ بود۔

صافی میں بہی ایسا ہی لکہا ہے۔ ابن عباس کی حدیث سے روایت ہے کہ متعہ ایک رحمت ہے اُمت محمدیہ کے لئے۔

حضرت علی صاحب در وسائل از ابن بابویہ آوردہ کہ حضرت علی علیہ السلام باز نے از بنی حل متعہ کرد۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ خولہ بنت حکیم عمر کے پاس گئیں اور کہا کہ ربیعہ بن اُمیہ نے متعہ کیا تہا ایک عورت مولدہ سے وہ حاملہ تہی۔ ربیعہ سے۔

خلیفہ ابوبکر ابوبکر نے اپنی عورت کے مرجانے پر اسمار بنت عمیس کیساتہہ متعہ بہی کیا تہا

خلیفہ ابوبکر کی لڑکی وسائل میں شعبہ بن مسلم سے روایت ہے کہ شعبہ نے ابوبکر کی بیٹی سے سوال کیا کہ کیا متعہ حلال ہے۔ اس نے جواب دیا میں نے رسول کی عہد میں خود متعہ کیا تہا (برہان المتعہ ۲۷) طبری میں ہے کہ

زبیر کی عورت ابوبکر کی لڑکی اسکا نے متعہ کیا صفحہ ۱۰۹ تحفۃ الاسلام

اس متعہ سے عبد اللہ نام لڑکا پیدا ہوا جو اسلام میں سب سے پہلا لڑکا تھا (تاریخ الخلفا صفحہ ۱۰۳ اردو مطبوعہ دہلی)

صحابی صحیح بخاری میں جابر و سلمہ ابن اکوع سے مروی ہے کہ ہم لشکر میں تھے کہ ہمارے پاس پیغمبر کا بھیجا ہوا آدمی آیا اور فرمایا کہ تحقیق تم کو حکم دیا گیا ہے متعہ کرنے کا پس ان صحابیوں نے متعہ کیا۔

تفسیر کبیر اور نیشا پوری میں ہے کہ جب پیغمبر مکہ میں داخل ہوا تو دیکھا تھا مکہ کی عورتوں نے اپنا بناؤ سنگار کر رکھا تھا۔ پس حضرت کے صحابیوں نے اپنی تجرد اور غریبی کا آنحضرت سے شکوہ کیا۔ آنحضرت نے حکم دیا کہ ان عورتوں سے متعہ کرو۔

مومن کے لئے متعہ لازمی خصائل میں جعفر سے روایت ہے کہ مومن وہی ہے کہ تین باتیں کرتا رہے ایک عورتوں کے ساتھ متعہ دوسرے مسلمانوں سے ملاطفت اور تیسرے نماز۔

ابو المظفر غازی فیروز شاہ تاریخ فرشتہ میں اس بادشاہ کے متعلق لکھا ہے چونکہ حرص و رغبت عورتوں کے اکٹھا کرنے میں بہت تھی۔ عالموں اور فاضلوں سے کہنے لگا کہ چار اصلی عورتوں سے زیادہ تو عقد کر ہی نہیں سکتے پس اس کا کیا علاج کیا جاوے بعضوں نے ایسی رائے دی کہ ان میں سے ایک کو طلاق دیدیا کرو اور نئی عورت کر لیا کرو۔ بعضوں نے اور رائے بتائی۔ آخر میر الفضل اللہ سے پوچھا وہ بولا کہ متعہ کا رواج خلیفہ ابوبکر و رسول کے زمانہ میں تھا۔ دوسرے خلیفہ کے وقت میں برطرف کر دیا گیا تاہم فرقہ امامیہ میں آج تک مباح ہے پس ان کا متعہ کیا جاوے۔ اہل سنت کے عالم انکار کرتے تھے بہت بحث ہوئی آخر صحیح مسلم و بخاری و مشکوۃ کو بیچ میں رکھا گیا اور ان سے متعہ ثابت ہوا تو وہ لاچار رہے اور امامیہ فرقے کے قول کے مطابق ایک روز میں

آٹھ سو عورتوں کو متعہ کے لئے بلایا۔ (جلد اول مقالہ ۳۔ روضہ اول صفحہ ۳۰۷ ۱۹۵۳ء نول کشور لکھنؤ

صحیح مسلم جلد ۳ میں ایک اور حدیث عمران سے مروی ہے کہ عمران نے کہا متعہ کیا ہم نے رسول کے ساتھ اور نہ اترا اس میں قرآن اسی کے ذیل میں مترجم نے کہا ہے کہ متعہ ہمیشہ کے لئے جائز ہے۔ صحیح مسلم مترجم اردو جلد ۳ صفحہ ۳۰۰، ۳۳۱ مطبوعہ صدیقی ۱۳۰۵ ہجری لاہور میں ہے کہ عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہم جہاد کرتے تھے رسول کے ساتھ اور ہمارے پاس عورتیں تھیں اور ہم نے کہا کیا ہم خصی ہو جاویں۔ سو ہم کو آپ نے منع فرمایا اس سے اور اجازت دی ہم کو کہ نکاح کریں عورت سے کپڑے کے بدلے ایک مدت معین تک پھر عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی جس کا ذکر اوپر ہوا سبرہ جہنی کی زبانی منقول ہے کہ اجازت دی ہم کو رسول نے متعہ کی اور میں اور ایک اور شخص دونوں نکلے اور ایک عورت کو دیکھا بنی عامر کی گویا ایک جوان اونٹنی تھی دراز گردن صراحی نما۔ ہم نے اپنے کو اس پر پیش کیا وہ بولی مجھے کیا دیتے ہو۔ میں نے کہا۔ میری چادر۔ اور میرے رفیق کی چادر میری چادر سے اچھی تھی۔ مگر میں اس سے زیادہ جوان تھا۔ وہ چادر کو دیکھتی تو اس کو پسند کرتی اور شکل دیکھتی تو مجھے۔ آخر اس نے کہا تو اور تیری چادر مجھے کافی ہے اور میں اس کے پاس تین روز رہا (صحیح مسلم جلد ۴)

ربیع ابن سبرہ نے کہا کہ اس کے باپ نے جہاد کیا رسول کے ساتھ فتح مکہ کے اور کہا ہم مکہ میں ٹھہرے پندرہ دن اور رات رسول نے ہم کو عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی اور میں اور ایک اور شخص میری قوم کا دونوں نکلے میں زیادہ خوبصورت تھا اور چادر میرے دوست کی اچھی تھی۔ جو تھا وہ قریباً بدصورت۔ ہم مکہ کے نیچے یا اوپر کی جانب میں پہنچے تو ہم کو ایک

بڈھیا ملی جیسے جوان اونٹنی ہے ہم نے کہا تجھے رغبت ہے کہ ہم میں سے کوئی تجھ سے متعہ کرے۔ اس نے کہا کیا دوگے۔ ہم نے چادر پھیلائی وہ دونوں کو دیکھنے لگی میرا ساتھی اسے دیکھتا اور اسے سر سے چوتڑ تک گھورتا تھا۔ اور کہتا تھا اس کی چادر پرانی ہے اور میری نئی ہے وہ کہتی تھی۔ چادر میں کچھ مضائقہ نہیں غرض میں نے اس سے متعہ کیا۔

صحیح مسلم کا مترجم لکھتا ہے کہ متعہ میں گواہ شاہد بھی نہوتے تھے اور نہ ولی کی ضرورت تھی۔ یہ حدیث دو بار بلکہ تین بار بیان ہوئی ہے آخر میں اسی ربیع بن سبرہ کی زبانی لکھا ہے کہ متعہ کی عورتیں تین دن تک ہمارے پاس رہیں۔

کنز میں ہے کہ متعہ وموقت بقول امام مالک وامام زفر جایز ہیں اور ہدایہ میں مالک سے جواز متعہ نقل کیا ہے بنا براین امام مالک وامام زفر کے نزدیک متعہ وموقت دونوں جائز ہیں۔

شیعوں کے نزدیک تو متعہ ہمیشہ حلال ہے اور باعث فضیلت اعمال چنانچہ قرآن کی آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ

کی تفسیر میں فاضل کاشی اور فاضل شیرازی نے بہت روایات لکھی ہیں کہ باتمام فضیلت متعہ پر دلالت کرتے ہیں۔ علی بن احمد امامیہ فرقہ کا بڑا بھاری فاضل گذرا ہے وہ لکھتا ہے کہ متعہ دوری یہ تمام امامیہ فرقوں میں جائز ہے کہ کئی مرد ایک عورت کے ساتھ ایک رات میں متعہ کریں ہر ایک گھڑی یا دو گھڑی متعہ کرے فرقہ امامیہ کے نزدیک صحیح میں ہے۔ تفسیر میر فتح اللہ شیرازی و تحفہ اثنا عشریہ باب الصفحہ ۵۹۷ و ۵۹۸ مطبوعہ مطبع نثر ہند لکھنؤ در رسالہ عجالۃ المتعہ مطبوعہ لکھنؤ۔

قاضی عیاض کا بیان ہے کہ ابن مسعود و ابن عباس اور جابر اور سلمہ بن اکوع وغیرہ نے سفر میں متعہ کو جائز جانا ہے اور بوقت ضرورت نہ بلا ضرورت اور ظاہر ہے کہ عرب کا

ملک گرم ہے اور جہاد کے سفرون میں عورتون کا ساتھ رکھنا دشوار ہے۔

صحیح مسلم جلد ۴ میں ہے کہ جابر اور سلمہ نے کہا کہ نکلا ہم پر منادی رسول کا اور اس نے پکارا کہ رسول نے تم کو اجازت دی عورتون سے متعہ کرنے کو۔

ایک اور حدیث عطا کی زبانی مروی ہے کہ جابر بن عبد اللہ عمرے کو آئے اور ہم سب اُنکے منزل میں ملنے کو گئے اور لوگون نے ان سے بہت باتیں پوچھیں پہر متعہ کا ذکر کیا تو انہون نے کہا کہ ہان متعہ کیا ہم نے رسول کے زمانہ میں اور ابوبکر و عمر کے زمان خلافت میں جابر کا قول ہے کہ ہم متعہ کرتے تھے عورتون سے کئی دن کے لئے ایک مٹھی کھجور اور آٹا دیکر رسول کے زمانہ اور ابوبکر کے عہد تک کہ منع کیا عمر نے (صحیح مسلم جلد ۴)

انصاف انصاف!!!

متعہ کیسا تھا غزل وغیرہ بھی قابل ذکر ہیں لیکن ہم نے تو متعہ کا ذکر بھی محض مجبوری کی صورت میں کیا ہے کیونکہ ہمارا روئے سخن تو ہے دہرم پال کی طرف۔ کفر توڑ کے شر انگیز بیان کے جواب میں دین اسلام کے متعلق جسقدر کم از کم لکھنے پر گذر ہو سکتا ہے ہم اسی پر کتفا کرتے ہیں سوامی دیو گنا نند پال جی مرحوم نے متعہ کے متعلق دین اسلام کی کتب سے ثبوت بہم پہونچا دیا ہے کوئی ان کی تردید نہیں کر سکا اب اگر مسلمان بھائی ثابت کرنا چاہیں کہ متعہ اسلام میں کبھی رائج نہیں ہوا۔ یا یہ رائج ہو کر قطعی متروک ہو گیا یا متعہ کا ثبوت احادیث معتبرہ سے نہیں ملتا تو یہ ان کے لئے ناممکن نہیں تو نہایت مشکل یا ٹیڑھا سوال ضرور ہے تاہم اس جگہ ہم کو کسی امر پر اصرار نہیں جو کچھہ مسلمان بھائی کہیں ہم اسے صحیح فرض کرکے ہی ان سے درخواست کرینگے کہ وہ خود انصاف فرمادیں کہ جب کم سے کم لٹریچر میں متعہ کا بہت ذکر موجود ہے اور وہ ایسا ذکر ہے کہ بغیر کسی پیچیدہ تاویل یا کھینچا تانی کے کوئی مخالف دین اسلام دین اسلام کے متعلق اس سے بیسیون گنا زیادہ لکھہ سکتا ہے جو دہرم پال نے ستیارتھ پرکاش ویدک دہرمیون کو چڑانے کے لئے دام مارگیون کی متعلق لکھا ہے۔ تب کیا یہ عقلمندی ہے کہ شیشہ کے محل میں بیٹھا انسان دوسرے دن پر پتھر مارے ہمارے خیال میں کفر توڑ کی تصنیف سے دہرم پال نے مسلمانون کیساتھ ویدک دہرمیون

سے زیادہ ظلم کیا ہے ایک تو ان سے اُلٹے ٹٹو رینگا ڈھب نکالا۔ دوسرے ویدک دھرم کے متعلق کوئی معقول اعتراض نہ کر کے مخالفین وید کی کرتوتوں کو وید کے ذمے مڑھا جس سے کسی سمجھدار شخص پر تو کیا کسی معمولی عقل کے آدمی پر بھی آریوں یا ہندوؤں کے خلاف پائدار اثر نہیں پڑ سکتا تیسرے دین اسلام کے کسی اصول کی معقولیت کو کہیں واضح نہیں کیا ہاں دوسرے لوگوں کو موقعہ دیدیا ہے کہ وہ اسلام کے خلاف لکھیں چنانچہ ٹریکٹ توڑ کے مصنف نے جیسا کہ نور محمدی کے مضمون کا پیش کیا ہے اس کا اصل محرک حضرت دھرم پال ہی تھا گو ہم مناسب جانتے ہیں کہ مسلمان بھائی ان امور پر بھی اچھی طرح غور فرماویں۔

(۱) حضرت آدم سے بڑھ کر مسلمانوں کا کوئی بزرگ نہیں لیکن وہ خدا کی حکم عدولی کا ایسا جرم کرتا ہے کہ بہشت سے نکالا جاتا ہے گویا تمام انسانوں کو دکھوں میں ڈالنے والا اور جنت سے نکالنے والا وہی ہے۔

(۲) قابیل اور ہابیل حضرت آدم کے بیٹے ہیں ایک بھائی اپنی سگی بہن سے بیاہ کرتا ہے دوسرا اپنے بھائی کو مار کر اپنی سگی بہن کو اپنی عورت بناتا ہے گویا دونوں بھائی اور ان کی سگی بہن مجرم۔

(۳) حضرت نوح ساغر رنگ شراب پی کر خیمے میں ایک تماشا کرتا ہے۔

(۴) حضرت ابراہیم مصر میں جاتے ہیں اپنی عورت سارہ کو کہتے ہیں کہ تو مجھے اپنا بھائی کہنا کہ تیری خوبصورتی پر عاشق ہو کر تیرے لیے مجھے مصری نہ ماریں چنانچہ ابراہیم نے اپنی عورت کو بہن بتایا اور سارہ نے اپنے خاوند کو بھائی کہا۔ دونوں مجرم ہیں فرعون کے ہاں سارہ رہی نہ اسے غیرت آئی نہ ابراہیم کو اب دھرم پال بتائے کہ بزرگ کتنے غیرت مند ہوتے جب نبی بھی دونوں نے یہی عمل کیا۔

(۵) حضرت لوط سدوم میں تھے ان کے ہاں دو جوان آئے شہر کے جوان اور بوڑھے لوگوں نے اس کے مکان کو گھیر لیا کہ مہمانوں کو باہر نکال کہ ہم ان سے صحبت کریں لوط نے ان کی منت سماجت کی کہ مہمانوں کو کچھ نہ کہو یہ لو میری دو کنواری لڑکیاں حاضر ہیں ان سے جو خوشی ہو کرو عجیب بات ہے

(۶) حضرت لوط نے جھوٹ کہا کہ لڑکیاں کنواری ہیں کیونکہ وہاں اس کے داماد کا ذکر ہے۔

(۷) حضرت لوط جب پہاڑ میں رہتے تھے کہ شراب پی گئے اور ایک رات ان کی بڑی لڑکی اور دوسری

رات ان کی دوسری لڑکی سے آن ہمبستر ہوئی اور دونوں سے اولاد پیدا ہوئی یہ ہے تہذیب کا کمال۔

(۸) حضرت ابراہیم نے جسطرح اپنی عورت کو بہن کہا تھا ان کے بیٹے اسحاق نے بھی جرار میں اپنی عورت کو بہن مشہور کر کے گذر کیا ابی ملک نے جہروکہ سے اسے ربقہ کیساتھ اختلاط کرتے دیکھا تو بھید کھلا۔ دہرمپال شاید اسی تعلیم سے وفادار بیوی کو بہن کہتا رہا ہے۔

(۹) حضرت ابراہیم کی بیوی سرہ نے حضرت صاحب کی دوسری بیوی ہاجرہ کو جو لونڈی تھی معہ حضرت کے بیٹے اسمٰعیل کے گھر سے نکلوا دیا۔

(۱۰) اسحاق بوڑھا ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عیسو کو شکار مار کر لانے اور لذیذ کھانا کھلانے کو کہا کہ میں قریب المرگ ہوں مرنے سے پہلے تمہیں برکت دوں وہ شکار کو گیا اس کی جگہ ربقہ نے لذیذ گوشت پکا اور دوسرے بیٹے یعقوب کو عیسو کی پوشاک پہنا اندھے اسحاق کو دھوکا دیا اور یعقوب کو برکت دلوائی عیسو آیا تو اسکو ٹکا سا جواب ملا کہ اب تو تیرا بھائی دھوکہ سے برکت لے گیا عجب باپ تھا اور عجب ماں تھی عجب الانصاف تھا اور دغا باز۔

(۱۱) اسحاق کا داماد چچا کی بیٹی سے ہوا تو یعقوب کا ماموں کی دو بیٹیوں سے مگر کسطرح یعقوب نے لابن سے فیصلہ کیا کہ سات سال خدمت کر کے تمہاری چھوٹی بیٹی راخل کو لونگا یہ سودا منظور کیا گیا لیکن سات سال کے بعد اس نے رات کے اندھیرے میں بڑی لڑکی اسکو دیدی جو جیسی تھی گورنمنٹ انگریزی کا راج ہوتا تو اس دھوکا دہی میں دفعہ ۴۲۰ کا جرم اون پر عائد ہوتا یعقوب نے اس سے ہمبستری کی مگر صبح کو اسے معلوم ہوا کہ یہ لیاہ ہے تب ان میں جھگڑا ہوا آخر فیصلہ ہوا کہ سات سال اور خدمت کرو اور راخل کو بیاہ لو ایسی بردہ فروشی ایسی دھوکہ بازی ایسے ماموں اور ایسے بھانجے بھی کہاں پائے گئے۔

(۱۲) جیسی لیاہ سے بیٹے ہوئے اور خوبصورت راخل بانجھ ہوئی تو اس نے یعقوب سے اولاد کا تقاضا کیا وہ مجبور تھا تب اُسے کہا میری لونڈی بلہاہ سے اولاد پیدا کر چنانچہ یعقوب نے لونڈی سے دو بیٹے پیدا کیے۔ اسپر بڑی بہن لیاہ کو رشک ہوا اور اس نے اپنی لونڈی زلفہ یعقوب کے پاس بھیجی اس سے بھی دو بچے پیدا ہوئے۔

(۱۳) لیاہ کا بیٹا روبن کھیت سے گندم کی فصل دودیاں توڑ لایا۔ راخل نے اپنی بہن لیاہ سے کچھ دودیاں مانگیں وہ بولی کیا تو نے میرا شوہر لے لیا اب میرے بیٹے کی دودیاں بھی لیتی ہے راخل نے کہا ان دودیوں کے عوض آج شب وہ تیرے ساتھ سوئیگا چنانچہ یعقوب گھر آیا تو اسے کہا میں نے آج دودیوں کے بدلے تجھے کرایہ پر لیا ہے رات میرے پاس آنا (خوب خاوند کرایہ پر لئے جاتے ہیں)

(۱۴) یعقوب اپنے سسر کو اطلاع دئے بغیر بھیڑ جانور اور اپنی لونڈیوں کو لیکر چلدیا اس کی عورت راخل
اپنے باپ کے بت بھی چرا لائی لابن کو اس واقعہ کا علم ہوا اس نے یعقوب کا تعاقب کیا اور اسے رستے
میں آپکڑا دونوں نے دل کے غبار نکالے اور ایکدوسرے کو طعن و تشنیع دیتے رہے۔ لابن نے سب
کی تلاشی لی مگر اس کے بت نہ ملے راخل اونٹ کے کجاوے میں اپنے نیچے بتوں کو رکھکے بیٹھی ہوئی
تھی اس نے باپ سے کہا ناراض نہ ہوں میں آپکے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی کیونکہ میں عورتوں کی
عادت میں ہوں غرض اس کے بُت اس کو نہ ملے اس طرح یعقوب نے اپنے سسر مال لانے
میں دھوکا دیا اس کی عورت نے چوری کے جرم کے علاوہ اپنے باپ کو اور شوہر کو دھوکا دیا۔
(۱۵) یعقوب شہر سالم کو سکم کے باہر خیمہ ڈالے تھا کہ اسکی لڑکی خیمہ کے باہر گئی۔ ملک کے امیر حمور کا بیٹا
اسے اپنے ساتھ لیگیا۔ اور اس سے ہمبستر ہوا۔ اس کے بعد سکم نے یعقوب سے اس لڑکی کے ساتھ
اپنے وواہ کا فیصلہ کرنا چاہا یعقوب کے لڑکوں نے کہا اگر تم لوگ ختنہ کرا لو تو بیاہ ہو جائیگا۔
انہوں نے یہ منظور کیا وہاں کے لوگوں نے ختنہ کرا لیا مگر شادی کرانے کی بجائے یعقوب کے لڑکوں
نے ان لوگوں کو تلوار سے قتل کر دیا اور اون کے مال مویشی اور ان کی بیویوں کو لوٹ لیا۔
(۱۶) پھر یعقوب نے کوچ کر کے خیمہ مجدل عدر کی اس طرف کھڑا کیا وہاں اس کا بیٹا
اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے ہمبستر ہوا۔
(۱۶) یعقوب کے بیٹے یہوداہ نے ایک کنعانی سوع کی بیٹی کو لیا اور اس سے خلوت کی اس
سے بیٹے پیدا ہوئے۔
(۱۷) یہوداہ نے اپنی بیوہ بہو سے خلوت کی لیکن اُسے معلوم نہ تھا میری بہو ہے بیوہ اس
بیوہ تمر نے اس عصمت دری کی قیمت مانگی تھی اور اس نے بکری کا بچہ دینا منظور کر کے
ضمانت میں انگوٹھی بازو بند اور عصا دیا تین ماہ بعد اسے خبر ملی کہ تمہاری بیوہ بہو بدکار
ہے وہ حاملہ ہے اس نے کہا اسے جلایا جائے۔ لیکن تمر نے کہا یہ تین چیزیں جس کی ہیں تجھے اس کا
حمل ہے تب سسر صاحب پر اپنی کرتی واضح ہوئی۔
غرضیکہ مسلمان بھائیوں کو انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ ان حالات میں ہر مہاشا کا تیرتھ رام کا رسولوں کے متعلق
ہندوؤں کو بدنام کرنا اسلام کے بزرگوں کے متعلق عوام کو لکھنے کا موقعہ دینا دین اسلام کی دشمنی ہے یا دوستی۔

پانچواں باب۔ ویدک دہرم

پہلی فصل۔ غفوری مکر مالا۔

اب ہم اپنے پیارے اور حقیقی طور پر بنی نوع انسان کے ازلی ابدی ویدک دہرم پر جو تہر کفر توڑ ہیں اگلا گیا ہے اس کا دفعیہ کرتے ہیں۔

اس وقت تک جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس سے یہ امر بخوبی ظاہر ہو چکا ہوگا کہ دہرم پال میں کوئی خصوصیت ہے تو وہ یا تو بد چلنی ہے یا دہوکا اور فریب ہم سے پوچھا جاوے کہ دہرم پال کا نتیجہ کیا ہے تو ہم فوراً کہیں گے پہلے مذہب والوں پر حقیقت واضح ہو چکی ہے اب نئے ناواقف کو بہانے بنا کام کیسے چلے۔ اگر ہم سے پوچھا جاوے۔ اس کی تحقیقات مذہبی کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو ہم کہیں گے یہ محض وہ شی ہے جس کی آڑ میں مکر کیا جاتا ہے غرضیکہ اس کی تحریر کا راز ہے تو مکر اور تقریر کا راز ہے تو مکر۔ حوالہ جات نقل ہو رہے ہیں۔ یا اون کی تاویلیں ہو رہی ہیں تو ان کی تہ میں ہے مکر شاید ہی کوئی حرکت۔ کوئی عمل اس کا ضرر افت سے بچی ہو۔ ورنہ ہر چھوٹی اور ہر بڑی حرکت مکر و فریب جھوٹ اور دغا وغیرہ سے بھری ہوئی ہے

اس امر کو ناظرین بخوبی ذہن نشین کر سکیں اس لئے ہم آپ کے آگے اُن کا کچا چٹھا پیش کرتے ہیں وہ ایک مالا کے روپ میں کیونکہ جو اس کو پڑھ چکا ہوگا اس کے لئے ویدک دہرم کے متعلق اس کی پیچیدہ اور غلط بیانیوں کا عقدہ آسانی سے حل ہو جائیگا۔

(۱) عبدالغفور آریوں کو ملا تو اس نے انہیں بتایا کہ میں مسلمانوں سے آ گیا

ہون حالانکہ کئی سال پہلے سے وہ دیوسماجی تھا اور دین اسلام
کو ترک کرنے کی تحریریں اس سماج کو دے چکا تھا۔

(۲) جب اس کی شدھی کی خبر اخبارون میں نکلی تو دیوسماجیون نے اس کا
پول کھولنا چاہا۔ گوجرانوالہ میں ان کا آدمی آتا تو یہ چپ چاپ اس
کے ساتھ باہر جاکر اسے کچھ تحریر دے آتا۔ ہم کو ایکبار بھی نہ بتایا کہ میں دیو
سماجی رہا ہون یا یہ آدمی دیوسماج کا آیا تھا۔

(۳) شدھی کی تجویز ہو چکنے کے بعد اس نے ۳۰ مئی ۱۹۲۳ء کو ان کو بڑی
لمبی تحریر دیکر نہایت دیوگرو پر شردھا ظاہر کی حالانکہ ہمارے پاس
وہ ایشور اور وید پر پورن شردھا ظاہر کر رہا تھا۔

(۴) اس چٹھی میں لکھا کہ
جہان جاؤن جس کرے میں رہون اس لوک میں رہون پرلوک میں جاؤن
ان کے اُپکار میرے سر و پر نقش ہیں اسلام سے بچایا تو اون کی کرپا سے
بہشت کے بچار شراب کباب۔ سونے چاندی کے ڈھیرون کی حقیقت
کھلی اور اون سے بچا تو ان کی کرپا سے۔

ایکطرف تو آریون کو کہا کہ وید کی پوتر شکشا سے میں ان سے بچا۔
دوسری طرف دیوسماجیون کو اسی فقرے سے تھما لیا۔

(۵) ۱۳ جون ۱۹۲۳ء کو اس کی شدھی کے جلسہ کا نگر کیرتن تھا۔ آریہ پُرش
جلوس کی تیاری میں مصروف تھے بھگتون کے دو گرنتھ گا کر کتی دھوپ میں کرشان
یہ پاکھنڈی اس وقت ایک دیوسماجی کو چٹھی لکھ رہا تھا کہ چونکہ دیوسماج
سے اوپکار نہیں ملتا۔ سند ہو ملاتے نہیں مسلمانون میں کٹ چکا۔
مجلسی تعلقات کے لئے آریہ نہ بنون تو اور کیا کرون گویا تحقیق
حق کا شور بناوٹی تھا۔

(۶) دیوسماج سے اس کے تعلق کا شکیہ اشارہ ہمیں لالہ بھگوان چند کی

بہی سے پہلے بیل بلاتہا۔ جب ہی اس کی بد چلنی کا ذکر تہا شدہی کے بعد جب
وہ کوہ مری گئے تو دیوسماجی لالہ دینا ناتھ مالی کے پاس ہی وہ وقت رہا
کر یا نمائشی میل جول سے اسے بہی اپنا پیل کہولنے سے روکا۔

(۷) کوہ مری میں لیکچر دیا تو لالہ دینا ناتھ مالی کو خوشامد دلانے کے لئے دیو
سماج کی تعریف کر دی کہ مین نے جو گوشت چھوڑا یہ دیوگورو جی دیوسماج کی
کرپا ہے حالانکہ وہ اپنی تصنیف دیوسماج میں میری زندگی کا مروق صفحہ
۱۵ پر لکھتا ہے "میں نہ چور تہا بدمعاش نہ گٹھ کترا نہ ٹھگ نہ شرابی نہ کچھ اور
البتہ میں لگاتا ہے گا سے گوشت ضرور کہاتا تہا دیوسماج کے ہاں گوشت کہا لینا اتنا
برا پاپ نہیں سمجہا جاتا اگر ضرورت پڑ جاوے۔ خود دیوسماج کے آدمیون
نے اپنے ہاتھ سے گوشت پکا کر مجھے بیمار کو کہلایا ہے۔

(۸) گورو کل کانگڑی میں ڈیرا لگایا اور وہاں الیشری کی چٹھیوں کا
اوروں کو بہی علم ہوا۔ تو پیشبندی کر کے اسے پاگل مشہور کرنے لگا اور خود
امریکہ وغیرہ چلا جانے کا ذکر کرنے لگا اس طرح کہ معلوم ہو ... در حقیقت
پراسنگ چلن ہے

(۹) گورو کل میں الیشری کو بلا نہیں سکتا تہا۔ اس لئے آریہ پرتی ندہی سبہا کی حمایت
کا دم بہر کے ڈاکٹر چرنجیو کے ساتھ لاہور آیا۔ اور الیشری دیوی کو لاہور لانے
کے لئے دیوسماج کی مخالفت وغیرہ کا بہانہ بنایا۔

(۱۰) جب ڈاکٹر جی کے گہر سے نکالا گیا تو اندر کا دفتر علیحدہ بنایا۔ دیوسماجیون
سے میل جول کیا دیوسماجی منشی رام کو اندر کا منیجر بنا دیا۔

(۱۱) انہی دنوں دیو گورو کی تصویر اپنے مکان پر لگا دی۔ منشی رام وغیرہ
کی معرفت دیوسماج کو یقین دلایا کہ دہرم پال دیوگورو کی ...... تصویر
کی دیوسماجیون کی طرح پوجا ارچن کرتا ہے۔ دیوسماجیون کو یقین دلایا جاتا
رہا تہا کہ دہرم پال دیوسماج میں آجاویگا اس کیا تہوڑے آریہ آوینگے

اور کوئی آریہ پرش ملتا تو کہتا کہ یہ شخص ناستک ہے میں اس کی تصویر کو روز جوتے لگاتا ہوں۔

(۱۲) اس میں ملاپ نے دیوسماج کی الماریوں کے اندر سے مقفل بکسوں سے اپنی چٹھیاں اور اپنے متعلق فائلیں حاصل کیں اور دوسرے دیوسماجیوں کے خطوط بھی کچھ حاصل کئے اور اب دیوسماج سے اسکو گنڈا کرتا رہا۔

(۱۳) جب کاغذات ہاتھ آگئے تو سینہ ستی کر کے اتنا گندا اون کے خلاف بکھیرا کہ جب ہی بہلی اس کا مطلب یہ تھا کہ اب اگر وہ زبانی میرے خلاف کچھ کہیں گے۔ یا تحریری تو وہ محض عداوت کا نتیجہ سمجھا جائیگا۔ سچ مچ دیوسماجی ان دنوں سچ بھی کہتے تو کوئی یقین نہ کرتا تھا۔

(۱۴) جب دیوسماجیوں نے چوری کا مقدمہ کیا تو اس نے پولیس کو جھانسا دیا پولس چٹھیات کے لئے تلاشی لینے آئی تو ان کو یہ یقین دلایا کہ کاغذات اور جگہ ہیں حالانکہ اس وقت اسی جگہ موجود تھے اور میں خود عدالت کے اندر پیش کر دوں گا۔ پنڈت رام بھجدت جی نے کہا کہ یہ ضرور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ ورنہ یہ بہ ظور سیلک مین تھے اس کی موت ہوگی۔

(۱۵) پولس کو دھوکا دینے کے بعد وہ چٹھیات لے کر جالندھر پہونچا اور ایک دوست کے ہاں بنڈل رکھ آیا اور پولس کو کہا کہ بے شک تلاشی لے لو

(۱۶) دیوسماج والے مقدمے کے دوران میں چندہ تو جھالن لیس چلا آلیتا رہا اور پیروی وغیرہ آریہ لوگ کرتے رہے اور اخباروں میں لکھتا رہا کہ میں اکیلا ہی دشمنوں سے یدہ کو رہا ہوں

(۱۷) بی بی الیشری کے متعلق بھائی بہن کا تعلق ظاہر کر کے اس کو ہر طرح برباد کیا۔ مگر مکاشفات میں یہ جتایا کہ وہ دیوسماج کے خلاف اور آریہ ہے اس لئے اس کو ان لوگوں سے بچانا چاہیئے۔ اپنی پیج پر کرنی پر مد تو ں بناوٹ کے پردے ڈالتا رہا۔

(۱۸) جب دہرم پال کی خود کشی شایع ہوئی اور اس میں اس پر بد چلنی کا صاف اور علانیہ الزام لگا تو اس نے عجیب دہوکا سکو دیا۔ ایک طرف تو اس نے ایک تعلیم یافتہ لیڈی کو اور یا اوس کے ہمشیرہیون کا نام لکھہ لکھہ کر اون کو بد نام کیا۔ دوسری طرف دیو سماج والون سے چاہا کہ وہ دعوی ہم پر کریں

(۱۹) ایک اور بڑی چالاکی یہ کی کہ دیو گورو کے آوارہ لڑکے کو اپنے ساتھہ گانٹھا ان کو اپنے مکان پر رکہا اور اون کی اچھی خاطر تواضع کی اور ان سے دو مضمونون کی چٹہیاں لکہوائیں ایک تو اس مضمون کی کہ وہ بطور برتی مذہبی دیو سماج کے اسکو لکھتے ہیں کہ افسوس اے دہرم پال تم پر آریہ لوگ جہوٹے بد چلنی کے الزام لگا رہے ہیں حالانکہ تیرا چال چلن شک و شبہ سے پاک تہا۔ کیا لیتا ہے تو نے آریہ سماج میں۔ دیو سماج میں آجاؤ۔ یہان سب تم کو آدرش سمجھتے ہیں۔ دوسری چٹہی ان سے لکھوالی کہ اے دہرم پال تیری تحریرین پڑہ کر ہم پر یہ اثر ہوا کہ ہم اپنے ناستک باپ کو چہوڑ کر ایشور کی شرن میں آتے ہیں پہلے تو مکاشفات میں اپنی نیک چلنی کی یہ چٹہیان چہاپ کر پبلک کو دہوکا دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد دوسری چٹہیان چہاپ کر آریون کو دہوکا دینا چاہا لیکن کسی چالاکی کی پیش نہ گئی۔

(۲۰) ان دلون دیو رتن جی نے دہرم پال کی دہوکہ بازی نام کا ٹریکٹ چہاپا جو عدالت میں پیش ہوا اس کے گزٹ ڈی ۳۶ میں واضح کیا گیا ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے سب سے چہوٹے تیر پر پبلک لوبڑی صحبت میں قابل اعتراض آزادی کا شکار ہوا اور جو لائی ۱۹۰۹ء میں گھر سے نکل گیا یہ دیو سماجیون کے مخالفون کو اچھا موقعہ ملا اور اونہون نے اس نوجوان سے دوستی گانٹہی اس کے بعد لکہا چنانچہ دیو سماج کے مشہور مخالف دہرم پال نے اس سے اپنے مطلب کی چٹہی لکہوائی کہ جو اس نے اپنی کتاب مکاشفات میں اپنی نیک چلنی کے ثبوت میں

مشتہر کی۔ اس کتاب میں جھوٹ موٹ پرکھیلد یوجی کو دیوسماج کا حامی اور
اوروں کو اس میں شامل ہونے کی تحریک کرنے والا ظاہر کیا گیا کیونکہ
اس وقت ان کو ایسا ظاہر کرنے سے ہی دہرم پال کا اپنا مقصد پورا
ہوتا تھا اب کئی مہینہ کے بعد دہرم پال نے ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے ارجن
اخبار میں پرکھیلد یوجی کے نام سے ایک چٹھی چھاپی ہے کہ جس میں اس نے جس
قسم کی شرارتوں سے کام لیا ہے ان کے سامنے لانے سے بدن کے ...
رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس دوسری چٹھی کے چھاپتے وقت اس نے
اپنی چالاکی سے اس میں تاریخ اور مقام وغیرہ کا پتہ کچھ نہیں دیا تاکہ اس
کے ناظرین کو یہ معلوم ہو کہ یہ چٹھی ابھی حال کی لکھی ہوئی ہے نہ کہ اس زمانے
کی جب کہ پرکھیلد یو اس کے ہاتھوں میں اوزار بنا ہوا تھا اور اس کے باتوں
میں کھیلتا تھا مگر دہرم پال کو جیسے ان کی پہلی تحریر چھاپتے وقت اچھی معلوم
تھا کہ اس میں پرکھیلد یوجی کو دیوسماج کا حامی ظاہر کرنے میں محض جھوٹ سے
کام لیا گیا ہے ویسے ہی اس دوسری تحریر کے متعلق بھی اسے یہ اچھی معلوم
تھا کہ اس میں دیوسماج اور اس کے ممبران کے خلاف بہت سے جھوٹ بیانات
گھڑ کر لکھے گئے ہیں لیکن دہرم پال کا یہ منشا ہے کہ دنیا کو اس خود غرضی
سے فائدہ نہیں پہونچا جسقدر پاپ اور برائی سے) اس جگہ کسی تشریح کی
ضرورت نہیں کیونکہ ....
اس اقتباس سے دونوں چٹھیوں کے متعلق دہرم پال کی کارستانی ظاہر ہے۔
(۲۱) پرکھیلد یو نے بعد میں بارہا وہ تحریر واپس مانگی اسکو کہتا رہا وہ چٹھی کہیں
گم ہو گئی ہے۔ مگر کچھ عرصہ بعد چھاپ دی۔ اس پر جو پرکھیلد یوجی نے اس کی
تردید میں مضمون لکھے اور جتایا کہ میری تحریر جو بحالت ناراضگی تمہارے ہی
کہنے سے میں نے لکھی تھی اس سے بھی وہ عبارت مختلف ہے جو ارجن میں چھپی ہے۔
(۲۲) دیوسماج کے کئی مردوں عورتوں کے خلاف ان کی چٹھیاں چھاپدیں

کی ڈائریون واخبارون کے اقتباسات دیکر وہ گندے گندے الزام بدچلنی
کے لگا رہا تھا اور اس زور وشور سے چیلنج دیتا تھا کہ چلو عدالت میں اور مزہ
چکھو لیکن جب ہم نے اس کو عدالت میں طلب کرایا تو صاف مکر گیا کہ مجھے
ان کے چال چلن کے خلاف معلوم نہیں۔ ایک ایک پرش واستری کا نام
لے لے کر دیوسماجی وکیل نے اس کی زبانی لکھوایا کہ وہ سب نیک چلن تھے۔
پہلے تو وہ بڑے بڑے چشم دید واقعات اور خرابیان لکھتا تھا کہ ان
کی بنا پر میں سدھار کی کوشش کرتا اور جھگڑتا تھا۔ مگر عدالت میں کہا مجھے
کسی دیوسماجی کو چال چلن یا اخلاق پر کبھی کوئی شک نہیں ہوا تھا۔

(۲۳) اپنی تحریر میں وام مارگی کا لفظ دیوسماجیون کے لئے اس نے استعمال
کیا عدالت میں کہا وام مارگی ہے راہ راست کے خلاف، مجھے کسی سوسائٹی کا
علم نہیں جو وام مارگی کہلاتی ہو۔ جب پوچھا گیا کہ تم نے ستیارتھ پرکاش
پڑھا ہے اور اس میں وام مارگی کا ترجمہ کیا ہے اس سوسائٹی کے متعلق اقبال
کیا لیکن اپنے الفاظ کے معنی اور ہی ۔۔۔۔۔ کرنے لگا

(۲۴) اندر سنہ ۱۹۰۸ء میں اس نے لکھا تھا ان بیسوین صدی کے مہذب
وام مارگیون کے ان افعال سے جو یہ اپنی بہو بیٹیون سے کرواتے ہیں
واقعات اور خطوط کی بنا پر پبلک کو آگاہ کرسکون ان الفاظ کا مطلب
بالکل صاف ہے لیکن عدالت میں اس نے کہا کہ دیوگورو کی مورتی کے آگے جو
عورتیں چڑہاوا چڑہاتی ہیں میرا مطلب ان فعلون سے ہے

(۲۵) دیوسماج والی چٹھیان اس نے جالندہر میں لالہ نگینہ مل جی کے ہان رکھی
تھیں اون کی تحریر سے جو اونہون نے ۵ اگست سنہ ۱۹۰۹ء کو اخبار
میں چھپنے کو روانہ کی۔ ظاہر ہے کہ وہ کسطرح مکر کا تیلا ہے۔

نقل

شریمان [illegible] صاحب جی نمستے

مجھے سخت تعجب ہے کہ دہرم پال کی تحریرات جسقدر نکل رہی ہیں وہ عقلمندوں
کی آنکھوں میں دہول ڈالنے والی ہیں ایک تو وہ گناہ کرتا ہے پھر وہ پردہ
پوشی کرتا ہے اور پھر ایک عورت کو جس کی طرف اس کی نظر خراب ہو گئی ہوئی
ہے اس کو اپنی بہن بتاتا ہے میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تم جو الیشری کو بہن
کہتے ہو اور لکھتے ہو کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ ایک خط میں لکھتی ہے کہ
دہرم پال یوں تو مجھکو بہن کہتا ہے مگر مجھہ سے عورتوں کا ......
سخت افسوس ہے۔ میں اس کو چیلنج دیتا ہوں کہ دہرم پال یہ لکھے کہ یہ بالکل جھوٹ
ہے اگر سچ لکھے اور اصل چٹھی ہم پیش کریں تو اس کو کیا سزا ملنی چاہیئے۔
دویم۔ دہرم پال یہ کہتا ہے کہ مجھکو کسی کا ڈر نہیں میں آزاد ہوں۔ راستباز
ہوں۔ غلامی کیساتھہ مکاری لازمی ہے اگر میں غلام ہوتا تو مکار رہوتا۔
میں ملمع سازی کے برخلاف ہوں مجھکو قید کا خوف نہیں نہ آگ کا خوف
ہے میں اجر ام   وغیرہ ہوں"
میں دہرم پال سے پوچھتا ہوں کہ اگر اس کو قید کا خوف نہیں تو اس پر
جب مقدمہ دائر ہونے والا تھا ایک بوجھ کا غذات وغیرہ کا اتنے دور
فاصلہ پر میرے سپرد کیوں کیا گیا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اوس پر مقدمہ
ہونے والا ہے تو فوراً اس کی امانت پولیس کے حوالہ کر دیتا۔ تب وہ جیل
میں جاتے تو معلوم ہوتا کہ وہ کس طرح خوشی سے جیل میں جاتے ہیں......
اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ دہرم پال مکار ملمع ساز جھوٹ بولنے والا
اور غلام ہے جو صفات اس نے غلام کی بیان کی ہیں وہ سب اس شخص میں
پائی جاتی ہیں..........
میں دوبارہ سہ بارہ کہونگا کہ دہرمپال جھوٹا مکار خائف ملمع ساز
ہے اس کی کسی بات پر بھی اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔

نگینہ انجمن نمبر ١٥ اگست ١٩٠٩ء

(۲۶) دیوسماجیوں سے جب اس پر چوری کا دعویٰ ہوا تب۔ اور اس سے پہلے وہ لکھتا رہا کہ اصلی چٹھیات میرے پاس ہیں میں پیش کروں گا لیکن یہ بیان بدل گیا کہ مجھے نقل ملی تھی اور اصل دکھائی گئی تھی یہ غلط بیانی اس نے سماجی مقدمہ میں بھی کی واقعی یہ آدمی ہر جگہ دھوکا ہی دہی کا دیتا آیا ہے کیا پولس کو کیا عدالت کو کیا عام پبلک کو اور کیا مذہبی کمائیوں کو۔ کیا منہ بولی بہن کو اور کیا بھائی کو۔ کیا ماں کو اور کیا باپ کو ہم نے اس کی کتاب میں چھپی ہوئی تحریرات دکھائیں تو اقبال کیا کہ ہاں میں نے لکھا ہے میرے پاس نہیں۔ لیکن میرا مطلب یہ تھا کہ میں جب چاہوں گا چٹھی اس سے لے سکوں گا۔ کیونکہ جس آدمی نے مجھے نقل دی تھی۔ اُس نے یقین دلایا تھا کہ اصل میرے پاس ہے اور جب ضرورت ہو گی پیش کر دوں گا۔

(۲۷) دیوسماجیوں کی بابت واقعات کو خواب کے طور پر بیان کر کے وہ آگے اپنی تحریروں میں مختلف جگہوں میں نہایت زور دار اشارے کرتا تھا اور جتلاتا تھا کہ یہ فی الحقیقت سچے واقعات ہیں لیکن عدالت میں مکر گیا کہ میں نے خواب لکھے ہیں اشارہ فلاں مرد یا عورت کی طرف نہیں ہے وغیرہ۔

(۲۸) دیوسماجی وکیل نے جرح میں اس سے کہلوایا کہ میں نے دیوسماج کے خلاف آریہ سماج کی ترغیب سے لکھا تھا میں نے مکاشفات صفحہ ۲۰۰ سے ۲۰۰ تک اس جنگ کی وجوہات ٹھیک ٹھیک دی ہیں لیکن یہ کتاب اس وقت لکھی گئی تھی جب آریہ لوگ اس کی بدمعاشیوں کو جان کر اسکو نکال رہے تھے اور پبلک میں اس کے راز افشا ہو رہے تھے اس میں اس نے لکھا تھا کہ دیوسماجیوں سے مجبور ہو کر سماج والوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں دیوسماجیوں کے خلاف قلم اٹھاؤں۔ حالانکہ وہ چندوں بار لکھ چکا تھا کہ ہم کو اس کام سے روکا جاتا ہے لیکن ہم دار وغہ صفائی ہیں۔ ضرور پاپ کے خلاف لکھینگے۔

(۲۹) ہم نے اندر دسمبر ۱۹۰۸ء دکھایا اور اس سے سوال کیا کہ کیا تمہیں تمہارے
آریہ دوستوں نے منع نہیں کیا تھا کہ گندی تحریرات نہ لکھو۔ اس پر اس
نے اقبال کیا لیکن ٹیڑھے طور پر اور کہا کہ ہاں جن لوگوں نے مجھ سے جنگ
شروع کرایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اب بند کر دو کیونکہ کافی لکھا جا چکا ہے
لیکن یہ بھی صریح جھوٹ تھا۔ ہم نے کہا صفحہ ۳ اگست ۰۸ء ۲۴ یعنی اندر نمبر
۱۹۰۸ء کو پڑھو۔ جب پڑھا تب آنکھ کھلی اندر پیر بولا کہ اس سے پایا جاتا
ہے کہ میرے بعض دوستوں نے جنگ کی ابتدا کی تھی مجھ سے اس تحریر کو بند
کرنے کی نصیحت دی تھی اس مضمون میں خط و کتابت بند کے سپیڈنگ سے
اس نے مفصل طور پر خود ہی لکھا ہوا تھا کہ میری توجہ انکی طرف تھی اور
میرے دوست مجھے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہے تھے۔ وہ خط لکھتے تھے میں نے جواب
دینے ہی بند کر دیئے جب میں نے کسی کی نہ سنی اور وہ گستاخیں نکال رہے۔
تب سب نے خاموشی اختیار کی۔ جھوٹ نہیں ہے۔ اسی مضمون میں بڑی وضاحت
سے اس نے لکھا ہوا تھا کہ جب سماج پر لیکچر پارسی باری جواب پاکر
ہندوستان ریکارڈ لاہور میں اندر چھپوانے لگا۔ تو شریمتی سرلا دیوی چودھرانی
اور پنڈت رام بھج دت جی نے منع کیا کہ اسے ناراضگی ظاہر کی اور ... یہی
اس نے مفصل لکھا تھا کہ انہوں نے اسکی کتاب کا چھاپنا ہرگز منظور نہیں
کیا چنانچہ ان لیے مضامین کو دیکھ کر اسکو کہنا پڑا کہ پنڈت رام بھج دت جی
نے مجھ سے کہا تھا کہ میری دھرم پتنی اگنی کو چھاپنے پر رضامند نہیں۔
اسی طرح ہم نے اس کی تحریر دکھائی اور اس کو ماننا پڑا کہ جہاں تک منشی رام جی
نے اگنی کا ریڈیو اپنی کتاب میں کرنے سے انکار کر دیا تھا اب ناظرین دیکھیں
کہ سماج کے نیتا اسکو منع کرتے ہیں۔ بد تہذیبی کی تحریروں کے سبب اپنے
پرچوں میں اس کی کتابیں نہیں چاہیئے اسکی کتاب کا ریویو تک نہیں کرتے اس حالت
میں آریہ سماج سے نکالا جانے پر عدالت میں کہتا کہ آریوں نے مجھ سے

کتابیں لکھی ہیں شرارت اور کینہ کپٹ اور جھوٹ کے سوا کچھ اور ہو سکتا ہے

(۳۰) مہاشے امر سنگھ ویوساجی نے ایک چٹھی میں لکھا کہ دہلی میں ایک عورت کے جسم سے چھونے پر مجھ سے جن کی اوستھا گذری۔ اس چٹھی کو لے کر اس نے اتنا شور مچایا کہ انتہا نہیں حالانکہ اس کو علم تھا کہ میں خود اپنی ڈائری وغیرہ میں اس سے بڑھ چڑھ کر اپنی کمزوریوں کا بیان کر رہا ہوں۔ کام کا پتلا کٹھ پتلی کی طرح اپنے کھلاڑی کی حرکت سے متحرک ہو رہا ہے وغیرہ

(۳۱) بی بی اکبری سے شادی کا اقرار تھا ہی اس نے سروج کماری سے بھی تجویز کی اور آریہ پرتی ندھی کو شدھی نہیں دیں سے اس امر پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اس سے میری شادی ہونے میں مددگار ہوں لیکن سب نے جواب صاف دیا کہ وہ ۱۵ سال کی تو وہ ۳۰ سال کا اور پہلے تو نے اسے بہن کہا۔ اب ایسے بیہودہ... کیونکر بن سکتا ہے باوجود اس کے اس نے اس عورت کو اپنے مکان پر رکھا اور وہ واقعات ہوئے جن سے ماسٹر سندر سنگھ جی کو اس کے سدھارنے کی امیدی ہو گئی۔

(۳۲) مکاری کا کمال اس میں تھا کہ بی بی اکبری کو سروج کماری کے متعلق والی بات کے غلط ہونے کا یقین دلانا اور سروج کماری کو اکبری کے متعلق

(۳۳) اور یہ چالاکی اس سے ہی کمال کی کہ نام اپنا برہمچاری کہلاتا۔

(۳۴) خاتمہ اس مکاری پر ہی نہ ہوا۔ اس نے ایک اور کنواری لڑکی سے بیاہ کی تجویز پختہ کی۔ ویدک دھرم کے پرچار کے کارن اس دلیری نے ذات پات وغیرہ توڑ ڈالنے والے تھے ان کو اس بیاہ کو منظور کیا لیکن اس بیچاری کو کیا معلوم کہ گندم نما جو فروش برہمچاری کے دھرم پال کا اندرونہ اتنا پلید رستہ ہے۔ لیکن جوں ہی کہ اس بہروپیئے کا اصل ظاہر ہوا اس کا دل کانپ گیا کہ میں کہاں برباد ہو چلی تھی۔ وہاں اس نے سبھا کو تحریر لکھا جب تک ان واقعات کے دھرم پال سچ مچ برہمچاری ثابت نہ ہو میں ایک

وواہ نہ کرائوں گی۔ ایشور کی کرپا سے وہ دیوی تو بچ گئی لیکن اس شخص کی سکاری کا بھانڈا پورے طور سے پھوٹ گیا۔

(۳۵) جب اس کا پول کھلا تو اس نے ہماری کتاب "دہرم سپال کی خودکشی" کے خلاف اور چالوں کے علاوہ ایک چال یہ چلی کہ ہمارے خلاف لوگوں سے چٹھیاں لکھوانے لگا مطلب یہ تھا کہ اس کی حقیقت کے سوال کو چھوڑ کر آریہ لوگ اپنے ہی گھر میں لڑنے لگیں۔ کئی لوگوں نے سماج کے ۔۔۔ ہت کے خیال سے ہم لوگوں کو سمجھانے کے لئے پتر لکھے ان چٹھیوں میں اس نے دست اندازی شروع کی اپنے حق میں یا اپنے مفید مطلب فقرے درج کر دیتا یا ہمارے برخلاف اور لکھنے والوں کا مطلب فوت کر دیتا اس پر لوگوں نے مہاتما منشی رام جی کو جو اس وقت سدھرم پرچارک کے ایڈیٹر تھے اطلاع دی۔ جنہوں نے اس کی شرارت اور بے ایمانی کا بھانڈا پھوڑ دیا۔

(۳۶) کتاب آسمانی گولہ کے صفحہ ۲۰ پر اس نے دیوسماج سکول کے ذکر میں لکھا جن دنوں میں وہاں سکینڈ۔۔۔ ماسٹر تھا تو سکول میں کئی ایک سکنڈلس ہوئے اس پر دیوسماج والے مقدمہ میں اس سے پوچھا گیا کہ کیا سکنڈلس ۔۔۔ ہوئے تو کہنے لگا چوری وغیرہ ہوتی تھی اس پر کہا گیا پہلی عبارت پڑھو تب دیو اس سکول میں لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے پڑھا کرتے تھے۔ کچھ ان سمجھے یا نہیں؟ پوچھا گیا کہ لڑکے اور لڑکیوں کے اکٹھا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے تم سکنڈلس کے معنے کیا لیتے ہو بولا میرا مطلب بد چلنی کا نہیں تھا چوری وغیرہ کے لئے ہی میں نے سکنڈلس لکھا تھا کہا گیا اس کے بعد کی عبارت پڑھو وہ لفظ یہ تھے
"کئی ایک سکنڈلس ہوئے جب پر میں نے سخت ایجی ٹیشن کیا کہ لڑکیوں کو یا تو لڑکوں کے سکول سے الگ کر دینا چاہیئے یا ان کے لئے

سکول کہولنا چاہیئے۔ اس پر اور تشریح شروع کر دی لیکن عدالت اور سبکو اس کی چالاکی معلوم ہو گئی۔ کیونکہ ان الفاظ کے آگے بھی اس نے بد چلنیوں کے ذکر سے شرارت بھرے الفاظ انہیں اسکول پر لگائے تھے۔

مگر یہ تو رہے گذشتہ واقعات ان کی موجودہ تصنیف کفر توڑ ہی اس کی دروغ بیانی۔ دغابازی اور مکاری کو اچھی طرح ظاہر کر رہی ہے

(۳۷) مسٹر شرما ایم اے کے مضمون میں کوئی لفظ دین اسلام یا کسی مسلمان بزرگ کے متعلق ہتک آمیز نہیں تھا مگر اس نے چالاکی سے انوکھی تاویل کر کے خواہ مخواہ ہندو اور مسلمانوں میں کشمکش اور اشانتی بڑہانے کی کوشش کی اور مسلمانوں سے ٹکے ٹھورنے کو ہندوؤں پر بہت بیجا۔ شرارت اور خباثت بھرے الزام لگائے اور ہندو بزرگوں کی جو مسلمان نہیں ہوئے۔ نہایت شرمناک طور پر توہین کی۔

(۳۸) یہ شرارت اس نے جان بوجھ کر کی۔ وہ سوامی دیانند یا پنڈت لیکھرام کی شہادت پیش کئے جاتا ہے جو دو ثابت کرتے ہیں کہ تمام الزامات ان ہندوؤں کے بزرگوں پر جھوٹے اور شرارتًا جو مخالفین ویدک دہرم کے لکھے ہوئے ہیں وہ خود بھی سمجھتا ہے کہ سوامی دیانند۔ پنڈت لیکھرام ان کتابوں کو نا قابل اعتبار ثابت کرتے ہیں۔ رشیوں پر الزام نہیں دیتے ان کی دلیل یہ ہے کہ جب مسلمہ طور پر نیک اور پاک ہستیوں کے متعلق یہ کتابیں غیر ممکن و خلاف واقعہ گندی باتیں بیان کرتی ہیں تو یہ کسطرح ویدک دہرمی یا نیک لوگوں کی تحریر مانی جاسکتی ہیں اس حالت میں دہرم پال کا وہ نتائج بیان کرنا جو ان واقعات کے صحیح ثابت ہونے کی صورت میں ہی اخذ ہو سکتے ہیں فی الحقیقت پہلے درجہ کی شرارت اور کمینگی ہے۔

(۳۹) مسٹر شرما نے جو دین اسلام کی اشاعت میں تلوار جبر یا لالچ کا تعلق

حبابا؟ جو وہ امر ہے جسکے منشی اندرمن جی اور پنڈت لیکھرام جی کے علاوہ خود

مسلمان مورخ اور غیر ملکوں کے محقق لوگ صدہا کتابوں میں لکھ چکے اور
لاکھوں بار مسلمان ان بانوں کو شالوں وغیرہ کے سمیت پڑھ و سن چکے
لیکن کسی مسلمان عالم کو یہ خیال نہ آیا کہ اس سے ہمارے بزرگوں کی ہتک
ہوتی ہے اب بھی ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے اس چہار روزہ
اسلامی جہان کو ہی یہ تاویل سوجھی کہ صاف اور ظاہر طور پر اس چہار روزہ
اسلامی جہان کی ادھر ادھر آگ لگا تماشہ دیکھنے والی عادت کا ثبوت ہے۔

(۳۰) دیوسماجیوں میں جاتا ہے تو خدا اور اسلام کیا سب مذاہب پر مخول
اڑاتا ہے آریہ سماج میں آتا ہے تو دیوسماج اور اسلام میں کوئی گن نہیں رہتا
اور یہ ان پر سیاہی کے بعد رہے بھر بھر کر ڈالنے کو اپنا شغل بناتا ہے اور ڈینگ
مارتا ہے کہ داڑھی اور موچھ کو میں نے قرآنی تعلیم کے ساتھ وداع کر دیا لیکن پھر
مسلمانوں کی طرح لینی پڑتی ہے۔ تو چوٹی کی لمبائی اور گیروا پوشیت کے قول کے
متعلق غیر سنجیدہ یا شرارت بھرے الفاظ استعمال کرتا ہے۔

(۳۱) کفر توڑ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وید شاستر، پران، تاریخ، سنجات
وید کا مطالعہ، یوگ، سیواسی مشہور ہانند تحقیق حق وغیرہ جملہ امور پر مخول
اڑاتا ہے حالانکہ سب کی تعریفیں و صداقتیں وہ بڑے زور کے ساتھ
واضح طور پر لکھ چکا ہے اگر کوئی سنجیدہ محقق اپنے خیال میں کسی
امر کے متعلق معقولیت کی بنا پر تبدیلی پاتا ہے تو وہ پبلک کے سامنے ایماندارانہ
سے وہ وجوہات رکھتا ہے۔ لیکن دھرم پال الیاس کا الی مذہب ہے کہ آج ایک طرف
ہے کل دوسری طرف سب غلط بھانڈوں کی طرح وہ اس کے مخول اڑاتا ہے
اور جب طرف ہے اس کا بہانہ بن جاتا ہے کل پیشہ بدلا۔ تو جب کے بہانے بنتے تھے اس
کے تو بن بیٹھے بھانڈ اور جس کی بدنامی کرتے تھے اس کے بن بیٹھے بہانہ تب
کیوں نہ وہ آئندہ دھرم کے سب مسئلوں پر مخول اڑاتے۔

(۳۲) اصول کہانیاں مخصوص ان اور تاریخی واقعات کے متعلق یہ شخص کتنا

دھوکا دیتا ہے اس امر سے معلوم ہوگا کہ ترک اسلام کیا وہ کہتا ہے "درحقیقت جس تعلیم کو پاکر محمود جیسا شخص ابن اللہ اور اورنگ زیب جیسا محی الدین یعنی زندہ کن دین اسلام بن گئے وہ تعلیم روحانیت کو بائیں کان سے پکڑ کر خانۂ دل سے بدر کر دیتی ہے۔

نخل اسلام میں وہ لکھتا ہے۔ وہ کون سا مہذب مسلمان ہے جو محمود جیسے بادشاہ پر سچا فخر کرنے کے لئے تیار ہو اور اس کے اعمال شنیعہ کو باعث ناز تصور کرے محمود صرف لوٹنا ہی نہیں جانتا تھا بلکہ وہ بت شکن کیا تھا عہد شکن بھی تھا۔ اس کے بعد فردوسی کا تصنیف شاہ نامہ والا قصہ بیان کر کے لکھتا ہے۔ محمود جیسا ظالم۔ مردم آزار۔ مردم فروش۔ لٹیرا۔ وعدہ شکن شخص کسی بھی مہذب قوم کے لئے باعث فخر نہیں سمجھا جا سکتا (صفحہ ۱۳۰)

لیکن کفر توڑ میں لکھا ہے "سلطان سبکتگین علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند فرشتہ سیرت و سعادتمند شجاع و غیرتمند سوزندہ کفر و طغیان و برکندہ ضلال و تمام بہی خواہ ہندوستان۔ فاتح ہندوستان سلطان غازی محمود غزنوی علیہ الرحمۃ والغفران۔

ہم آریہ یا ہندو لوگوں پر یہ کام نہیں ڈالتے اُدھار ہے کام لیکر مسلمان بھائیوں سے ہی عرض کرتے ہیں کہ وہ ہر دو عبارتوں کا مقابلہ کر کے فیصلہ دلویں کہ دھرم پال مذہبی محقق ہے یا بھانڈ و بھاٹ۔

(۳۳) کفر توڑ میں وہ لکھتا ہے کہ میں کسی عورت کی خاطر مسلمان نہیں ہوا عورت تو میرے پاس پہلے ہی موجود تھی جو بڑی وفادار خوب سیرت اور بڑی اُونچ ذات اور اُونچ گھر کی تھی۔ لیکن اس میں بھی مسلمان بھائی یہ امر اس سے دریافت کریں کہ مسلمان ہونے سے پہلے تم آریہ سماج میں تھے کس جگہ تمہارا دواہ کس پنڈت نے کب اور کن کے سامنے کرایا تھا اور کیا آریہ سماج سے نکلنے تک بلکہ اس کے بعد بھی عرصہ تک تم اس وفادار بیوی کو بہن کہتے لکھتے ثابت نہیں

کرتے آئے ۔ اس ایک امر کی تحقیق ہی معمولی سے معمولی عقل کے مسلمان بھائی کو اس شخص کی مکاری کا یقین دلادیگی۔

(۴۴) منو میں چوری کے متعلق قانون ملنے کا قانون دہرم پال نے اس امر کا ثبوت بتایا ہے کہ زمانۂ قدیم میں اس ملک میں عام طور پر چوری کی جاتی تھی۔ قانون کے الفاظ سے اہل ملک کو مجرم بتانا اول درجہ کی بیوقوفی ہے۔ لیکن ایک گرگجویٹ ایسا بیوقوف نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جان بوجھ کر اس نے شرارت کی ہے۔ ویدک دہرم پر معقول اعتراض تو وہ کوئی کر نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے مکاری سے اصولی بیان کو واقعات کے طور پر استعمال کیا اور وہ بھی بدی کے پہلو سے۔ نیکی کے پہلو سے نہیں۔ منو کے اس قانون سے نتیجہ نکالا جاسکتا تھا کہ ایسا قانون واضع کیا گیا۔ تب ہی یہاں چوری کا نام ونشان نہ تھا یہ مطلب انصاف وامر واقعہ کے اور منو کے منشا کے مطابق ہوتا۔ لیکن دہرم پال نے جب خدائے خیر الماکرین کے خلاف نہایت طویل قلمی جنگ کیا تھا اب اپنی اندرونی کمزوریوں سے عاجز آکر اس کی پناہ میں آتا اور منو کے قانون کو اپنے مکر کا نشانہ بناتا۔

(۴۵) چوتھی فصل میں وہ سندھ دہرم کی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس میں بھی کمال کا مکر کرکے مسلمانوں کی آنکھوں میں دہول ڈالتا ہے۔ پنڈت لیکھرام جی پرانوں کے متعلق لکھتے ہوئے اعتراض کرتے ہیں کہ سندھو بھائی اصلیت کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے اور کچھہ پرانک کہانیاں نقل کرکے وہ کہتے ہیں پورانوں میں رشی منیوں اور دیوتاؤں کی نندا لکھی ہے اور ان پر جھوٹا کلنک لگائے ہیں اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ پنڈت جی نے فیصلہ دیا ہے کہ رشی نیک اور پاک تھے۔ خود پورانک بھائی ان کتھاؤں کو استعارات بتاتے ہیں اور بعض استعارے فی الحقیقت معنی خیز ہیں تب دہرم پال کے فعل کو شرارت کہیں۔ مکر کہیں۔ بدمعاشی کہیں کمینگی کہیں۔ شہد اپن کہیں کیا کہیں جو یہ لکھتا ہے کہ

شرماجی آریہ مسافر کی مذکورہ بالا تحریر کا مطالعہ کریں اور فیصلہ دیں کہ آیا ایسا مذہب جس میں بڑے دیوتا رشی مہرشی اور مہاتما کہلے ہندوں حرام کاری زناکاری و بدکاری شادی شدہ عورتوں کا اغوا - اپنی کنواری بیٹیوں یا کنواری لڑکیوں کے ساتھ زنا بالجبر۔ شرانبوشی .... کرتے ہوں .... کیا ایسا دہرم ہمارے .... آبا و اجداد کے لئے قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟

ہم پھر کہیں گے۔ مسلمان بھائی غور کریں۔ پنڈت لیکھرام کی تحریر یہ ہے کہ رشیوں پر یہ الزامات جھوٹے ہیں اور دہرم پال اس تحریر کی بنا پر شرماجی سے ان پر گندے الزامات کی بوچھاڑ کرنا چاہتا ہے۔ کیا یہ طویل الفاظ و اقتباسات اور لفظی الجھنوں میں ڈال کر مسلمانوں کو دھوکا دینے کا سامان نہیں۔

(۶) سم صفحہ ۲۹ پر یہ الفاظ ہیں

شرماجی سے ہم سوال کریں گے کہ وہ مہربانی کر کے ہندوستان کی کسی تاریخ سے یہ ثابت کر دیں کہ جب سمندر کے راستے سے سندھ پر یا خشکی کے راستہ سے ہندوستان پر فاتحان اسلام نے فوج کشی کی تھی تو اون کے لشکر میں کس قدر عورتیں تھیں جن کو کہ وہ اس ملک کے ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی خاطر بطور رشوت کے دینے کے لئے ساتھ لائے تھے ان الفاظ کے بعد اس سوال کے متعلق طویل عبارت لکھی ہے جو ہر لحاظ سے قابل اعتراض ہے لیکن ہم ان ہی الفاظ کو مسلمان بھائیوں کے سامنے رکھتے ہیں وہ ذرا سوچیں کہ شرماجی نے یہ لکھا ہی کہاں تھا کہ مسلمان فاتح لوگ غزنی وغیرہ سے عورتیں ساتھ لائے تھے۔ کیا یہ کہنا کہ تلوار جبر یا لالچ سے دین اسلام پھیلا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حملہ آوروں نے عورتیں لا کر دیں۔ ارے پھر ذریعہ اشاعت اسلام کا اپنے موقعہ پر لگا دو۔ مگر سلوک و سعد کا ہمیشہ نہیں چل سکتا حملہ آوروں کے ذکر کے ساتھ لگاؤ۔ تلوار و جبر کا جہادی ذریعہ اور عورتوں کا لالچ لگا

اس قسم کے ذکر کے ساتھ جو خواجہ حسن نظامی جیسے وقتاً فوقتاً رنڈیون تک نے دنیا اسلام کی اشاعت میں حصہ لینے کا منصوبہ باندھتے ہیں حملہ آورون کے ساتھ عورتون کا سوال کر کے تم ثابت کرتے ہو کہ شرما جی کے لفظون کا تمہارے پاس جواب نہیں۔

(۷۳۴) صفحہ ۳۷ پر وہ کہتا ہے۔

مذکورہ بالا چند اقتباسات جو ہم نے ہندو قوم کے مختلف فرقون کے دہرم گرنتہون میں سے نقل کئے ہیں وہ فقرہ ہی اس کی مکر و فریب کی جبلی عادت کا ثبوت ہے۔ صرف ایک کتاب ستیارتھ پرکاش مصنفہ رشی دیانند سے تو سب کچھ نقل کیا اور کہتا ہے کہ ہندو قوم کے مختلف فرقون کے دہرم گرنتہون سے اقتباسات نقل کئے ہیں۔

(۳۸ھ) اس پانچویں فصل میں اس نے ایک ہی وام مارگ کے متعلق بیانات کو ن علیحدہ علیحدہ لکھکر مسلمانون پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوؤن کے بہت زیادہ فرقے ان خرابیون میں مبتلا ہیں لیکن بیج مارگی اور چولی مارگی وغیرہ بھی وام مارگ کی شاخ کہی گئی ہیں یہ ہندوؤن کے جدا فرقے نہیں۔

(۳۹ھ)۔ لیکن اگر مختلف طرح کی بدچلنیون میں مبتلا لوگون کے مختلف نامون والے فرقے بھی ہندوؤن میں مان لیویں تو کیا ان سے ہندوؤن کے اصلی دہرم کے متعلق کبھی کوئی فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔ بھارت سرکار کی ہیں یا ۳۰ کروڑ ہندوستانی رعایا میں ایک حصہ چوری جرم میں جیل میں ہے۔ ایک حصہ ڈاکہ زنی کے جرم میں ایک حصہ زنا بالجبر میں وغیرہ وغیرہ تب کیا مجرمون میں سزا یافتہ کل دو چار لاکھ لوگون کے سو حصے کر کے ہیں ۲۵ کروڑ نیک چلن اور آزاد رعایا کو کسی شمار قطار میں نہ لانا اور سرکار کو چورون بدمعاشون وغیرہ کا راجا کہنا موزون ہو سکتا ہے۔ فی الحقیقت دہرم پال کا سارا بیان مکاری اور محض مکاری کی سپرٹ کو لئے ہوئے ہے۔

(۵۰) ان بیانات میں اس کی مکاری اور بھی خطرناک درجے میں تسلیم کی
جائیگی جب مسلمان بھائی خیال کرینگے کہ کل حضرت محمد صاحب۔ حضرت
لوط وغیرہ پیغمبران اور شاہ جہان وغیرہ مسلمان فرمان روایان پر وہ
فحش سے فحش الزامات عورتوں اور بیٹیوں کی بابت لگا چکا ہے اس کے علاوہ
کبھی متعہ وغیرہ کی رسوم کا دین اسلام میں ہونا وہ جانتا ہے۔ پس
اسلام کے مسلمہ بزرگوں کے متعلق مستند کتابہائے اسلام سے الزام لگانے والا
شخص جان بوجھ کر ان باتوں کو چھپاتا اور الٹا دین اسلام کا بجیل(?) ہونے کا دم بھرتا ہے۔
اور ہندو دھرم اور ویدک دھرمی خود جن سے نفرت کرتے ہیں ان کے بے
تعلق ذکر لا کر جو ہندوؤں کو چڑاتا ہے وہ سوائے خودغرض شریر یا مکار
کے اور کیا خطاب پا سکتا ہے۔

(۵۱) دام مارگ کی تمام بُری سے بری اور فحش سے فحش باتیں تو اس نے بیسیوں
صفحوں میں لکھدیں صفحہ ۳۳ پر اردو میں یہ بھی لکھدیا کہ عورت مرد بدفعلی
کرتے وقت یہ منتر جپتے ہیں کہ ان کو کمالیت حاصل ہو لیکن صفحہ ۳۷ پر یہی
منتر لکھکر اردو میں نہیں اس کا ترجمہ فارسی میں کرتا ہے گویا مکاری سے سرٹیفکیٹ
لینا چاہتا ہے کہ وہ پبلک مذاق کی نگہداشت کے فرض کو پورا کر رہا ہے لیکن
واقفکار اسے دہستکاری(?) بتا دینگے کہ صفحہ ۳۳ پر اور اگیر تحریروں میں جو اس قدر طویل
ہیں تمہارا پبلک مذاق کا احساس کہاں گیا تھا۔

(۵۲) صفحہ ۳۸ پر وہ لکھتا ہے اسلامی تعلیم یہ ہے کہ زناکاری کے نزدیک مت جانا اسلئے
کہ زناکاری بدترین قسم کی حرکت ہے۔ ہم کہتے ہیں مبارک صد مبارک۔ اسلام یہ
تعلیم دے تو ہمیں اعتراض کیا ہے لیکن کام باسنا کا پتلا دھرم پال (بہ قول دھرم پال) جو
اس جرم کے بدلے ڈاکٹر چرنجیو جیسے نیکدل۔ فرشتہ سیرت۔ ہمدرد اور رحم مجسم باپ کے
گھر سے نکالا جاتا ہے وہ دھرم پال اسلام کی اس خوبی کا وعظ کرتا ہوا مارے شرم کے ڈوب
کیوں نہیں جاتا ساتھ ہی وہ حضرت محمد صاحب بانی دین اسلام پر بخل اسلام میں

الزام بھی لگا چکا ہے یہ دورنگی مکاری کیوں نہیں۔

(۵۳) وہ پھر لکھتا ہے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر کوئی مسلم مرد یا عورت زناکاری کے مرتکب ہوتے ہیں تو شادی شدہ ہونیکی صورت میں ان کو سنگسار یعنی قتل کر ڈالو۔ اور اگر غیر شادی شدہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی ننگی پیٹھ پر بر سر عام ایک ایک سو کوڑے مارو اور ایکسال کیلئے خارج البلد کر دو۔ بے شک ایسی تعلیم مبارک۔

لیکن دھرم پال بتائے کہ جن بزرگان اسلام پر اُس نے ذاتی رائے سے نہیں بلکہ قرآن حدیث وغیرہ کے حوالے سے زناکاری کے الزام پبلک طور پر لگائے ان کو کیا سزا ملی تھی۔ کون کون سنگسار ہوئے کون کون خارج البلد ہوئے اور کس کس کے سو سو کوڑے لگے

(۵۴) ہمارے آباو اجداد کو یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ مسلم مرد کسی غیر عورت کے چہرہ کو نہ دیکھے، واہ واہ کیا کمال کی نیک تعلیم ہے لیکن جن بزرگان اسلام کی سکنول سورلٹی کے خلاف تم نے بڑے طول طویل مضمون لکھے ہیں ان میں سے کون کون تھے جنہوں نے غیر عورتوں کے چہرے کو نہ دیکھا تھا۔ دین اسلام کی تعلیم کے متعلق جو تیرے خیالات ہیں ان کا تو تمہیں خوب علم ہے تو یہ بتا کہ زینب کو محمد صاحب نے دیکھا اور اس پر فریفتہ ہوئے۔ یہ واقعہ جسطرح تم نے نخل اسلام میں لکھا ہے کیا وہ اس تعلیم کی تلقین کی بجائے تردید نہیں کرتا، اور آنکھ سے غیر عورتوں کا چہرہ دیکھنا تو کہاں اپنی بیٹیوں سے مباشرت اور اُن سے اولاد پیدا کرنے والے حضرت لوط کے ذکر سے اسلام پر کہیں اُنگلی اٹھ سکنے کے بعد تو کسی کو وشواش دلا سکتا ہے کہ فی الحقیقت تو نہائتی طور پر یہ کن اسلام کے نہیں دکھا رہا۔

(۵۵) کیا مرض نسیان تو تجھ پر غالب نہیں آگئی کہ تم ویدک اصول برھمچریہ کو بھول گئے ۲۵ سے ۴۸ سال تک کے برہمچریہ کا تپ اور گرہست کے ۵۰ سال میں بھی بار نیک اولاد کی خواہش سے صحبت کرنا نہ حیوانی جذبہ کی سیری کے لئے اور بعد میں بان پرست اور سنیاس میں عورت اور اولاد سے بھی قطع تعلق رکھتے ہوئے عین خدا کی عبادت اور خلق خدا کی خدمت میں مگن کہاں اور محض یہ دو لفظی قاعدہ زنا پر سنگسار کرنے کی سزا

یہ کہاں آنکھ سے غیر عورت کو دیکھنے کی بجائے وہ اصول واضح کئے ہوتے جن سے تمام غیر عورتیں آنکھوں سے دیکھی جائیں لیکن ماں بہن یا بیٹی کے بھاؤ سے یہ آنکھیں نہیں جو وبھچار کرتی ہیں یہ خاص اندری نہیں جو بھیچار کرتی ہو بلکہ یہ من ہی جس میں پرہیزگاری کے سنسکار ڈالنے چاہئیں اور جسے شہوت پرستی کے جذبات سے دور رکھنا چاہیئے۔

(۵۶) مسلم مرد کسی غیر عورت کے چہرے کو نہ دیکھے اور عورت بھی جب باہر جائے تو اپنے چہرہ پر نقاب ڈال کر چلے مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی طرف آنکھ اونچی نہ کریں! یہ لفظ دھرم پال کی قلم سے بطور ایک اچھے قانون کے کبھی نہیں نکل سکتے۔ جب تک وہ جان بوجھ کر مکاری و دروغ بیانی وغیرہ پر کمر نہ کس لیوے وہ اعتراض کرتا رہا ہے کہ مرد کے چہرے پر نقاب کیوں نہ ہو اور عورت کے چہرے پر کیوں ہو۔ وہ صیغہ نسوان پر اس امر کو ظلم بتاتا اور قرآن پر اس کے سبب سے بیسیوں بار الزام لگاتا آیا ہے وہ نخل اسلام صفحہ ۸۶ پر چھٹی فصل کا ہیڈنگ دیتا ہے "محمد کی بیقراری اور مستورات ہند کی آہ و زاری..." اس فصل میں عجیب طرز سے خاندان محمد کا یہ چراغ قیصر دین کو منور کرتا ہے۔ معالم التنزیل معالم صفحہ ۱۷۶ سے وہ اقتباس دیتا ہے کہ جب زینب کا زید کے ساتھ نکاح ہو گیا تو وہ کچھ مدت اس کے پاس ٹھہری ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت رسول اللہ صاحب زید کے گھر میں تشریف لے گئے انہوں نے زینب کو چولی پہنے اور دوپٹہ اوڑھے دیکھا زینب قریش کی تمام عورتوں میں سے زیادہ گوری خوبصورت اور جمیلہ تھی حضرت اس کے حسن پر شیدا ہو گئے اور وہ ان کے دل میں گھس گئی اس کے بعد جو کچھ لکھا ہے اسے چھوڑ کر ہم یہ بتانا کافی سمجھتے ہیں کہ وہ ثابت کرتا ہے پردہ کی رسم اس واقعہ کے بعد چلی پہلے پردہ نہیں تھا۔ کفر توڑ میں اب اس نے پردہ سسٹم کے حامی کا روپ دھارن کیا ہے۔

(۵۷) اس مذکورہ بالا مضمون میں وہ ہندوستانی عورتوں کا خاکہ کھینچتا ہے کہ ہم جو اپنی چاروں طرف آہ و زاری عورتوں کی سن رہے ہیں ہم انکے مرجھائے ہوئے چہروں کو انکی اندر دھسی ہوئی آنکھوں کو ان کی کمزوری کو انکی قید کو دیکھتے ہیں ہم جو ان کو انکے چہروں پر بھاری نقاب ڈالے ہوئے اور

ایرٹائٹ ڈولیوں میں سوار گھر کی چہار دیواری کے اندر مقید پاتے ہیں گویا کہ وہ خونی قیدی ہیں جن کو باہر کی ہوا لگنا خلاف قانون ہے اس تمام خوفناک اور نہایت گری ہوئی حالت کی تہ میں کون سی چیز کام کر رہی ہے .... مستورات ہند کے ہاتھوں کی زنجیریں پاؤں کی بیڑیاں آنکھوں کی نقاب زمانۂ مابعد کے اختراعات ہیں۔

ہاں یہ سب کچھ اس زمانہ کے اختراعات ہیں جبکہ مسلمانوں کا قدم یہاں پر آیا اور ان تمام باتوں کا تعلق محمد کی بے پرواہی کے ساتھ ہے۔ محمد کی ایک حرکت کروڑ ہا بندگان خدا کی آزادی کو چھیننے کا موجب ثابت ہوئی ...... دنیا میں اس زہریلے پردہ کا موجب محمد ہے

ناظرین! پردہ سسٹم کو مضر ترین اور نہایت ہی مہلک و خطرناک ثابت کر چکنے اور زینب والے واقعہ کو اس کی بنیاد بتا کر حضرت محمد صاحب کو ان کی بے قراری پر بار بار مطعون کرنے کے بعد کفر توڑ میں حضرت دھرمپال پردہ کی حمایت میں راگ دے رہے ہیں یہ نیا سوانگ بدلنا

(۵۸) سوامی دیانند نے ...... گنا نام توا ...... وغیرہ منتر کے سیدھر کرت ادھون کو پبلک میں پیش کر کے بتلایا کہ یہ کام دام مارگی کا ہے سوائے ان دھاپا پالی دام مارگیوں کے وید کے ایسے غلط اور واہیات معنی کوئی نہ کرتا ان کو کفر توڑ صفحہ ۸۹ میں نقل کر کے دھرمپال کہتا ہے کہ وہ دام مارگی اور دھاپا پالی تھے پر ہندو تھے برہمن تھے پنڈت تھے اور ویدوں کے مفسر تھے یہ صریح دھوکہ دہی ہے چور یا کسی خفیہ بم بنانے والی باغی سوسائٹی کے آدمی ہیں تو راجہ کی رعیت لیکن بجائے انکے دشمنوں سے ان کی حفاظت کرنے کے راجہ خود ان دشمنوں کا ناش کرتا ہے

دھرمپال کا منطق ان باغیوں کے عمل کے لئے راجہ اور تمام رعیت کو ذمہ دار بناتا اور راجہ کو بجائے سزا دینے کے ان کی رکشا کا پاٹھ پڑھاتا ہے جو ہر لحاظ سے غلط ہے فی الحقیقت خفیہ سازشوں سے قتل چوری کیا کرنے والے لوگ یا جعلی نوٹ بنانے والے لوگ راجہ کی رعیت نہیں بلکہ اس کے راج اور اس کی رعیت سب کے دشمن ہیں اسی طرح دام مارگی نہ ہندوؤں کی برادری میں ہیں نہ برہمن نہ پنڈت. نہ ویدوں کے مفسر وہ تو نوع انسان کے دشمن کی اس جماعت کے ممبر ہیں جس کا ہیڈ ماسٹر دھرمپال قابلیت سے بن سکتا ہے۔

(۵۹) دھرمپال [illegible] کر کے بڑی [illegible] سے یہ کہتے جاتا ہے

ہے۔ کہ دام مارگی بھید ہر کے کیے معنوں کو فارسی یا عربی میں ترجمہ کرتا ہے
سوامی دیانند جی نے ان معنوں کو جیوں کا تیوں سنسکرت و ہندی
میں نقل کیا ہے اور اس کے مقابلہ پر اصل ترجمہ دیا ہے تاکہ لوگوں
کو سچ اور جھوٹ کا فوراً پتہ لگ جاوے۔ لیکن دھرم پال ان کا
کہیں عربی میں کہیں فارسی میں ترجمہ دیکر۔ بیلک مذاق کے رکھشک
کا سوانگ بھرتا ہے۔ حالانکہ خود مشہور فحش نویس ہے اور کفر توڑ بھی
مکاری اور فحش نویسی کا مجموعہ ہے۔

(۶۰) اس شرارت کے علاوہ ایمانداری یہ ہے کہ وہ اس مہید ہر کے
معنوں کو غلط جانتا ہوا بھی اور آریوں و ہندوؤں میں اس کی متفقہ
تردید پاتا ہوا بھی اسے مسلمانوں کا مذاق بگاڑنے کے لیے نقل کر دیتا
ہے اور مکاری سے وید کے خلاف اشر ڈالنے کے لئے اسے استعمال کرتا
ہے۔

(۶۱) اور مکاری یہ کہ بحث کنندہ اپنی خاص پوزیشن کے مقابلے میں
دوسرے کی پوزیشن کو جانچتا ہے۔ لیکن دھرمپال یہ شرارت کرتا ہے
کہ ایک طرف سوامی دیانند کی کوئی تحریر رکھتا ہے اور دوسری طرف
کسی دام مارگی کی اپنا اصول کوئی ہے ہی نہیں جہاں جاہا دام مارگی
کے خلاف ریمارک دیدیا۔ جہاں جاہا سوامی جی پر رائے زنی کر دی
یہ کسی محقق کا شیوہ نہیں۔ بلکہ محض نٹ کھٹ تماشبین کا کام ہے۔

(۶۲) ایک صورت میں دو مختلف راؤں پر تیسرا شخص غور کر سکتا ہے۔
اور اپنے لئے یا اوروں کے لئے دو میں سے بہتر کو بتیں کرتا ہے۔ لیکن
دھرم پال کا مطلب کہیں بھی معقول اور غیر معقول کی تمیز کا معلوم
نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ شریر جہاں تک ممکن ہو غیر معقول کی آڑ لیکر ویدک
دھرم کی کھلی اڑاتا اور اصول مناظرہ سے ناواقف یا متعصب مسلمانوں

سے اپنی چاندی بنانے ہر کہا تین کرتا ہے۔

(۳۴۶) گنانام تواوالے منتر کے یہ معنے کرنا کہ یجمان کی استری کی گھوڑے سے صحبت کرائی جاوے صریحاً خلاف قانون قدرت ہے مورکھ سے مورکھ۔ آدمی بھی ایشوری گیان میں ایسی تعلیم کا ہونا کبھی قبول نہیں کر سکتا دہرم پال میں ذرا بھی سنجیدگی یا معقول پسندی ہوتی تو ضرور ایسے غیر معقول معنون پر لعن طعن کرتا۔ مگر اس بد نیت شخص کو سوجھی یہ کہ وہ اس نامعقول بات کی آڑ میں روپیہ کمانا بار بار مختلف پیرایوں میں اس کو بیان کرتا اور اپنے غنڈے پنے کا ثبوت دئے جاتا ہے۔

(۳۴۷) سوامی دیانند نے گورکھپور کے ایک سادہ دل راجہ کا قصہ لکھا کہ وہ ان شریر لوگوں کے قابو میں آ گیا۔ اس کی رانی کی صحبت گھوڑے سے کرائی گئی جس سے وہ مر گئی تب وہ راجہ فقیر بن ان کا کنڈن کرتا پھرا۔ یہ کسقدر تعریف کی بات ہے کہ ایک شخص دہوکا کہا جاوے تو ضرور لوگون کو برے راستے سے بچانے کے لئے راج پاٹ کو چھوڑ کر فقیری اختیار کرے مسلمانون نے بہ قول دہرم پال حضرت محمد صاحب سے اپنی ضعیف الاعتقادی سے صدہا نقصان پائے یکشل سو میٹی تک کے بہت دوش دیکھے۔ لیکن ایک نے بھی یہ نہ کیا کہ کمر ہمت باندھ کر آئندہ کے لئے لوگون کو ان سے محتاط کرتا۔

دہرم پال اس واقعہ کو مکاری سے مختلف شرارت بھری تاویلون کا مضمون بناتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے ان دنون وطی الفرس یا وطی البہائم کے قواعد و طریقے ہون گے اور یہ فعل سائنس کے درجے تک پہونچا ہوا ہوگا۔ بے شک ممکن ہے جیسا دہرم پال کا ذہن رسا نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ ایسا ہی ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے وام مارگی تو اس ترقی کو قائم نہیں رکھہ

سکے۔ عجب نہیں اب دہرم پال ان کی اس ناکامیابی کی شرمندگی کو دور کرکے اسلامی دنیا کو اپنی سائنس دانی کا ثبوت دکھا دے اور علم البہائیم کے قواعد مرتب کرا کے سائنس تک پہونچا کر نام پاوے۔

اسلامی آبا و اجداد کی تو لاج اس نے رکھ لی۔ پر اپنے آباؤ اجداد کے دام مارگی بھائی ہندوؤں کا بھی تو کچھ حق ہے

(۶۵) چارواک والوں نے کہا کہ ویدوں کے مصنف بھانڈ دھورت و نشاچر ہیں سوامی جی نے اس کی نسبت صاف جتایا کہ دام مارگیوں کے دوراچار کو ان لوگوں نے بغیر وید کو پڑھے ہوئے وید سے منسوب کیا۔ اگر پڑھتے ہوتے جانتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے اس کا حوالہ دینا ایسی صورت میں ضروری تھا کہ دہرم پال وید کے متعلق اپنی پوزیشن بتا کر اپنی تائید میں اسے پیش کرتا اور سوامی جی کے قول کی دلیل یا تاریخ سے تردید کرتا۔

لیکن اس شریر کو بھولے بھالے مسلمانوں کی عقل مارنے کے بغیر کچھ مطلوب نہیں وہ لکھے جاتا ہے۔ وید کے متعلق چارواک یہ کہتا ہے اور سوامی دیانند ان رائے دہندوں کو دام مارگی کہتا ہے۔ کون سچ کہتا ہے کون جھوٹھ اس سے اس کو غرض نہیں وہ سمجھتا ہے کہ چلو کچھ لفظ تو وید کے خلاف لکھ گئے ارے واہ تیری ڈھینگ ہو دیا۔

(۶۶) ایک اور چالاکی جس سے ناواقف لوگ دھوکا کھا سکتے ہیں یہ ہے کہ وہ دام مارگی یا چارواک کے بجائے کیساتھ پرانے سنت و پنڈت وغیرہ کے لفظ لکھے جاتا ہے حالانکہ پرانے سنت و پنڈت خود دام مارگیوں کے خلاف ہیں اور گھوڑے و عورت کی صحبت کرانے کو دام مارگیوں کی بدمعاشی کہتے ہیں یہ پرانے سنت و پنڈتوں کی ہی توکریا ہے کہ کہیں دام مارگیوں کی دلیلیات پر سنت و عمل نہیں کر سکے۔ دہرم پال بتائے تو سہی کہاں ہیں وہ ہندو جو عورتوں کی گھوڑوں سے صحبت کراتے ہیں جب ایک امر کا وجود

ہی نہیں اور اس کے بیان کو چھپا لیا۔ وام مارگیون کا کمینہ پن بتایا جاتا
ہے۔ تو پھر ان اقوال کا درج کرنا وان کے کہنے والون کو پرانے سندر
پنڈت کہنا صاف مکاری ہے۔
(۸۷) سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش میں آریہ جاتی کے تنزل کا سلسلہ وار بیان
اسلاس میں کرتے ہیں وید کے خلاف وام مارگ وغیرہ کی تحریرات کا ذکر
کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ جو فی الحقیقت برہمن نہیں ہے۔ انہون نے اپنے
سے جہالت کے زمانے میں برہمنون والی باتیں منسوب کیں وہ ان کی
شرارتون کا بیان کر کے کہتے ہیں کہ بھلا ایسے بے عقل۔ نفس پرست
فریبی۔ عیاش اور ادھرمیون اور جاہلون پر عالمون کے اوصاف کب
گھٹ سکتے ہیں رشی وران لوگون کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔
"تم کس لوک میں جاؤ گے۔ تمہارے کام تو گھور نرک یعنی جہنم میں پڑنے
کے ہیں۔ تم کیڑے مکوڑے اور پتنگے وغیرہ ہو گے تم برہمن نہیں ہو بلکہ پوپ
ہو۔ دغا فریب سے دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مقصد نکالنے والے کو پوپ
کہتے ہیں۔ پس فی الحقیقت یہ لوگ برہمن و پنڈت نہیں ہیں۔
ان الفاظ کے ہوتے ہوئے دھرم پال ان پاکھنڈی لوگون کے
سفوٹے اس صورت میں دے سکتا تھا کہ یا تو اپنے آپ کو ان کا وکیل
بنا دے یا اس کے اپنے کسی بیان کی ان سے تائید ہوتی ہو۔ یا سندر
پنڈتون یا سناتن دھرم سبھا والون نے یہ بخشش لیا ہوتا کہ نہیں وام
وام مارگی وکیل فی الحقیقت سچے برہمن ہیں۔ ایسی کوئی صورت ہے
اور یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ دھرم پال کے آبا و اجداد ایسے ہو
تھے کہ وہ یہ کہتے کہ برادری سے خارج وام مارگی جو جیگا وغیرہ یا الو کی
طرح دھرم کی روشن ویدی پر آ نہیں سکتے ان کے سبب ہم مسلمان
ہوتے ہیں۔ کون سا مومن مسلمان ہے۔ جو کافرون۔ زانیون یار ندون

بدکاریوں کے ذکر سے قرآن اور خدا کو ترک کرے پس ہر لحاظ سے دہرم پال کا دام ماریگیوں کا ذکر کفر توڑ میں ہونا غیر معقول غیر ضروری اور مبنی بر شرارت ہے

(۶۸) دہرم پال کا اپنا تو کوئی مذہبی مطالعہ نہیں کوئی واقفیت نہیں۔ سوامی جی کے اقتباسات سے لیکر وہ مکاری سے یہ اثر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے کہ بہت پستکیں پڑھ رہا اور چھان بین کر رہا ہے صفحہ ۱۳۳ پر وہ لکھتا ہے۔

"کتاب مذکورہ بالا میں چند اقتباسات جو ہم نے ہندو قوم کے مختلف فرقوں کے دہرم گرنتھوں سے نقل کئے ہیں یہ سراسر جھوٹھ ہے۔ مختلف فرقوں کے دہرم گرنتھ اس نے دیکھے تک نہیں محض اردو ستیارتھ پرکاش اور رگوید آدی بھاشیہ بھومکا وغیرہ سے ہی سب اقتباسات دئے ہیں جو ایک معمولی آدمی بھی کر سکتا ہے

(۶۹) سوامی جی کے ہی اقتباسات سے مختلف جگہوں سے بہ نیتی شرارت اور بد نیتی سے لفظ چن چن کر کے وہ کوشش کرتا ہے کہ ایک طرف تو ہندوؤں سے نفرت ہو اور دوسری طرف ہندو آریوں کے خلاف ہوں لیکن اسے یاد رکھنا چاہیئے سوامی کے دلی پریم اور سدہار کی خواہش بھی الفاظ بے غرض خیر خواہی کے جذبہ کو لئے ہوئے کبھی سخت یا کڑوے نہیں لگ سکتے۔ سمجھدار ہندو ان الفاظ سے سدہار کی ہدایت پا رہا ہے لیکن اگر وہ کڑوے بھی لگیں تو بھی ان کو امرت کی طرح نوش کیا جائیگا جیسا کہ لکھا ہے۔

اگر حنظل خوری از دست خوشخوے

از شیرینی از دست ترش رو

(۷۰) دہرم پال کی یہ بھی مکاری ہے کہ آپ ہی اپنے دعوے کی تردید کئے جاتا ہے مگر لفظی ہیر پھیر میں ایسا نتیجہ نکالے جاتا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھوں

میں ڈہول ضرور بڑے صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے۔

تعجب نہیں کہ برہمن گرنتھون کے ایسے قصوں سے ہی ہندوؤں کے مدبر فقہار نے ویدون کے منترون سے وطی البہائم ثابت کرنے کی کوشش کی سوامی دیانند نے اس قسم کے ہندو اچارجون کے خوب پرخچے اڑائے ہیں مگر بات کا کیا علاج ہو سکتا ہے کہ جس زمانہ میں ہمارے آباء و اجداد نے ہندو سے قطع تعلق کیا تھا اس زمانہ میں سوامی دیانند موجود نہ تھا۔ مگر ہندو دہرم ہمارے آباء و اجداد جس نتیجہ پر پہونچے تھے وہ بالکل درست تھا۔

جائے غور ہے کہ جن خرابیوں کو دیکھکر یہ قول دہرم پال اس کے آباء و اس کے بزرگ مسلمان ہوئے ان خرابیوں کے تو پرخچے اڑ گئے۔ اور ویدک دہرم سے اون کا سنبندہ نہ رہا۔

یہ جتا کر پہر لکھا کہ ہمارے آباء و اجداد والا نتیجہ درست تھا۔ کیا یہ مسلمانوں کی سادہ لوحی کے بنا کسی اور وجہ سے ہو سکتی ہے۔

(۷۱) اوپر کے الفاظ سے یہ بہی مطلب نکلتا ہے کہ دہرم پال کے بزرگ نہایت بیوقوف تہے جو خود حقیقت کو نہ تاڑ سکے۔ یہ کہنا کہ اسوقت دیانند نہ تھا ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی عقل نہ رکھتے تھے کہ حق و باطل جان سکتے۔ پس دہرم پال بزرگوں کی کیا وکالت کر رہا ہے ان کو عجیب قسم کا سرٹیفکیٹ دلا رہا ہے۔

(۷۲) ایک اور چالاکی کا بہانڈا دفعہ ۱۷ والے اقتباس سے پہوٹا جس کی کل تحریر فرضیات قیاسات۔ گپیات زٹلیات۔ تاویلات وغیرہ پر مبنی ہے نہ واقعات پر "تعجب نہیں کہ برہمن گرنتھون کے ایسے قصوں سے ہی ہندوؤں کے مدبر جیسے فقہار نے ویدوں کے منترون سے وطی ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ اول تو برہمن گرنتھ کی حقیقت اس کو معلوم دوسرے وہ اس کی نقل بہی ٹہیک طور پر نہیں دیتا تیسرے اسے یقین

ایسے قصوں سے میدہر نے وطی البہائم ثابت کرنیکی کوشش کیونکہ
لکھتا ہے کہ تعجب نہیں کہ ایسا ہوا ہو گویا یہ محض اس کا ایک خیال یا قیاس
جو ہے وطی البہائم نہ کوئی ویدک مسئلہ نہ کسی ویدک پنڈت نے لیے
کیا نہ میدہر نے کوئی ثبوت دیا۔ بس ساری تحریر ہوا سے پاگل کی طرح باتیں
ے کی مصداق ہے۔

) اس بھلے مانس سے مسلمان بھائیوں کو یہ پوچھنا چاہیئے کہ تم جو مہمل
ظ لکھکر شرارت پھیلاتے ہو اس سے تمہاری غرض کیا ہے تم لکھتے ہو
زمانے میں ہمارے آباؤ اجداد نے ہندو دھرم میں اس قسم کے وطی
ہائم کی تعلیم کو عمل میں آتے دیکھکر ہندو دھرم سے قطع تعلق کیا تھا۔
(۱) وہ کونسا زمانہ تھا (۲) ہمارے کس کس بزرگ نے وطی البہائم کی
کو عمل میں آتے دیکھا (۳) کسی تاریخ میں اس واقعہ کا ذکر بتاؤ (۴) کسی
ان بزرگ کی تحریر دکھاؤ کہ ہم نے فلاں عمل بد دیکھکر ہندو دھرم کو
را۔ (۵) اگر وہ عمل بد دیکھا گیا تو وہ ہندوؤں کے وید کی ذمہ داری
ے یا کسی خاص شخص کے معفون پر۔ (۶) وہ شخص وید کا پیرو تھا یا مخالف
کیا آریہ لوگ یا ہندو پنڈت اس شخص کو سند تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے
ں میں انصاف پسند امن پسند۔ راستباز اور حق پسند کچھ بھی مسلمان نکل
تو ایسے مسلمانوں کو دھوکا دینے کا حوصلہ ہی آئندہ نہ ہو سکیگا۔

) سادہ لوح لوگوں کے سامنے یہ شخص کس چالاکی سے تحریری داؤن
لگاتے ہوئے اور بات کا بتنگڑ بناتے بناتے آخر میں کسی مضمون کا کیسا
اک نقشہ پیش کرتا ہے اس کے لئے صفحہ ۲۸ کے یہ الفاظ دیکھئے۔ اب
معاملہ بالکل صاف ہو گیا ہے یعنی ہم کو پتہ لگ گیا۔ کہ ایک طرف تو ویدک
نوں کے یگیہ کرنیوالے پنڈت یا برہمن ویدوں کی تفاسیر میں یگیہ بنا لاکے
ر بدترین قسم کی حیا سوز و حیوانیت کے افعال کرتے ہوئے دکھائے

لگے گئے ہیں۔ دوسری طرف دہاشی یعنی ان دہاشیون کی مستورات کو وطی البہائم میں مصروف دکھایا گیا ہے اور یہ سب کچھہ ویدون کے مطابق بتایا جاتا تھا اور ہم چار واک کے عالمون کو ویدون کے مصنفین پر بہانڈ دہورت اور نشاچر ہونے کا فتوی لگاتے ہوئے دیکھتے ہیں ادہر سوامی دیانند ویدون کے بہانے مفسرین یا مجتہدین پر وام مارگی اور دہا پالی کا فتوی لگاتے ہوئے دیکھتے ہیں ان سب سے بڑہ کر سوامی دیانند موجودہ سہند و گرنتہون کے مصنفین اور برہمنون کو لال بجہکڑ بے شرم بے حیا بے عقل نفس پرست فریبی عیاش بیدین جاہل۔ ٹہگ یگبتی۔ دغاباز گہور نرک یعنی جہنم میں جانے والے کیڑے مکوڑے بننے والے بتلا رہے ہیں اور لوگون کو ایسے گرنتہون اور ایسے دہرم کو چہوڑنے کی تعلیم دے رہے ہیں پس جب ہم اپنی آنکہون سے یہ سب کچھہ دیکھہ رہے ہیں تو ہمارے آباؤ و اجداد کسقدر دور اندیش عقلمند خدا پرست حق پسند اور راست شعار تہے کہ اونہون نے اپنی دینی اور دنیوی فلاح و بہبودی اسی میں سمجہی کہ ایسے تمام خرافات سے قطع تعلق کر کے مسلمان ہو جائیں۔

اس طرح کا نقشہ وہ فصل کے آخر میں کہینچتا اور وہی امور و محاورات بار بار دوہرائے جاتا ہے۔ اس ساری عبارت کا مطلب محض یہی ہے کہ بدچلن و جاہل مخالفین ویدنے وید کے خلاف کہا و عمل کیا اور سوامی دیانند نے ان کا پول کہولا پس اتنی بات کو بگاڑ بگاڑ کر دہرمپال جس طرح چاہے سیاق میں رکہے اسی کی شرارت اور مکاری ظاہر ہوتی۔ ویدک دہرم کے خلاف اس سے کیا اثر پڑیگا۔ خدا کی دنیا میں خدا کے خلاف اور ناستک لوگ موجود ہیں۔ انگلینڈ کے راج میں انگلینڈ سے روس میں روس سے اور جرمنی میں جرمنی سے باغی موجود ہیں۔ دہرمپال نخل اسلام میں لکہتا ہے کہ جہانگیر شراب پیتا اور سور کا گوشت کہاتا تہا مسلمانون نے فی الفقت

کی تو اس نے ان کو سزا دینے اور خود علانیہ عیسائی ہونے کی تجویز کی وہ صاف
کہتا تھا جس مذہب میں سور اور شراب حلال ہے مجھے وہ اچھا لگتا ہے۔ علماء
اس پر چپ ہو گئے اس کے بعد وہ حتی الوسع اور مسلمانوں کو بھی ان ممنوعات
کا استعمال کراتا رہا۔ اس کے علاوہ متعہ وغیرہ سے جسقدر قریب تمام حضرات
و عام مسلمانوں پر الزام عاید ہو سکتے ہیں ان سب کا اصلی خاکہ اگر ناظرین کے
پیش ہو تو یہ دہرم پال کی بناوٹی باتیں بالکل کسی گنتی میں ہی نہ سمجھی جائیں
اور پتہ لگ جاوے کہ یہ کمانشی بر خوردار جو الفاظ لکھ رہا ہے آیا وہ ٹھیک
ہیں یا ان تبدیل کنندگان مذہب کی بیوقوفی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔
کہ وہ بھلائی اور سچائی کی بجائے عجیب وغریب قباحتوں میں جا پھنسے۔
(۵) ساتویں فصل میں دہرم پال تمہید اٹھاتا ہے کہ ہندوؤں کی پہلی حالت
تو خراب ثابت ہو چکی۔ لیکن آج کل مسلمانوں کو پھر ہندو بنانیکی تحریک کی
جاتی ہے اسلیئے دیکھنا چاہیئے کہ آیا ہندوؤں کی حالت پہلے سے اب
اچھی ہے یا بُری۔ لیکن اس وچار کے لیئے وہ ستیارتھ پرکاش کے ۱۱ او
۱۲ کلاس میں سے ۲ صفحہ کے اقتباسات نقل کر دیتا ہے۔ اس فصل کا ہیڈنگ
تو ہے۔ دُشنام۔ مراد اس سے یہ ہے کہ سوامی دیانند نے اور مذاہب کے
لیئے سخت الفاظ استعمال کیئے ہیں لیکن اسی مضمون میں اس سوال کو
ملا دیا ہے کہ ہندوؤں کی موجودہ حالت نسبتاً کیسی ہے۔ اقتباسات ثابت
کرتے ہیں کہ سوامی۔ دیانند نے تمام خرابیوں کا قلع قمع کیا۔ ہندوؤں کے
تمام فرقوں اور بودہ جین متوں پر بڑی کڑی آلوچنا ہوئی اور بڑی
باریک نکتہ چینی عرب کے بدوؤں کی حالت اب بھی خدا کے فضل سے ویسی
ہی ہے پھر بھی محمد صاحب کے پہلے عرب کے لوگوں کی بت پرستی اور بد
چلنی بڑی خوفناک صورت اختیار کر رہی تھی۔ مسلمان کہتے ہیں حضرت محمد صاحب
نے ان سب خرابیوں کو دور کیا اور عرب والوں کی حالت بدرجہا بہتر

ہوگئی۔ محمد صاحب سے ہزارہا گنا زیادہ علم اور عقل کی طاقت سے محنت
کر کے مہرشی نے بھارت ورش کو سدھار دیا اور ساتویں فصل کفر توڑ سے
جو بجوت نکتہ چینی ثابت ہوتی ہے وہ صریحاً ہندوؤں کی حالت کے بہتر
ہونے کی بیّن دلیل ہے کیونکہ نہ وام مارگ رہا نہ کہیں ان کی تعلیم کا اب
نشان ہے نہ بت پرستی رہی اگر دھرم پال مکار نہ ہوتا تو صاف کہتا ان جن
وجوہات کو دیکھکر ہمارے بزرگ مسلمان ہوئے تھے۔ وہ اب عنقا ہیں اس
لئے مسلمانوں کو اب اصل گھر میں واپس آنا چاہیئے۔ لیکن نہیں وہ باوجود صریح
انقلاب عظیم کے اور ہی پیچ ڈالتا ہے۔

(۷) دھرم پال بہتان چالاکی سے یہ پوزیشن اختیار کرتا ہے کہ سوامی دیانند
ہندو ہوتے ہوئے اور برہمنوں کے گھر میں پیدا ہو کر ہندو دھرم اور خاص کر
برہمنوں سے کسقدر بیزار رہے۔ .... امر واقعہ تو یہ ہے کہ ہندوؤں
میں وید کے خلاف جو باتیں موجود ہیں ان کے خلاف سوامی جی ہیں ورنہ
ہندوؤں کا دھرم جو وید ہے اس کے حق میں اور پورے حق میں ہیں اور اسی
کی تبلیغ میں وہ زندگی کی بازی لگائے ہوئے تھے اس اصلی دھرم پر ہی انہوں
نے آریہ سبھاؤں کو پھر قائم کیا تب یہ کہنا کہ انہوں نے ہندو دھرم کو چھوڑا
اس سے بیزار تھے۔ محض دروغ گویم بر روئے تو والی بات ہے۔

(۸) نفس مضمون کو غلط ملط کرنا دھرم پال کی خاص پالیسی ہے اصل مضمون
یا دشنامہ اس کے بیچ میں سوال گھسیڑا کہ ہندوستان کی موجودہ حالت کا اس
جب وقت آیا فیصلہ کرنیکا تو تاویل کی پیچیدگی میں بات کو توڑ موڑ کر پھر
پہلے زمانے کی بات لے آئے۔ یعنی وہ زمانہ جس کے متعلق وہ پہلے خرابیاں
بتا چکا ہے وہ کہتا ہے ہمارے بزرگ بڑی مشکل میں تھے نہ جین دھرم اس کی
تسلی دے سکتا تھا۔ نہ ہندو دھرم۔ دونوں ہی بت پرست تھے یہ ہی وہ زمانہ
تھا۔ جب عرب میں آفتاب اسلام طلوع ہو چکا تھا۔ وغیرہ۔ اب سوال یہ ہے کہ

کہ دھرم پال نفس مضمون کے متعلق لکھنے کی بجائے جو محض مداری کی طرح
مسلمانوں کی نظر بندی میں ہی کوشاں ہے کیا یہ ویدک دھرم کی مضبوط
اور دھرم پال کی مکاری کی بین دلیل نہیں

(۶) آٹھویں فصل میں دھرم پال آپ ہی نیا سوال اپنے لئے سمجھاتا ہے وہ
یہ کہ

تم نے یا تمہارے آباو اجداد نے ہندو دھرم کو ترک کرنے میں تو ٹھیک فیصلہ
کیا مگر ان کو یا تم کو مسلمان ہونیکی بجائے ویدک دھرمی بن جانا چاہیئے تھا اس
لئے کہ وید خدا کا کلام ہے اور وہ معرفت الٰہی سے بھرپور ہے تم کو چاہیئے
کہ تم اپنے یا اپنے بزرگوں کے فیصلہ پر نظر ثانی کرو۔ ہم کہتے ہیں تمہاری درخواست
بالکل معقول ہے ہم نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہیں "

جہاں تک دھرم پال کا تعلق ہے وہاں تک تو حق کم جہاں پاک ڈالی بات ہے۔
کوئی آریہ یا ہندو درخواست کرتا تو کہاں اس کے ناک رگڑنے پر بھی اس کا
اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہاں مسلمانوں کے بزرگوں نے خواہ اپنے کسی عاقلانہ
فیصلہ سے تبدیل مذہب کیا ہو خواہ جبر اور دھمکی سے لاچار ہوئے ان کی اولاد
کو آریہ جاتی کبھی پھر گلے لگا سکیگی۔ اگر آریہ سماج کا تبلیغ حق کا مشن کامیاب
ہوا لیکن دھرم پال جیسوں کی وساطت یا وکالت سے بچھڑے نہیں مل سکتے رہیں
بہتر ہے کہ پہلے ہی ہو جاوے۔ پس دھرم پال کو نظر ثانی کی تکلیف اٹھانیکی ضرورت
نہیں نہ یہ کسی مسلمان کے پاس کوئی آریہ یا ہندو کہہ سکتا ہے کہ ہندوستانی
مسلمانوں کے بزرگوں نے ہندو دھرم کو ترک کرنے میں ٹھیک فیصلہ کیا ہے

یہ بھی دھرم پال کا مفروضہ اور مکارانہ طرز بحث ہے۔

(۷) دھرم پال لکھتا ہے تم پہلے اس بات کا فیصلہ کرو کہ آیا تم ان ویدوں
کو مانیں جو کہ ہندو پنڈت ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں یا وہ جو تم پیش کرتے
ہو، لیکن ترک اسلام صفحہ ۔ اب وہ خود لکھتا ہے۔

وید کی تعلیم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ...... ایک سدا جاری جنم کا مسلمان بھی اسی منڈر میں اور پلیٹ فارم پہ کھڑا ہو کر وید کی صداقت کو حاصل کر کے کتنے ہی وید کے عاشقوں تک اپنی آواز کو پہونچا سکتا ہے بیشک وید کی مقدس تعلیم کا سورج جوں جوں سمت الراس کی طرف آتا جائیگا توں توں جہالت اور تاریکی دور ہوتی جائیگی۔ دیکھئے ناظرین اس مکالہ کی بابت آج اڈیٹر اور گنوار مسلمانوں کو یہ وید بھی مختلف بتانا چاہتا ہے اس کو پوچھیں کہ وید کا تم نے ان لفظوں کو

(۸۰) اسی صفحہ ۱۷ پر دہرم پال لکھتا ہے۔ بہت اچھا تم آپس میں خوب دنگل کرو ہم حسب جاب تماشا دیکھیں گے جب تم آپس میں نبٹ لوگے تو ہم سوچینگے کہ ہم اپنے یا اپنے بزرگوں کے فیصلہ پر نظر ثانی کریں یا نہ ناشا ستر ارتھ یا مباحثوں کے متعلق یہ مکار سنجیدہ الفاظ کی بجائے دنگل وغیرہ کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ لیکن جب آریہ یا سناتن دہرمیوں کے وید ایک ہیں تو یہ دنگل بے فائدہ ہے اور مان نہ مان میں تیرا مہمان کے مصداق دہرم پال کا نظر ثانی کرنا اور بھی تمسخر آمیز بات ہے بھلا ہزار بار جو وید کے حق میں لکھ چکا اس کا آج اس امر کے لئے کشتی یا دنگل کا نوٹس دینا کہ وید کس کا مانا جاوے اچنبھا نہیں تو کیا ہے۔ پھر ناظرین ذرا اس کا سوانگ دیکھتے چلو۔

(۸۱) اس دنگل میں بھی مکاری یہ کہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں سے چند منتر نقل کر دئیے ہیں جو سوامی جی نے مہیدہر کے بھاشیہ کے نقص دکھانے کے لئے لکھے ہیں۔ سوامی جی نے مہیدہر کے ارتھ کے علاوہ سچے اور اصلی معنی بھی نہایت معقولیت سے وہاں ساتھ ہی لکھے ہیں لیکن دہرم پال کی اکیا بدارتی بمعہ یاوہ ترجمہ درج کرتا ہے جس کی ذمہ داری کوئی ویدک دہرمی لینے کو تیار نہیں۔ اور جس کی سوامی جی نے تردید کی ہے۔

(۸۲) صفحہ ۷۵ پر دہرم پال لکھتا ہے مہیدہر جو ترجمہ کرتا ہے نہایت سلجھا ہوا کرتا ہے ...... صاف ظاہر ہے کہ مہیدہر کا ترجمہ اور اوس کی مثال دونوں

تجربات و مشاہدات کو ساتھ لئے ہوئے ہے یا یہ مکار مہیدہر کے مضمون کو ہر جگہ غلط دیا جاتا ہوا الٹا الفاظ لکھ رہا ہے محض اس لئے کہ کچھ شرارت کا موقعہ ملجاوے اور مسلمانوں میں اس کی شرارت کچھ وقعت پا جاوے۔ ورنہ اگر مہیدہر کا ترجمہ سلجھا ہوا ہے اور تجربہ اور مشاہدہ اس کا ساتھ دیتا ہے تو بہتر ہے وہ مسلمانوں میں وطی البہائم کی عملی تعلیم جاری کرے۔ گھوڑے سے عورت کا ہم کلام کرانا بھی تو مہیدہر کا الٹا ہے اور یہ قول دہرم پال یہ سلجھا ہوا اور مشاہدہ اور تجربہ کے مطابق ہے تو کیوں نہ وہ آزمایش کرے۔

(۸۳) جہاں کہیں سوامی جی کا ترجمہ دیا ہے وہاں نوٹ ایسا دیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے یا تو وہ بھاشا کی   معمولی سی بات نہیں سمجھ سکتا۔ یا جان بوجھ کر دھوکا دے رہا ہے مثلاً یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۸۔ یہ دہرم پال نے جو کچھ لکھا ہے اسے جو بھی مسلمان ننگا عورت پڑھیگا بے ساختہ بول اٹھیگا کہ دہرم پال ٹھیک اول درجہ کا بدمعاش شخص ہے فارسی میں ترجمہ کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے

در حفاظت آن با دشمن مخالف ہم جنگ کن زیرا نمی آید اگر گونیا   من ہیرون می آید

اس کے بعد لکھتا ہے۔

اس سے مرد کی پوزیشن نہایت نازک ہو جاتی ہے اس لئے کہ اگر وہ عورت کی درخواست کو نامنظور کرتا ہے تو عورت کی ناراضی کا اندیشہ ہے اور اگر وہ اس کو منظور کرتا ہے تو وہ حیران ہوتا ہے کہ یا دشمن مخالف کی حفاظت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے۔ عورت کو بھی یہ مشکل پیش آ سکتی ہے کہ اگر مرد باہر گیا ہوا ہی کسی کام پر گیا ہو یا دوکان پر بیٹھا ہو۔ یا دفتر میں کام کر رہا ہو اور اودہر یار مخالف نے عورت کو مجبور کر رکھا ہو تو کیا عورت اپنے خاوند کے پاس بھاگی جاوے یا اوسکو ٹیلیفون دے یا کیا کرے؟

ناظرین حیران ہونگے کہ یہ بات کیا ہے یہ یا دشمن مخالف کیا بلا ہے۔

اس کا مفصل جواب وید منتروں کے بیان میں آگے آئیگا۔ یہاں یہ بتانا باقی ہے کہ منتر میں یہ آیا ہے کہ میرے پران واپان وایو کی حفاظت کر۔ پران وایو اُسے کہتے ہیں جو منہ کے ذریعے ناک کے اوپر کی ہوا خارج ہوتی ہے۔ اپان وایو وہ ہے جو ناف کے نیچے گدا و پاخانہ کی اندری کے رستے خارج ہوتی ہے اب مسلمان بھائی فیصلہ دیویں کہ جب یہ ہوا خارج ہوتی ہے۔ تو عورتیں خاوندوں کے پاس باہر و فترا کھیت یا پردیس میں بھاگی جاتی ہیں یا کیا کرتی ہیں۔

(۳۸) یجروید ادھیائے ۶ کے منتر ۱۴ کا ترجمہ کرتا ہے کہ گورو اپنے شاگرد کو مخاطب کرکے کہے کہ۔

جبایدکہ زبان شمارا پاک بکنم۔ بران شمارا پاک بکنم۔ نظر شمارا پاک بکنم گوش شمارا پاک بکنم۔ ناف شمارا پاک بکنم گوش شمارا پاک بکنم افعال شمارا پاک بکنم۔ اس میں تمام کی صفائی اور پاکیزگی کی ہدایات ہیں۔ زبان۔ پران آنکھ۔ کان۔ ناف پیشاب اور پاخانہ کی اندری اور تمام افعال کا پاکیزہ ہونا گورو کی طفیل شاگرد کو حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دھرم پال کہتا ہے۔ اگر بچے چھوٹی عمر کے ہوں تو ممکن ہے ان کے پاخانہ پیشاب صاف کرنے کا مطلب ہو لیکن اگر سوامی دیانند کی طرح جو سوامی ورجانند کے پاس متھرا میں ۴۸ برس کی عمر سے بھی زیادہ دیر تک شاگردی کرتے رہے تھے۔ گورو کے گھر میں طالب علم ۲۵ سے ۴۸ برس کی عمر کے ہو جائیں۔ تو پھر وید منتر کے فرمان پر عمل کرنا گورو کی عورت تو ایک طرف خود گورو کے لئے بھی بڑا مشکل ہے۔ یہ فیصلہ عزیز مدرا بہانہ لبیار۔ اس پر بھی دھرم پال نے دھوکا دینے کی کوشش کی۔ چھوٹی عمر کے بچے جسمانی اعضاء کی جہاں صفائی ہو سکتی ہے وہاں بڑی عمر کے شاگردوں کو تمام اعضائے جسمانی کے ٹھیک استعمال کرنے کی ہدایت دینا صفائی کی شکشا ہے۔ ۴۸ برس کیا ۸۰۔ ۹۰ اور ۱۰۰ سال کے بوڑھوں کو

بھی واعظ لوگ اپدیش دیتے رہتے ہیں کہ بُری نظر سے کسی کو نہ دیکھو بُرے گیت نہ گاؤ نہ سنو وغیرہ۔

(۸۵) اوپر کے منتر کے متعلق وہ ایک اور دھوکا دیتا ہوا ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ گورو کی عورت شاگردوں کی اندریوں کی صفائی کی شکھشا دے سکتی ہے اور وہ شرارتاً ظاہر کرتا ہے کہ بڑی عمر کے شاگردوں کے متعلق عورتوں کا ذکر آرہا ہے حالانکہ مطلب یہ ہے کہ مرد گورو شاگرد لڑکوں کو اور عورت پڑھانے والی شاگرد لڑکیوں کو ہر طرح کی پاکیزگی کی تعلیم دے۔

(۸۶) صفحہ ۷ ۷ و ۸ ۷ پر وہ ایک انکار کی بنا پر یہ غلط فہمی پھیلانا چاہتا ہے کہ ویدک دھرم میں باپ اور بیٹی کے تعلق کا ذکر ہے یہ بھی دیدہ و دانستہ شرارت ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وید میں جو لفظ دہتا ہے وہ بیٹی کا مترادف نہیں بلکہ جو دور کے تعلق رکھے وہ دہتا ہے چونکہ لڑکی کا وواہ دور شہر میں ہونے سے فائدہ بخش ہوتا ہے اس لئے لڑکی کو دہتا کہتے ہیں یہ ایک لوگک یا صفاتی نام ہے

(۸۷) مضمون تھا شاستر ارتھ یا دنگل کا لیکن کسی منتر پہ دو فریقوں کی پوزیشن کو بالمقابل رکھکر وچار نہیں کیا۔ ایک منتر میں سوامی دیانند والے ارتھ لکھے تو مہیدھر والے نہیں لکھے اور مہیدھر والے لکھے تو سوامی والے نہیں۔ شرارت یہ کردی کہ سوامی جی کی تردید کے لئے کہیں مہیدھر کا معنی اور منتر کا ترجمہ دیدیا اور کہیں بات کو چھوڑ دوسری طرف کو دگئے۔

(۸۸) منتر دیکر ہر منتر کا فارسی میں ترجمہ کرنا محض اس مکاری کا ثبوت ہے کہ لوگ سمجھیں کہ یہ فحر در فحش ہوں گے۔ حالانکہ زیادہ حصہ ترجموں کا اور خاصکر سوامی دیانند کا ترجمہ تمام منتروں کا صریحاً تمام خواہشات سے پاک ہونے کے علاوہ نہایت اعلیٰ ہدایتوں کا دینے والا ہے۔

(۶۹) ایک اور مکاری یہ ہے کہ نام رکھا ہے دلگل یا شاستراتھ کتھا اور کہا جاتا
ہے جو بے بنیاد اور محض اعتراض زیادہ حصہ میں ویدک دھرم کے دو
مضمون کا مقابلہ ہے ہی نہیں محض اس کے دماغی وسوسات مذکور ہیں
یہاں تک کہ وہ آخر میں نیوگ پر اُتر آتا ہے۔

(۷۰) نیوگ کے مضمون پر معقول بحث کرنے کی بجائے وہ ستیارتھ پرکاش
سے لمبا مضمون نقل کر کے ورق سیاہ کرتا ہے اور آخر میں نہایت مخش اور ذلیل
سے ریمارک دیتا ہے کہ سید ہر جو کام گھوڑے سے لیتا ہے وہ سوامی دیانند
گیارہ مردوں سے لیتا ہے۔

اس کی اس گندی تحریر کا نوٹس لینا بھی داخل تہذیب نہیں لیکن سادہ لوح
لوگوں میں سنجیدہ بحث سے بہت زیادہ اثر ایسی باتوں کا ہوتا ہے اس
لئے موقعہ مناسب پر اس پر وچار کیا جاویگا۔ یہاں تو یہ ہی بتانا کہ یہ
مکار شخص محمد صاحب کے متعلق لکھ چکا کہ ۱۱ - ۱۲ بیویاں ان کی تھیں
وہ جانتا ہے کہ قرآن میں ۴ بیویوں کی اجازت ہے۔ طلاق دیکر نئی عورتوں
سے شادی کرنا بھی جائز ہے لونڈیاں ان کے علاوہ مباح ہیں جس سے ایک ایک
مرد کیلئے اتنی ہی عورتوں کی گنجائش نکل آتی ہے۔ جتنی محمد صاحب سے پہلے عرب
رکھ سکتے تھے۔ دھرم پال یہ بھی جانتا ہے کہ بہشت میں ۷۰۔۷۰ حوریں
ایک مومن کو ملینگی۔ دھرم پال کو یہ بھی معلوم ہے کہ اکثر ایک موقعہ شریف
خاندانی پردہ نشین عورت ایک ہی رات میں متعہ کی آڑ میں تھوڑی تھوڑی
دیر کتنے ہی خاوندوں سے نکاح کر سکتی ہے یا کم از کم کرتی رہی ہے وہ یہ بھی
جانتا ہے۔ نیوگ کا نہ آج کل رواج ہے نہ اس کی غرض جذبہ شہوت کی
سیری ہے۔ باوجود اس کے مسلمانوں کی عقل مارنے کے لئے اس کا نیوگ
کے متعلق اپنے خبث باطن کا ثبوت دینا یا مخش لکھا جان بوجھ کر مکاری
کرنا ہے۔ اگر دھرم پال سمجھتا ہے کہ وطی الفرس یا وطی البہائم کی رسم

یہاں جاری رہی اور یہ عمل سائنس کے درجہ تک پہونچا ہوا تھا تو وہ بلاشک خود اس پر عمل کرے یا اپنے ہمخیالوں میں یہ دور چلا دے۔ عورتوں کی گھوڑوں سے صحبت کرا دے ہاتھی سے مردوں کی گدھی سے یا کتی سے جو چاہے کرے ویدک دھرمی نہ کبھی پیچھے اس کے قائل ہوئے نہ اب ہونگے۔ ایک سے زیادہ مرد سے جو عورت تعلق رکھتی ہے یا ایک زیادہ عورت سے جو مرد تعلق رکھتا ہے ویدک دھرمی ان کو نیک چلنی سے گرے ہوئے سمجھتے ہیں اور ایسے ہی جو عورت یا مرد حیوانات سے صحبت کریں گے ان کو بھی انسانی برادری سے باہر کرائیں گے۔

(۱۹) سوامی جی نے لکھا کہ

اگر جیو برہم کی ایکتا اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکر آچاریہ کا ذاتی اعتقاد تھا تو وہ عمدہ اعتقاد نہیں اور اگر جینیوں کی تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل کے اختیار کیا ہو تو کچھ اچھا ہے۔ ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوامی جی دونوں صورتوں کو ٹھیک نہیں سمجھتے ہاں دوسری صورت کو پہلی پر ترجیح دیتے ہیں مگر دھرم پال اس کا مکاری سے یہ مطلب ظاہر کرتا ہے کہ سوامی جی کے نزدیک کسی مخالف کو شکست دینے کے لئے غلط عقیدہ یا ریاکاری سے کام لینا صرف یہی نہیں کہ معیوب نہیں بلکہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ بہت کا لفظ دھرم پال نے گھر سے لگا لیا ہے اور مخالف کو شکست دینے کا خیال بھی دھرم پال کا یا کسی ایسے ہی آدمی کا ذاتی خیال ہے سوامی جی کا نکتہ نظر محض یہ ہے کہ شنکر آچاریہ جی اگر اعتقاد رکھتے ہیں کہ جگت جھوٹا ہے تو وہ غلطی پر ہیں اور اگر دل سے مانتے ہیں کہ جھوٹا نہیں اور مخالف کی تردید میں برہم کے پہلوؤں کو خصوصیت دیتے ہوئے ایسا کہتے ہیں تو کچھ اچھا ہے۔ چونکہ سوامی جی اندر اور باہر سے ایک ہونا لازمی مانتے ہیں اس لئے اس صورت میں بھی کہ شنکر آچاریہ کا دلی اعتقاد ان کے موافق ہو۔ وہ نہیں بالکل ٹھیک

نہیں بتاتے اس لئے کہ وہ دلیل کی خاطر باہر سے اور اپوزیشن اختیار کرتے ہیں اس سوامی جی کی پوزیشن ریاکاری کی زبردست تردید ہے لیکن دھرمپال مکاری سے الٹے مطلب نکالتا ہے

(۹۲) سوامی جی نے لکھا کہ جس کتاب کی یہ تعلیم ہو کہ جو تمہارے مذہب کو نہیں مانتے ان کو قتل کر ڈالو ایسی تعلیم کو کنوئیں میں ڈال دینا چاہئے کیونکہ ایسی کتاب اور اس کتاب کے خدا کو ماننے میں سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ہے ان کا نہ ہونا اچھا ہے دھرمپال اس پر یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲ کا ترجمہ دیتا ہے۔

"اے راج پرش آپ دھرم کے مخالف دشمنوں کو آگ میں جلا ڈالیں اور جاہ و جلال والے پرش وہ جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی طرح جلائیں"

ایک تو ترجمہ میں ناجائز دست بردگی گئی ہے

دوسرے دھرمپال مسلمانوں کے مذہب اور دھرم کو ایک معنی میں لیکر دھوکا دے رہا ہے وید کا جو مطلب ہے وہ آریہ سماجیوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ہر نیک مسلمان عیسائی یا کوئی ہی ہو یہ پرارتھنا کر سکتا ہے لیکن قرآن کی جس تعلیم پر اعتراض ہے وہ تو سکھاتی ہے کہ مسلمانوں کو نہ مارو دوسروں کو مارو۔ مسلمانوں کو مارنے سے ہمیشہ کا دوزخ اور دوسروں کو مارنے سے بہشت۔ وید پر یہ اعتراض تب عائد ہوتا جب پرارتھنا یہ ہوتی کہ ہمارے رجسٹر میں درج آریہ سماجیوں کے علاوہ سب کا ناش کیجئے۔

(۹۳) سوامی جی نے لکھا۔ تعجب ہے جو لوٹ مچاویں ڈاکو کے کام کرا دیں اور کریں وہ خدا پیغمبر اور ایماندار کہلاویں ساتھ ہی اللہ کا ڈر بتلاتے اور ڈاکے مارتے جاتے ہیں پھر یہ کہتے شرم نہیں آتی کہ ہمارا مذہب اچھا ہے اس پر دھرمپال یجروید ۱۳/۳ کا ترجمہ دیتا ہے "اے تیج دھاری دو دان پرش۔ آپ

شیر و دشمن کے کھانے پینے یا دیگر کام کاج کے مقامات کو اچھی طرح اجاڑیں
اور ان کو اپنی تمام طاقت سے ماریں۔ سوامی جی کا اعتراض سورۃ انفال کی
اس آیت پر ہے کہ

سوال کرتے ہیں تجھ سے بابت لوٹے ہوئے مال کے تو کہ مال لوٹ اللہ کا ہے
اور رسول کا اور ڈرو اللہ سے، وید کے منتر اور قرآن کی آیت میں زمین آسمان
کا فرق ہے وید کا مطلب نوع انسان کے دشمنوں یا نیک بندوں کو چوری
ڈاکہ یا حملہ وغیرہ سے دکھ دینے والوں کا ناش کرنا ہے۔

بڑے جاہ جلال والا عالم آدمی راجہ ہو کر یا واعظ بن کر مکاروں کی
مکاری کے تمام وسائل کو دکھاتا ہے اور اس سے جیسا ہندوستان والوں کو
سکھ ملتا ہے ویسا ہی عرب والوں کو اور ویسا ہی اور تو سون ملکوں کو لیکن
قرآن کی آیت کا مطلب مسلمانوں کے علاوہ کو لوٹنا اور ڈاکہ ڈالنا وغیرہ
ہے۔ یہ دھرمپال کی مکاری ہے کہ جو لفظ تعصب یا طرفداری سے استعمال
ہو کر قابل اعتراض بن رہے ہیں وہی لفظ دوسری جگہ خودگی غرض سے ہم دید
کی قابل اعتراض مطلب میں لاتا ہے یہ محض اس کبڑی والی بات ہے جو خود
اچھی ہونے کی بجائے سب عورتوں کو کبڑا دیکھنا چاہتی ہو۔

(۹۴) سوامی جی نے لکھا کہ جس طرح دوسرے لوگ اگر تم سے دشمنی کریں تو
وہ تم کو برے لگتے ہیں اسی طرح اگر تم ان سے دشمنی کرو گے تو تم ان کو
برے لگو گے پس دشمنی کی بناء پر دوسروں کو قتل کرنا اور اپنے آپ کو دشمنی
سے بانہ رکھنا موذی لوگوں کا کام ہے کیونکہ یہ سخت طرفداری اور خود
غرضی کی بات ہے۔ اس پر دھرمپال یجروید ادھیائے ۵ اگے منتر ۵ اکا حوالہ
دیتا ہے کہ

جس ایذا رساں شخص کی ہم لوگ مخالفت کرتے ہیں یا جو ایذا دینے والا ہم سے
دشمنی کرتا ہے اسکو ہم شیر وغیرہ کے منہ میں ڈال دیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس منتر میں بھی طرفداری ہے لیکن یہ کہنا صریح مکاری اور چالاکی ہے۔ سوامی جی نے لکھا کہ دشمنی کی بناء پر دوسرے کو قتل کرنا اور خود دشمنی کا ترک نہ کرنا یہ طرفداری اور خود غرضی ہے ورنہ رعیت سے پیار کرنیوالا راجہ بغیر کسی ڈاکو وغیرہ سے عناد ہونے کے اسے مار تا ر پھانسی تک دیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ ؎

نیکی با بدان کردن چنانست
کہ بد کردن بجائے نیک مردان

پس سچائی اور انصاف کے مطابق کسی کو برا کہنا یا سزا دینا طرفداری وغیرہ نہیں دہرمپال نے جو وید منتر کا ترجمہ دیا ہے اسمیں پہلے لفظ ہی ایذا رسان ہے۔ جس موذی آدمی کی ہم مخالفت کرتے ہیں یا جو موذی آدمی ہم سے دشمنی کرتا ہے تو وہ ضرور قابل سزا ہے یہ مطلب نہیں کہ دونوں صورتوں میں کوئی شخص ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ نیک لوگ جس کی دشمنی کرتے ہیں وہ بد ہے اور جو نیک لوگوں کی دشمنی کرتا ہے وہ بھی بد ہے اصل مطلب دو فقرے لکھنے کا یہ ہے کہ دشمن کو انتقام نہیں کرنا چاہئے کہ دہرمپال آئیں اس پر پاکی اور پرڈنگ چلا دے تب وہ اس کتاب والی الہامی کو اٹھا وے بلکہ موذی انسان کسی پروا نہ کرتا دکھائی دیتا ہو تب بھی اس کے خیر خواہوں کو اس کی حقیقت ظاہر کرتے رہنا چاہئیے۔

(۹۵) سوامی جی نے لکھا کہ جس طرح تم دوسروں کو دشٹ اور کافر کہتے ہو اسی طرح وہ تم کو دشٹ اور کافر کہتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو قتل کیا جاوے اور تم کو چھوڑ دیا جاوے جس کتاب میں ایسی تعلیم ہو وہ خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی اس پر دہرمپال کہتا ہے کہ وید میں لکھا ہے

جس دشٹ سے ہم دشمنی کریں یا جو دشٹ ہم سے دشمنی کرے ہم اس کو ان ہواؤں سے ہلاک کریں چونکہ اس میں بھی دو فریق باہمی دشمن ہیں ویدیں بھی

اس معیار سے خدا کی کتاب نہیں۔ لیکن یہ صریح مغالطہ دہی ہے نیک یا سرلیشٹ لوگوں سے دشٹ یا بدلوگ دشمنی کرتے ہیں یا نیک لوگ بدوں سے دشمنی کرتے ہیں تو یہ قابل ترک دشمنی نہیں بلکہ یہ مطابق احکام الہی اور خلق اللہ کی زندگی و ترقی کا موجب ہے جیسے خدا گنہگاروں کو اور راجا جرمیوں کو سزا دیتا ہے ویسے ہی نیک لوگ بدوں سے سلوک کرسکتے ہیں۔

(۹۶) سوامی جی نے لکھا جو لوگ بے گناہوں کو مارتے۔ غدر مچاتے اور دوسروں سے دشمنی کرتے ہیں وہ بہت موذی ہیں اور جس کتاب میں اس قسم کی تعلیم ہو وہ کتاب جاہلوں کی کتاب سمجھنی چاہئے۔ مگر دہرم پال لکھتا ہے وید میں لکھا ہے

ہم لوگ جس سے دشمنی کریں اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کو ہم شیروں کے منہ میں ڈالدیں۔ یجروید ۱۷-۱۵-۱۰ اس کے آگے دو منتر اسی ادھیائے کے اور ۱۱۶ ادھیائے کا منتر ۱۵ و ۱۶ دیکر دہرمپال دوش لگاتا ہے کہ:-

تڑپا تڑپا کے مارنا بیرحمی اور سنگدلی کی انتہا ہے اس لئے وید خدا کی کلام نہیں۔ لیکن تڑپا تڑپا کر مارنے کی بجائے ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں جلانا تو وہ انتہائی بیرحمی و سنگدلی ہے کہ اس سے بڑھکر بے رحمی ہو نہیں سکتی جب خدا کی طرف سے ایسی سخت سزا پہ اعتراض نہیں ہوتا تو خلق خدا کی حفاظت کے لئے بدوں کو عبرتناک سزا دینے پہ اعتراض کیا۔ یہ سب کچھ دہرمپال محض مسلمانوں کو دہوکا دینے کے لئے کہہ رہا ہے۔

(۱۹۷) یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۱۱۔ اور ادھیائے ۳۳ کا منتر ۱۱ لکھکر دہرمپال کہتا ہے کہ ان منتروں میں دشمنوں کے گاؤں کو آگ لگانے وغیرہ کو روشن ضمیر اور عالم انسانوں کا فرض منصبی قرار دیا گیا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ ایسی بے رحمی کرنے کی تعلیم حسب قول سوامی دیانند کلام الہی نہیں۔

ہو سکتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر دشمن لوگ پوشیدہ طور پر کسی گاؤں میں ایسا مصالحہ رکھتے ہوں کہ موقع پا کر راج کل یا راج کے پرتی ندھیوں... یا رعیت کو بہت نقصان پہونچا سکیں اور کل ملک میں بدامنی پھیلا سکیں تو کیا فوراً ان کے سامان وغیرہ کی تباہی سے ہونے والے برے نتائج کو روک لینا عالموں کا کام نہیں۔ پلیگ زدہ مکان تک جلائے جاتے ہیں تو جس گاؤں میں پلیگ کے جرم سے زیادہ خطرناک انسان یا مصالحہ ہو اس کا ایسا دفعیہ ہرگز قابل اعتراض نہیں سوامی دیانند باہمی رنجشوں اور کدورتوں سے نقصان پہنچانے وغیرہ کی تردید کرتے ہیں رعیت کی حفاظت اور امن کیلئے فرض منصبی ادا کرنا کبھی ان کے نزدیک قابل اعتراض نہیں۔

(۹۸) صفحہ ۱۹ پر دھرمپال سوامی جی کی یہ پوزیشن بتاتا ہے کہ جو کتاب یہ تعلیم دیتی ہو کہ بدکرداروں یا کافروں کی گردن کاٹو۔ ان کی بیخکنی کرو۔ اور اس کام میں ان کا خدا ان کی مدد کرتا ہو نہ تو وہ کتاب خدا کی ہو سکتی ہے نہ ایسا خدا خدا ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب اس کتاب کے مصنف کا فریب سمجھنا چاہئے۔

(س۔ پ صفحہ ۵۹) اس میں دھرمپال نے مکاری سے بدکرداروں کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا لیا ہے۔ سوامی جی نے منزل ۲ سیپارہ ۹ سورہ ۸ کی آیت ۷ و ۹ و ۱۲ کا حوالہ دیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"اور کاٹے جڑ کافروں کی..... میں مدد دوں گا تم کو ۱۰۰۰ ہزار فرشتوں کو پیچھے پیچھے آنے والے البتہ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈالوں گا پس مارو اوپر گردنوں کے اور کاٹو پور پور" اس پر سوامی جی نے یوں ریمارک دیا ہے۔ واہ جی واہ! خدا اور پیغمبر خوب رحم دل ہیں جو لوگ مذہب اسلام میں نہیں ان کافروں کی جڑ کاٹنے ان کی گردن مارنے اور ان کے جوڑوں کو کاٹنے کا حکم دیتا ہے اور اس کام میں ان کا ممد و معاون بنتا ہے۔ کیا یہ خدا راون سے کم ہے..... وغیرہ اس میں کہیں

بدکرداروں کا لفظ نہیں پس یہ دہرم پال کی صریح جعلسازی ہے
اس کے مقابلہ پر یجروید ۲۲-۵ کو پیش کیا جاتا ہے کہ اے انسان جس
طرح میں بدکرداروں کی گردن کاٹتا ہوں ویسے تو بھی کاٹ،

دہرمپال کہتا ہے کہ جس معیار مذکورہ بالا سے قرآن کلام الہی کے درجہ
سے گرایا جا رہا ہے اسی کے مطابق اس منتر سے وید بھی کلام الہی نہیں لیکن
یہ دیدہ و دانستہ مکاری کی جاتی ہے کیونکہ... دو فریق... مسلمان اور کافر
میں مذہبی اختلافات یا عداوت ہے لیکن بدکرداری کا عمل دہرم کے خلاف
ہے اس میں ذاتی تفرقے یا دل بندی کا تعلق نہیں۔

(۹۹) دہرمپال یجروید ۲۲ و ۲۶-۱ کا ترجمہ یوں پیش کرتا ہے۔
جو دشٹ ہم لوگوں سے مخالفت کرتا ہے یا جس دشٹ سے ہم لوگ مخالفت
کرتے ہیں تم اس بدکردار دشمن کو مختلف زنجیروں سے جکڑ دو اور اس کو ان زنجیروں
سے کبھی مت چھوڑو۔ اس پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ انصاف کا خون ہے کہ جو
ہماری کسی ناجائز حرکت سے ناراض ہو جائے یا جس سے ہم دشمنی کرتے ہوں
خواہ وہ ہم سے دشمنی نہ کرتا ہو۔ ہمارا بڑا خیر خواہ ہو اس کو ہمیشہ کے لئے قید
میں رہنے دیا جائے۔

ایسا اعتراض مکاری اور محض مکاری سے کیا جاتا ہے کیونکہ دہرم پال کو
معلوم ہے کہ ایسی پرارتھناؤں یا کامناؤں کا ادہکاری آریہ یا سمرلشیٹ
آدمی ہو سکتا ہے جو ناجائز حرکت کرتا یا خیر خواہ کیساتھ عداوت وہ وسیوبا
(اناریہ) ہے اس سے یہ پرارتھنا منسوب ہی کب ہو سکتی ہے۔

(۱۰۰) اس کے بعد یجروید ۲۲-۱ کا اقتباس ہے کہ اے دشٹ
انسان تو کبھی بھی ہدایت کی روشنی حاصل نہ کر سکے تیز آنند دینے والا
علم تجھے کبھی بھی آنند نہ دے۔
اسپر اعتراض یہ ہے کہ موجودہ گورنمنٹوں کا طریقہ قیدیوں کے سدھار کا ہے

مگر وہ ہمیشہ علم سے محروم رکھتا ہے اس لئے خدا سے منسوب نہیں ہو سکتا۔ یہ مطلب سارے منتر کے آشا کے خلاف ہے یہ الفاظ اُپدیش کے ہیں بدی کے نتیجے بتائے جا رہے ہیں کہ دُشٹ آدمی کو جو ہدایت ملی ہوتی ہے یا علم سب نکما ہو جاتا ہے آنند دینے والا علم کس کام آسکتا ہے جب بدچلن آدمی جیل میں قید ہو۔ اس منتر میں ہدایت ہے کہ دُشٹ کو ڈنڈ ضرور دے کبھی توبہ وغیرہ سے یا اس کے علم وغیرہ کے سبب مناسب ڈنڈ سے اسے بری نہ کیا جائے یہ انصاف اور سچے انصاف اور یقینی سدھار کا مکمل اور انتہائی انتظام ہے بے انصافی کا الزام کیا۔

(۱۰۱) دہرمپال یجروید ۱-۲۸ کا حوالہ دیتا ہے "اے انسان جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جا سکے اسی قسم کے کاموں کو کر کے سدا ہی راحت سے زندگی بسر کرنا" اس میں بھی حسب معمول مکاری کی گئی ہے۔ بھی کا لفظ دہرمپال نے گھر سے لگا لیا ہے۔ اور اسی کا لفظ بھی اس کا ہے۔ سوامی جی کے لفظ ہیں۔ "وہ جیسے شتروں کا ناش ہو ویسے کاموں کو کر کے آنند میں ہو رہتمان رہو" اس میں کہیں اشارہ ہی نہیں کہ شرمناک سے شرمناک کام بھی کرنا پڑے تو کر ڈالو دہرم ادہرم کی مطلق پرواہ نہ کرو۔ یہ دہرمپال نے شرارت کی ہے جو اس منتر سے بیہودہ منسوب کئے ہیں الٹا خلاصہ مطلب میں سوامی جی نے جتیندریہ ہونا یعنی غالب الحواس ہونا انسان کا فرض بتایا ہے۔ کام کرودھ وغیرہ دشمن ہیں وہ برہمچریہ وغیرہ سے قابو آتے ہیں۔ یہ مطلب کہاں اور دہرمپال کی مکاری کہاں۔

(۱۰۲) پرارتھنا کے متعلق دہرمپال سوامی جی کا یہ حوالہ دیتا ہے "اس قسم کی پرارتھنا کبھی نہ کرنی چاہئے اور نہ پرمیشور اسکو قبول کرتا ہے جیسا کہ یہ ہے کہ

لے پرمیشر آپ میرے دشمنوں کو نشٹ کرو۔ مجھکو سب سے بڑا بناؤ۔ میری ہی نیک نامی ہو اور سب میرے ماتحت ہو جاویں۔ وغیرہ وغیرہ کیونکہ اگر دونوں

ایک وید کے فنا ہونے کے لئے پرارتھنا کریں تو کیا پرمیشور دونوں کو فنا کردیگا۔ اگر کوئی کہے۔ کہ جس کی زیادہ محبت ہوگی اس کی پرارتھنا منظور ہو جائیگی تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس کی محبت کم ہو اس کا دشمن بھی کم درجہ فنا ہونا چاہئے اس کے بعد دہر میاں یجروید ۱-۱۷-۱۸ کا حوالہ دیتا ہے کہ اے پرماتما!......... میں بدکردار دشمنوں کی ہلاکت کے لئے .... آپکو اپنے دل میں قائم کرتا ہوں وغیرہ

پھر یجروید ۲-۴۳ کا حوالہ دیتا ہے۔ ہے پرماتمن! آپ کی کرپا سے ہم لوگوں کے لئے پانی اور اناج وغیرہ نباتات سرشٹ ستر کی مانند ہوں اور جو ہم لوگوں سے دشمنی رکھتا ہے یا جس سے ہم لوگ دشمنی کرتے ہیں اس کے لئے جل اور اناج وغیرہ سب کے سب دکھ دینے والے دشمن کی مانند ہوں۔"

دہر میاں کا اعتراض یہ ہے کہ وید منتروں کی پرارتھنا سوامی جی کے معیار کے خلاف ہے اس لئے یہ کلام الٰہی نہیں لیکن یہ دہر میاں کی مکاری کا نتیجہ ہے۔ ورنہ نیک لوگوں کے دشمن بدلوگ اور ذاتی عداوت رکھنے والے دشمن ایک نہیں بدکردار نوع انسان کا دشمن ہے اس کی ناش کی کامنا اور اس کے لئے تلقین کرنا موجب راحت ہے اور ذاتیات پر مبنی عداوت موجب تکلیف ہے

(۱۰۳) دہر میاں کہتا ہے کہ سوامی جی اپنے متعلق بھنگ پینے کی عادت کا اقبال کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں چنڈال گڑھ میں مجھے یہ بڑا عیب لگا اور میں بعض اوقات اس کے نشہ میں بالکل مدہوش ہو جایا کرتا تھا سوامی جی بھنگ وغیرہ کو ممنوع لکھتے ہیں ان چیزوں کے استعمال کرنیوالے غلاظت خور کیڑوں کی یونی میں جاتے ہیں پس سوامی جی اقبالی مجرم ہیں۔

یہ تحریر محض مکاری سے پیش ہے ورنہ دہر میاں بتادے کہ سوامی جی نے بھنگ کا پینا ترک کیا یا اختیار کیا۔

جرم کا مدار ہے نیت پر۔ وہ نیت انجان پن میں تھی مفقود۔ جب وہ بالغ

مگر اور سمجھدار ہوئے اُنہوں نے فوراً اس بدعادت کو ترک کیا اور عمر بھر اس کا استعمال نہ کیا۔ پس وہ قابل تعریف و انعام ہیں نہ کہ قابل سزا البتہ شراب جا پینے والے حضرت صاحب کی خیر نظر نہیں آتی۔

(۱۰۴) دہرمپال سوامی جی پر الزام لگاتا ہے کہ جب وہ گھر سے بھاگے تو اُنہوں نے نقدی اور زیور چرایا اور جب باپ نے آکر پکڑا تو اُنہوں نے جھوٹ بولا کہ میں تو گھر واپس آنیوالا ہی تھا اور ساتھ ہی یہ کہنا کہ میں بدمعاشوں کے بہکانے میں آکر گھر سے بھاگ آیا وہ کہتا ہے منو کے مطابق فلاں فلاں جرم کی یہ سزا ہے لیکن کی وہ اسکے ساتھ ہی غنڈے پنے کے طور پر تمسخر کرتا ہے لیکن یہ سب عام مسلمانوں میں علم عقل اور غور و فکر نیز ویدک دہرم کی ناواقفیت دیکھکر دہرمپال کے مکر و فریب کرنے کا نتیجہ ہے ورنہ سوامی جی نے جو جرات اور بےخوفی سے سچ لکھدیا اور سچائی کے مقابلہ میں اپنی طرفداری نہ کی۔ یہ اُن کے غیر معمولی مہا پرش ہونیکا ثبوت ہے اور چونکہ اُنہوں نے ہوش سنبھلنے کے وقت سے جھوٹ وغیرہ کا تیاگ کیا اور لوگوں سے کرایا اور بہ قول دہرمپال اسلام کے آنے پر آریہ جاتی میں جو برائیاں پھیل چکی تھیں ان سب کا پورے زور سے قلع قمع کیا۔ اس لئے وہ ہر لحاظ سے خدا اور اُس کی خلقت کے سامنے سرخرو ہیں البتہ بانی اسلام قرآن کی خیر نہیں جس پر خود دہرمپال مکر دہوکا فریب وغیرہ کے بیسیوں الزامات خود قرآن احادیث معتبرہ اور عقلی دلائل و معقول ثبوتوں کی بنا پر لگا چکا۔

(۱۰۵) دہرمپال تناسخ کے حق میں خود زوردار تحریریں لکھ چکا ہے۔ ہون یگیہ پر اعلیٰ رائے دے چکا ہے۔ اپنے ہون کرنے پر فخر کرتا رہ چکا ہے نیوگ کے متعلق عوام کی جہالت پر مبنی خیالات کی تردید کر چکا ہے۔ سوامی دیانند کی ہزار ہزار زبان سے تعریف کر چکا ہے مگر کفر توڑ میں محض غنڈے پنے کے طور پر بلا دلیل تناسخ۔ ہون وغیرہ پر مخول اڑاتا ہے۔ اگر واقعی خیالات میں تبدیلی ہوتی تو وہ سنجیدگی سے معقول دلائل دیتا۔ لیکن موجودہ حالت اس کے بھاٹ اور بھانڈپنے کا ہی ثبوت

توبہ اور طلاق کی وہ خود تردید کر چکا ہے۔ گوشت خوری کے خلاف لکھنے میں
کوئی کسر نہیں رکھی مگر اب یہ سب جائز ہیں۔ بادنما نیری ہی آس۔

(۱۰۳) کفر توڑ کے آخر میں دہرمپال اپیل کرتا ہے کہ اس کی اشاعت ایک
لاکھ تک کی جاوے ساتھ ہی وہ کفر توڑ کا ترجمہ ہندی میں ترک شاستر کے
نام سے چھاپنے کا اعلان کرتا ہے اس کا سکیم صاف طور پر دین اسلام کی حمایت
اور ہندوؤں کی مخالفت کا دم جھانسا دیکر مسلمانوں سے مکاری سے روپیہ ٹھگنا ہے
اس اپیل میں وہ خود لکھتا ہے کہ ۹۹ فیصدی مسلمان اور ۹۵ فیصدی ہندو
اصل ہندو دہرم سے بے خبر ہیں اب اس مکار سے پوچھا جاوے کہ جب سوامی
دیانند اور پنڈت لیکھرام حسب قول دہرمپال ہندو قوم کا خاکہ پیش کر چکے۔ تب
سے سچ بھی ۹۵ فیصدی ہندو ناواقف ہیں۔ اور جن بزرگوں نے دین اسلام کو اختیار کیا
ان کی اولاد ۹۹ فیصدی ناواقف ہے۔ تب کیا اس کی صریح دروغ بیانی اور
مکاری نہیں کہ ہمارے بزرگ ہندو دہرم کی خرابیاں جان کر ہندو دہرم سے جدا ہوئے

(۱۰۷) دہرمپال آخر میں اطلاع کے ہیڈنگ سے لکھتا ہے کہ آٹھ سال ہوئے
میں دین اسلام میں شامل ہوا اور میں نے آریہ سماج اور لالہ منشی رام وغیرہ کی چھیڑ
چھاڑ کا جواب دینے کے لئے دیانندی قلعہ پر گولہ باری کے عنوان سے ڈیڑھ درجن
کتب شائع کیں جس سے آریہ سماج .... نزع کی حالت میں آگیا۔ اور لالہ منشی رام
میدان سے بھاگ کر کپڑے رنگ کر سنیاسی بن بیٹھا۔ اس میں بھی حسب معمول
دروغگوئی اور مکاری میں کوئی کسر نہیں رکھی گئی۔ دہرمپال جیسے مکار و ریاکار
اور عیار کی گولہ باری سے آریہ سماج کا نزع کی حالت میں آنا وہی بات ہے کہ
کیا پدڑی اور کیا پدڑی کا شوربا۔ یہ مسلمانوں کو دھوکہ دہی ہے ممکن ہے انکے
لیکن اس نے اپنی جبلی عادت کے تقاضے سے کسی کو سماج کے خلاف کچھ لکھدیا ہو
ورنہ اسے اپنی بدمعاشی کو چھپانے کے لئے خود چھپا رہنے کی ضرورت تھی۔ لالہ
منشی رام جی کے اس کے مقابلہ سے عاجز آکر میدان سے بھاگنے اور سنیاس

مگر نینے کا بیان وہی بات ہے کہ بس جی بس معلوم شد۔ یا فندگی با فندگی۔ آریہ گریجویٹ تو بن گیا مگر جولاہا پن نہ چھپ سکا بھلا سنیاس لینا میدان میں آنا ہے یا میدان سے بھاگنا۔ غرضیکہ بیان سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔

(۱۰۸) اسکے جھوٹ اور مکر کا بھانڈا پھوڑنے کو اس کی اپنی بناوٹ ہی کافی کام کر رہی ہے۔ لکھتا ہے میں نے ڈیڑھ درجن کتب لکھی تھیں لیکن جب جلیاں والا باغ اور خلافت و سوراجیہ کی تحریک ہوئی اور لالہ منشی رام جامع مسجد منبر پر کھڑا ہو گیا تو میں نے ان تمام کتب کو ٹھکانے لگا ان کی اشاعت بند کر دی۔ اب مانگ ان کی بہت ہے مگر میرے پاس فائل کی ایک ہی کاپی ہے۔ جائے غور ہے کہ کتب اس نے آٹھ سال پہلے لکھیں۔ اس سوراجیہ اور خلافت والی بات کو ہوئے ۳ سال۔ مہاتما منشی رام کو سنیاس لئے ہوئے سات سال.... ان کتابوں کی گولہ باری سے تو لیا گیا۔ سنیاس۔ پھر بھی وہ کتب بچ رہیں مگر لکھتے ہی نہیں اس ٹھکانے لگانے میں خدا جانے کیا مکر کے معنی پوشیدہ ہیں اور لطف یہ ہے کہ پھر وید کا اردو ترجمہ اور ستیارتھ پرکاش تو ٹھکانے نہ لگے وہ ابھی تک موجود ہیں اور جو کتب بہت عرصہ بعد چھپیں وہ نایاب ہیں۔ ارے واہ رے مکر کے پتلے

پیارے ناظرین!!!

غفوری مکر مالا کے ۱۰۸ منکے پر وکے نمونے آپکے سامنے رکھدئے ہیں۔ ہماری رائے میں دہرمپال کے جسم کا ایک ایک بال اور اس کی زندگی کا ایک ایک سانس ضرور کسی نہ کسی مکر کسی نہ کسی شرارت اور کسی نہ کسی قسم کی بدچلنی کا مظہر ہے انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ اس کی اصلی تصویر کا ہو بہو نقشہ کھینچ کے تاہم پبلک کو محتاط کرنے کے لئے جہاں ایک دو واقعات یا بیان کافی سمجھے جا سکتے ہیں وہاں یہ مکر مالا اور ہماری پہلی تحریر کافی سے زیادہ ہندو کیا اور مسلمان و آریہ بھائی کیا سبکو چوکنا کر سکتی ہے ہندو مسلمانوں

کی موجودہ کشمکش میں اگر مسلمان جذبۂ عداوت کے غلام ہو کر اس شخص کی شرارت کو اپنے مذہب کے لئے مفید سمجھنے کی سخت ترین غلطی کھائیں تو تعجب نہیں تاہم جو بھائی اپنا یا پبلک کا حقیقی فائدہ یا اپنے مذہب کی حقیقی ترقی کو مدنظر رکھیں گے وہ کبھی اس شیطان کی بات کو وقعت نہ دیں گے۔

کفر توڑ آغاز سے انجام تک شرارت دروغ گوئی مکر و فریب وغیرہ کا مجموعہ ہے۔ جن ہندوؤں کے مسلمان ہونے کے واقعات کا تعلق ہے۔ ہزار ڈیڑھ ہزار سال پہلے سے ان کی بابت ثبوت دیتا ہے وہ ستیارتھ پرکاش سے جو ۵۰ سال کی تصنیف ہے یا کلیات آریہ مسافر سے جو اس کے بھی بعد کی تصنیف ہے ایسے ہی تاریخی واقعہ کا ثبوت وہ اپنے دماغی اختراعات سے دیتا ہے اس کے پاس ایک ہندو کے متعلق بھی ثبوت نہیں کہ اس نے فلاں نقص دیکھ کر ہندو دھرم کو چھوڑا یا فلاں خوبیٔ اسلام کو دیکھ کر وہ مسلمان ہوا اور نہ وہ یا کوئی اور مسلمان دے سکتا ہے کیونکہ دنیا بھر کے مورخین متفق الرائے ہو کر اس کے خلاف ہزارہا واقعات لکھ چکے ہیں۔

دھرمپال خود لکھتا ہے اصل ہندو دھرم سے اب بھی ۹۹ فی صدی مسلمان اور ۹۵ فی صدی ہندو ناواقف ہیں اور یہ امر مسلمہ ہے کہ سوامی دیانند سے پہلے مذہبی تحقیقات و چھان بین ہندوؤں نے کی ہی نہیں خود پران جن کی تعلیم کی آڑ میں وہ ہندوؤں پر الزام لگاتا ہے اکثر اس وقت تصنیف ہی نہیں ہوئے تھے ایسی حالت میں اس کی اس تحریر کا کچھ وزن نہیں کہ ہمارے آباؤ اجداد نے ہندو دھرم کے نقص دیکھ کر دین اسلام کو قبول کیا ہے

شوی آخر خودت غرق خجالت
ایا کارت بہ مکر و آز بودہ

دوسری فصل فحش

دہرم پال مشہور فحش نویس ہے کفر توڑ میں بہی اس نے فحش نویسی میں کمال دکہایا ہے لیکن چالاکی سے بعض جگہ ویدمنتروں کا ترجمہ فارسی یا عربی میں کیا ہے یہ جتانے کے لئے کہ میں پبلک مذاق کی حفاظت کرتا ہوں حالانکہ ان میں سے کسی ہی عبارت کو فحش نہیں کہا جاسکتا

سوامی جی نے ان عبارتوں کو ہندی میں اپنی کتابوں میں لکہا وہ کبہی فحش نہیں سمجہی گئیں مہید ہر کے ایک دو معنی اگر قابل اعتراض ہوسکتے ہیں تو اون کو دہرم پال نے اور بہی خطرناک صورت دیکر پیش کیا ہے کیا یہ مرسکے دہرکا نہیں کہ جن منتروں میں نہایت اعلی علمی ہدایات ملتی ہیں ان کو فارسی میں لکہکر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی جاوے کہ ہندو یا آریہ لٹریچر میں فحش بہرا ہے اس کا جواب ویدمنتروں پر وچار کرنے میں خود بخود آجائیگا ہم کو یہاں محض یہ جتانا کافی ہے کہ دہرم پال کی تمام شرارتوں کے باوجود ہمارے لٹریچر کی یہ خوبی ہے کہ اردو یا فارسی یا عربی میں سب کا ترجمہ دہرم پال کرسکا ہے ایسی کوئی بات نہیں نکلی جسکو دہرم پال جیسا اختراع پرداز بہی کسی نہ کسی زبان میں لکہہ نہ سکے یہ خوبی اسلامی لٹریچر میں ہے۔ کہ دہرم پال اس کی بعض عبارتوں کو اردو کیا فارسی یا عربی میں بہی نہیں لکہہ سکتا وہ یقین کرتا ہے کہ میں فحش نویسی میں پکڑا جاؤنگا۔ اگر اون کا کسی ہی زبان میں ترجمہ کرونگا ثبوت کے لئے مثالیں دیجاتی ہیں۔

(۱) تخل اسلام کی گیارہویں فصل میں دہرم پال بتاتا ہے کہ اپنے ساتہیوں کو لوٹ مار اور قیدی عورتوں کی بیحرمتی کے پیغام سنانے کے علاوہ حضرت محمد صاحب نے ان کو بہشت کی امید سے بہی جرأت دی۔ عرب میں پانی کی قلت تہی۔

اس لئے اون کو شہید ہوکر مرنے کے لبعد ایسے بہشت کا پیغام سنایا ہے جس میں
تصرف ہمیشہ تازہ بہنے والے پانی دودھ۔ مزیدار شراب اور شہد کی نہریں
ہون گی تب تو وہ اور بھی اچھل اچھل کر تلواریں چلانے اور کاٹنے
لیکن محمد نے اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ اون کو حیوانی جذبات کی سیری
کے سامان لون کا بھی وعدہ دیا۔

بہشت کی عورتون کے حال ایسے کھلے الفاظ میں بیان کئے ہیں
کہ شاید کوئی آرنلڈ جیسا ناول نویس بھی نہیں کرسکتا۔ محمد نے اپنے خونخوار
سپاہیون کے سامنے بہشت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ایک باحیا انسان کو
کبھی خوشی نہیں دلسکتا۔ محمد نے لبعض موقعون پر بہشت کی عورتون کی
خوبصورتی۔ مردون کی شرمگاہون کی حالت ان کی قوت شہوانی
کا ایسے خوفناک الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ جو درحقیقت خطرناک ہے۔ نمونے
کے طور پر ایک حدیث میں لکھا ہے

اصل آیت صفحہ ۱۳۲ ۔ فن اسلام۔

بہشت کے مردون اور عورتون کے حالات کا یہ ایک ایسا فحش بیان ہے کہ
اگر ہم اس حدیث مقدس کا ترجمہ کر دیں تو شاید فحش نویسی ہی میں پکڑے جائیں
ہم مارے شرم اور قانونی لحاظ کے اس کا ترجمہ نہیں دے سکتے۔ سر سید احمد نے
صحیح کہا ہے کہ ایسے بہشت سے ہمارے ہان کے چکلے اچھے ہیں۔ مگر محمدی لٹریچر
کا فحش صرف محمدی بہشت تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ وہ اس بہشت میں
بھی پایا جاتا تھا جو کہ محمدیون نے اس آسمانی بہشت کے مقابلہ میں زمین پر
بنایا تھا اور فردوس بر روئے زمین کے نام سے سجایا تھا۔
صفحہ ۱۳۳ پر نفحة الیمن کے چند اشعار درج ہیں جو ابو نواس شاعر سے بنوا کر
امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید نے ان کو دس ہزار درہم اور خلعت فاخرہ
دیا تھا۔

ان دونوں کلدموں کا ترجمہ دہرم پال مارے شرم کے و تہذیب کے لحاظ سے اردو میں تو کیا فارسی یا عربی میں بھی نہیں کرتا شکر ہے ہمارے لٹریچر پھر بھی اس محمدی لٹریچر سے خود دہرم پال نے بڑھ کر بتائے ہیں کیونکہ ان کا فارسی یا عربی میں تو وہ ترجمہ کرکے شایع کر سکا ہے۔

اخوان الصفا کا اقتباس عربی کورس میں دیگر الفاظ نقل کئے ہیں۔

وَالّا فَقَالَ فِی خُرُوفِنَا.......... یَقُولُونَ اَمِیْرُ الحِمَادِ فِی اِسْمَةٌ اِمْرَأَۃٌ بَیْنَ یَاعِدَ اَوَا شْتَرَاہٗ اَوْ مُلْکَہٗ

(انٹرمیڈیٹ کورس عربی پنجاب یونیورسٹی)

اس کے متعلق دہرم پال صفحہ ۳۱ پر لکھتا ہے کہ یہ ایک ایسی فحش عبارت ہے جس کا ترجمہ ہم کسی صورت میں بھی اس جگہ درج نہیں کر سکتے۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ ہم اسکے ترجمہ کی بدولت فحش نویسی میں پکڑے جائینگے۔

تیسری فصل غفوری ستوتر

لیکن اسلامی لٹریچر تو کیا خود دہرم پال کی تصنیفات میں بقدر فحش نویسی ہے کہ شریف لوگ عموماً اس کا جواب دیتے ہوئے جھجکتے ہیں۔ لچا سب سے اُچا کی پنجابی ضرب المثل کے مطابق وہ ہمیشہ کوشش کرتا ہے کہ میں اس قدر واہیات بکواس کروں اور ایسا گند لکھوں کہ کوئی مقابلہ کی جرأت نہ کر سکے۔ اور میں لاجواب کتاب لکھنے پر فخر کروں اس کی تحریر کی اس خصوصیت کا ذکر شاید صدہا صفحوں پر بھی ختم نہ ہوتا ہم بطور نمونہ ہم کچھ اقتباس اسکی تحریروں سے دیتے ہیں۔

غازی محمود دہرم پال ایک فصل کا سیڈنگ رکھتا ہے۔ دشنامہ وہ سوامی دیانند پر نا ملایم الفاظ استعمال کرنے کا الزام لگا، ہے اور

دوسری طرف عوام کے جذبات کو اشتعال دلاتا ہے کہ سوامی دیانند نے جملہ مذاہب اور ان کے بانیوں کے خلاف لکھا ہے لیکن ہم پہلے کہیں بتا چکے ہیں کہ عوام اس مقولہ کے پابند ہیں کہ

اگر حنظل خوری از دست خوشخوئے
به از شیرینی از دست ترش رو

سوامی دیانند جیسا بے نظیر عالم۔ عوام کے حقیقی فوائد کا خواہاں۔ بے غرض مبلغ حق، جو سنیاسی ہونے سے جگت گورو کی پدوی حاصل کئے ہے جو پتروں یا ششیوں کی طرح نوع انسان سے پیار کرتا ہے وہ سچے معنوں میں مستحق ہے کہ عوام کے سدھار اور ترقی کے راستے میں جو جو رکاوٹیں ہیں ان کا اظہار کر کے ان کو گمراہی کی غار میں گرنے سے بچانے کے لئے محتاط کرے۔ اُس کو کسی کی عداوت نہیں کسی کی تکلیف اور گراوٹ اس کو گوارا نہیں۔ خیر خواہ ماں باپ یا گورو کی تاڑنا بھی امرت کہی جاتی ہے پس سوامی دیانند کی تحریر پر دھرم پال کا ریمارک محض غیر ضروری اور سراسر اس کی بے شعوری ہے۔ خاصکر ایسی حالت میں کہ وہ خود کام کا بیٹا۔ گروہ کا داس اپنی غرض کا غلام مرغ بادنما (Weather Cock) کی طرح ہر وقت گھوم جانے والا اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہوا بھی نا ملایم الفاظ تو کیا گندی سے گندی گالی فحش سے فحش الفاظ۔ ناپاک سے ناپاک اور شرمناک سے شرمناک اتہامات اپنے محسنوں اپنے ہادیوں اپنے محافظوں اور اپنے سرپرستوں پر لگاتا رہتا ہے۔ ہم آگے جگہ کی تنگی سے لاچار نہ ہوتے تو نصف سے بھی زیادہ اوراق اس کی تحریروں کے اقتباسات کے وقف کر کے دکھاتے کہ دھرم پال وہی مسکین بلی والا حاجی ہے جو ستر چوہے کھا کے مومن شکل بنا رہی ہے۔

لیکن موجودہ حالت میں چند مثالوں پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ سوامی جی کا

دشنا مہ تو آپ نے پڑھ لیا اب ذرا عغفوری ستوتر کا بھی ملاحظہ ہو۔

اس شخص نے اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے کہ جس سے جدا ہوتا ہے اس کے خلاف فحش سے فحش اور گندے سے گندے مضامین لکھکر اس کو ذلیل کرتا ہے۔ نیک نیت نکتہ چینی نہیں۔ سدھار سے غرض نہیں محض فریق مخالف کو اپنے لچپن سے مرعوب کرنا اور اس کی شرافت یا نرمی سے فائدہ اٹھانا اس کی تحریر کا اصل راز ہے۔

دیوسماجیون کے متعلق دہرم پال لکھتا ہے

اوہ! ان لڑکیون کے بارے میں جو کہ ماتا پتا کی طرف سے ان دیو گوروبھگتون کے پاس تعلیم کے لئے سپرد کی گئی ہون اس کے ایک ایک استاد کا اپنی ہی قلم سے اپنی ڈائری میں ان معصوم مگر نوجوان کنیاؤن کے گپت انگون کو بچھڑنے چھونے کھینچنے اور دیگر شرمناک باتون کے ذکر کو پڑھ کر ہی دل پاش پاش ہو جاتا ہے وہ کونسا غیر ممتند انسان ہے جو ان باتون کو جان کر بھی اپنی لڑکیون کو اس قسم کے پنڈے پجاریون کی جیوتی اور شکتی حاصل کرنے کی اجازت دیگا۔

اوہ! شرم۔ اوہ! شرم (اگنی صفحہ ۳۸)

آپ کے پنڈے پوجاریون کی طرح بیگانی عورتون کے ساتھ جسم رگڑنے والے اور وہ سیاہ کاریان کرنیوالے (۳۹)

بھگوان! اگر یہ بکواس ٹھیک ہو تو پھر آپ روتے پیٹتے کیون پھرین

بھگوان! آپ نے تو پورنانگ گھن لابھہ کی مگر دیو انند اگنی ہوتری نے کیا پاپ کیا تھا کہ وہ پورنانگ چھوڑ ادہورنانگ نہے.............

آپ کے پنڈے آپ کے بیٹے منڈے لاٹ کو دیکھکر ایسا کفر تولتے ہے باز رہیں

اگر وہ ان خطوط کیساتھ میرے وہ خطوط بھی بلا کم وکاست شایع کردیتا جو کہ میں نے دیو سماج ہائی سکول موگہ کی بد انتظامیون بدکرداریون سیاہ

کاریون وہان کے منیجر وغیرہ کی بزدلیون اور ناہنجاریون کے بارے
مین لکھے تھے (لاہوری پاکھنڈی ۴۳۴)

اب اگر ایک طرف میرے خطوط جو دیورتن نے نقل کئے عدالت کے سامنے رکھے جاوین اور دوسری طرف وہ خطوط یا تحریرین جو مین نے دیوگرو اور اوس کے بھگتون کے شرمناک چال چلن کے بارے مین پیش کی ہین تو بدرالیقین ہے کہ میرے چال چلن کو بری از شبہ قرار دیا جائے گا اس کے برعکس دیوگرو اور اس کے بھگتون مین سے کسی کو دو کسی کو چار کسی کو دس سال کی قید کسی کو عبور دریائے شور کی سزا ملنے کے بغیر نہین رہیگی۔ کیونکہ ان مین سے بعض چوری۔ جوا۔ بدمعاشی زناکاری وغیرہ شرمناک جرائم کے علاوہ اقدام قتل کے بھی مجرم ہین (۴۳۹)

کیا مین نے کسی دیوسماج کے سیوک کی استری سے بغلگیری کی تھی کہ اس کی مجھے یہ سزا ملی۔ یا کیا مین کسی سیوک کی استری کیساتھ ایکانت سیون کیا کرتا تھا کہ جس کا خاوند مجھے تلوار چلانے دوڑا۔ کیا مین کسی دوسرے سیوک کو مار ڈالنے پر آمادہ ہوا تھا۔ یا کیا مین بسکٹ چور تھا یا کیا مین آپ کے ان سیوکون کی طرح جو زناکاری کرکے بھی آپ کے بھگت بنے چلے آتے ہین کسی اسی قسم کے پاپ کا مرتکب ہوا تھا یا کیا مین بیگانی عورتون کے ساتھ بھسم رگڑا کرتا تھا یا کیا مین نے مہا تیاگ برت گرہن کرکے دیوسماج سکول کی لڑکیون مین سے کسی کی خاطر اپنا برت بھنگ کیا تھا وہ کونسا جرم تھا جسکا نام لیتے ہوئے یہ نامرد کانپتا ہے (۲۹)

اس نے کہا۔ آج تو آپ کے سسر آپ پر چڑھے ہے .... اس کا دادا اس کی ماں پر آچڑھا (۴۰)

اگر دیوگرو کے لاثانی پھل ایسے ہوہی اس کے وبھچاری سیوک اور دھوکہ باز بھگت ہین تو سمجھ لو خود دیوگرو کیسا ہوگا اور اس کے تمام ہادی کیسے

مگر لٹھنڈ کا مجموعہ ہیں یہی دہوکہ باز بھگت آج مجھ پر چوری کا الزام لگانے دوڑ
تے ہیں۔ سنئے تمہاری پوتھی پر ڈوب مرنا لالیقول (خدائی تمبو ۲۰۳)

پڑہنے والو سوچو! ناسکوں کے گوروکی ایسی قابل رحم حالت، پر تریاق
لگاؤ کہ جنکو عورتوں نے کالے سانپ بن کر ڈس رکہا ہے...... ایسی عورتوں
کے خاوند کیسے بے غیرت اور بے حیا ہیں جو ان کی اس قسم کی خط و کتابت
کو پڑہتے اور پہر بہی ان ہی دیوگوروکے ڈیرے میں ڈیرہ لگانے کی اجازت
دیتے ہیں (۶۰۶)

دہرم پال ایک دیوسماجی کو لاہوری دیو) کی مونچھہ کا بال لگا رہا ہے
یا مچھوا۔ گنیتوں کو چہا۔ دیوگورو کے لئے کن ٹھٹا ستیا سی۔ گل کٹا گوسائیں
حد کی بہگوڑی ہوئی دیوسماجیوں کو ہوگیاں موالک لچے کلبیا مولک گندے
لکہا ہے۔

اسی طرح مضمون کی سرخیاں گندی۔ مضمون فحش و شر انگیز۔ ساتھ
ہی مردوں عورتوں لڑکے لڑکیوں پر گندے الزامات۔ ڈائری اور
چٹھیوں کے فحش اقتباسات اس نے بیسیوں مقامات پر دیے اور ان پر گندے
سے حاشیہ آرائیاں کی ہیں ذرا ان الفاظ کو دیکھئے۔

دیوگورو کے بھگتوں کی ریاکاری بدکاری سیاہ کاری غلط کاری و
مکاری زناکاری غرضیکہ ہر ایک قسم کی کاری بلکہ کچی کاری کا بلیسٹر آخر اکھڑ
گیا۔ (اندرسی سنہ ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۷)

اب اگر تم ڈاکٹر ہری رام۔ ستیا رام منیاری۔ سچا سنگہ۔ پربہدیال۔
جیوتی سروپ حکیم محمد عمر۔ سوامی گوبند رام۔ پنڈت درگا دت۔ بنیا رام پر بہلاد لو
دیو رتن۔ امر سنگہ۔ دیوت سنگہ۔ شنکر سنگہ وغیرہ وغیرہ کے خواہ جس قسم
کے وقتاً فوقتاً جھگڑے رگڑے قصے سننے گہڑے ہوئے۔ اور رپورٹیں داغی
گئیں وہ تمام خطوط بلا کم و کاست ہمارے سپرد کردو۔ وہ خطوط خواہ

عورتوں سے متعلق ہوں خواہ لڑکیوں کے خواہ لڑکوں کے خواہ کسی دیوی کے تو ہم اون کو بھی پبلک میں رکھکر تمہاری سماج کی بنیاد ایک دفعہ شیش ناگ کی دُم تک پہونچا دیں۔

(۱) کیا آپ کے ایک سیوک نے رائے پور ضلع انبالہ میں ایک دوسرے سیوک کی عورت کے ساتھہ لگاتار زناکاری نہیں کی؟

(۲) کیا رائے پور میں آپ کے ایک نہایت ہی پکّے اور سچے سیوک کی عورت نے اور آپ کے ایک نہایت ہی پرانے اور وفادار کرمچاری کی بھاوجہ نے اور ایک پرانے بھگت کی بہن نے اور آپ کی ایک ادھیاپکہ کی ماں نے دوسرے مرد کے ساتھہ زناکاری کرکے اور پھر اسقاط حمل کروا کر بچے کو زمین میں نہیں گاڑا تھا۔

اسی طرح وہ کئی گندے سوالات کئے جاتا ہے کہ تمہارے فلاں فلاں نے فلاں فلاں بدفعلی نہیں کی تھی تمہارے گھر میں خوبصورت ۲۰ سالہ نوجوان کنیا کے ساتھہ کوئی وواہ نہیں کراتا اس کی کیا وجہ ہے وغیرہ وغیرہ۔

فحش اور گندے الزامات بے تحاشا لگائے جاتا ہے اور بار بار چیلنج دیتا ہے کہ عدالت میں چلو دیکھو تم میں سے ایک ایک کا پول کھولکر دکھاؤنگا لیکن جب اسے عدالت میں بلایا جاتا ہے تو اپنی تمام تحریروں کو غلط قرار دیتا ہے ویدک سماجی مرد دیوتا عورتیں دیویاں بن جاتی ہیں:

کیا ایسا مکار شخص جو اپنی زوردار سے زوردار تحریریں لکھکر صاف اقبال کرتا ہے کہ مجھے کسی کے چلن کے خلاف علم نہیں یہ نیک چلن تھے وہ شخص یا اس کی کوئی تحریر بھی کسی صورت میں بھی قابل اعتبار ہو سکتی ہے۔

قرآن و مسلمانوں کے متعلق در فشانی

دہرم پال مسلمانوں کے متعلق لکھتا ہے

انہوں نے اپنے زمانہ میں ناگفتہ بہ کارروائیاں کیں ان سب کی بنیاد اسلام کی وہ مذہبی تعلیم ہے جو کسی بھی انسان کو اپنے افعال شنیعہ پر نستی یا لینے کا حوصلہ دیتی ہے اگر ہم شاہان اسلام کی ان تمام دہوکا بازیوں مکاریوں فریبوں اور قتل و غارت کے لئے اسلام کو ذمہ وار ٹھہرائیں تو بے جا نہ ہوگا۔

قرآنی تعلیم کی رو سے مکاری فریب جھوٹی قسم کھانا وغیرہ کوئی گناہ نہیں ہے .... وہ اپنے خیال کی توضیح کرتا ہے۔

لونڈیوں کو ہاتھ کا مال کہکر قرآن نے بداخلاقی پھیلانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی .... بانیٔ اسلام محض لونڈیوں پر دست درازی کی وجہ سے عوام میں بدنام ہوا .... کیا یہی بات نہیں تھی جس نے اس شخص کو اپنے بیٹے کی عورت پر گرا دیا۔

مسلمان اپنے ماسٹر محمد کی مثال کی پیروی کرتے ہوئے بڑے ہی لائیسنشس ہوتے ہیں ..... شاہ جہان بیگمات پر قناعت نہ کرکے اپنے امراء کی عورتوں سے بھی ناجائز تعلقات رکھتا تھا ...... محمود ایک متعصب مسلمان تھا مگر ایک لٹیرے سے بڑھ کر نہیں تھا ..... لوٹ مار اور لونڈی غلام بنانے کو قرآن ثواب سمجھتا ہے اس لئے محمود ا بکر ...ا۔ اثم بد اعمالیوں کو فخر کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا بے قیا ظالم۔ مردم آزار۔ مردم فروش لٹیرا وعدہ شکن شخص کسی بھی مہذب قوم کے لئے باعث فخر نہیں ہوسکتا

شمس الدین التمش کو نمک حرام اور غاصب۔ کیقباد کو نالائق ناخلف مسلمان
جلال الدین خلجی کو نمک حرام۔ فریبی دہوکا بازچچا کا قاتل شہوت پرست۔
خسرو خان کو نمک حرام۔ محسن کا گلا کاٹنے والا اور عام مسلمانوں کو نمک
حرام بے وفا دہوکے باز محسنوں کا قاتل لکھا ہے اور اس سب کی ذمہ
دار دین اسلام اور محمد کی تعلیم اور کیرکٹر کو بتایا ہے۔ پہر لکھا ہے
جس ملک پر محمود جلال الدین۔ علاؤالدین۔ تیمور جیسے ظالم۔ مردم
آزار مردم فروش قاتل دہوکا رباز یا بجز عیب شرعی بادشاہ حکومت کرتے
ہوں اکبر دیگر مسلمان بادشاہوں کی طرح حد سے زیادہ مکار ظالم دہوکا
باز اور قاتل بہی نہیں تہا۔۔۔۔۔۔۔۔ مینا بازار اکبر کے جال علین پر دہبہ
تہا۔

جہان گیر نے سور کا گوشت تیار کرکے کہایا تو اس کو بہت ہی پسند آیا۔۔۔۔۔
اس نے کئی بار اپنے ارکین کے سامنے بہی اس کا استعمال کیا۔
جہان گیر بدستور سابق سور کے گوشت اور شراب کا استعمال کرتا رہا
۔۔۔۔۔ اس نے۔۔۔۔ ڈہلے ہوئے سونے کے سور بنا کر اپنے محل کے
اردگرد نصب کرواۓ۔ علی الصباح ہی اٹہ کر ان سوروں کو دیکہتا
اور کہا کرتا کہ علی الصباح کسی مسلمان کا منہ دیکہنے کی بجائے سور کا منہ
دیکہنا مجہے زیادہ پسند ہے۔

شاہ جہان نے بیگمات پر صبر نہ کرکے امیروں وزیروں درباریوں
تک کہ جعفر خان خلیل اللہ خان شائستہ خان کی عورتوں کی عصمت
کو بہی خراب کیا۔۔۔۔۔ امیروں وزیروں کی عورتیں بہی کچہہ ایسی
بے حیا و بے شرم ہوتی تہیں کہ وہ محض اسی وجہ سے بن ٹہن کر مینا بازار میں
آتی تہیں کہ کسی طرح بادشاہ ان کو پسند کرے۔
شاہ جہان بازاری عورتوں کو محل میں بلاتا اور ان کا ناچ رنگ

کروانے کے علاوہ ان کے ساتھہ بدچلنی بھی کرتا۔
چنیہ خواصون نے تبسم کیا کہ دیکھو بوڑہا ابھی تک اپنی کرتوتون سے نہیں ٹملا اور سمجھتا ہے کہ وہ ابھی کل کا بچہ ہے شاہ جہان نے اس حرکت کو دیکھا اور اون کو اپنی جوانی کا جوش دکھلانے کے لئے سخت کشتے کھانے شروع کئے بدفعلیون سے اس کا مثانہ پھٹ گیا اور وہ بدکاری میں ہی مر گیا۔
ان شہزادیون (شاہ جہان کی لڑکیون) کے اپنے آدمی تھے جو خواجہ سراؤن کی معرفت محل میں لئے جاتے تھے اور وہ اکثر عورتون کے بھیس میں جاتے تھے کئی دفعہ وہ پکڑے اور مار ڈالے گئے۔۔۔۔۔
چھوٹی لڑکی روشن آرا سفر میں ایک نوجوان کو زنانہ پوشاک میں ساتھ رکھتی تھی۔
اورنگ زیب کی بڑی لڑکی نے روشن آرا سے درخواست کی کہ ایک نوجوان مجھے بھی دیدو۔ اس نے انکار کیا اس پر ناچاقی ہوئی لڑکی نے اورنگ زیب کے پاس بھانڈا پھوڑ دیا تب محل کی تلاشی ہو کر ۹۵ آدمی مارے گئے اور روشن آرا بھی۔
اورنگ زیب کو ظلم کا اوتار۔ سفید سانپ۔ عیار۔ مکار۔ ریاکار بدر آزار خونخوار۔ بھیڑیا۔ سفاک وحشی وغیرہ لکھا ہے
محمد اپنے بیٹے کی جورو تو ایک طرف۔ اپنی ہمشیر بہن اور پرورش کنندہ ماں کی طرف بھی کچھ ایسا ہی ارادہ رکھتا تھا۔
اورنگ زیب نے اس کمی کی کسر مکاری۔ فریب دھوکا بازی۔ حلف دروغی۔ کشت وخون مردم آزاری زہرخورانی بدر آزاری برادر کشی میں نکال ڈالی۔۔۔۔۔ اگر دینداری اسی بات کا نام ہے کہ قرآن کی قسمیں کھائی جائیں اور اون کو بار بار توڑا جانے اور لوگون کو

قرآن کی قسمیں کھاکر دھوکا دیا جائے مکاری اور فریب سے کام لیا
بھائی بندوں کو چن چن کر وحشیانہ طور پر قتل کیا جاوے۔ باپ کو قید
خانہ کے اندر بھی انواع و اقسام کی تکالیف دی جائیں۔ اور جو لوگ
محسن ہوں ان کو ایک ایک کرکے مار ڈالا جائے رعایا کو ناحق ستایا جائے
اگر دینداری کے لئے یہی صفات ضروری ہیں تو ہم ہی مسلمانوں کے ساتھ
اتفاق کرتے ہیں لیکن اگر دینداری کسی اور چیز کا نام ہے تو اورنگ
زیب کو اورنگ زیب یا بھیڑیا کہنا بیجا نہ ہوگا..... قرآن میں اس
قسم کی تمام مکروہ کارروائیوں کو جائز سمجھا گیا ہے بلکہ خود اللہ میاں
نے جو کہ قرآن کا مصنف ہے اپنی ذات مبارک سے جا بجا اس قسم کی عملی
کارروائیاں کرکے دکھائی ہیں کہ انسانیت سے بعید ہیں اس لئے اگر
اورنگ زیب نے اپنے پیرو مرشد کی تقلید کی تو کوئی حیرانی کی بات
نہیں۔

کچھ مدت تک اورنگ زیب باوجود اپنے بناوٹی زہد کے خوب شراب
کباب میں مشغول رہا ایک ناچنے والی لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ عشق میں
نماز روزہ بھول گیا۔ راتدن شراب پیتا اور ناچ دیکھتا اور دیگر افعال
شنیعہ کا مرتکب ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ لڑکی مر گئی اور اورنگ زیب نے از
سرنو زہد کا لباس اوڑھ لیا۔

آیا اورنگ زیب جو مسلمانوں کے نزدیک محی الدین کہلاتا ہے اور
نہایت ہی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے در حقیقت انسان کہلائے جانے کا
بھی مستحق تھا یا نہیں جس قوم کے سامنے اورنگ زیب جیسے برادر کش۔
پدر گیر۔ پدر آزار محسن کش ستم شعار ظالم مکار جعلساز شخص بطور مثال کے
موجود ہوں اس قوم کے اخلاق کا اندازہ لگا لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے کہ
ایسے بادشاہوں کے زمانہ میں ہندوؤں کا شیطان نہ بن جانا در حقیقت

مگر یہ معجزہ ہے۔

مسلمانون کے سامنے تعلیم قرآنی اور مثال محمدی موجود تھی کہ جن کی بنا پر ان کو سیاہ سے سیاہ کام کرنے کی جرأت ہوتی تھی اور وہ سیاہ کاری کو مذہبی جامہ پہنا کر خوش ہوتے رہے اس ملک کے باشندون کے ہر قسم کے تنزل کی جڑ ہیں محمد اور محمد کی تعلیم کو ہی ذمہ وار گردانا جا سکتا ہے

...... جب ہم سورۂ احزاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم محمد کو نہایت ہی بے قرار مغموم اور بے خوف پاتے ہیں

محمد کے دل میں ایسا کونسا خوف تھا اور ایسی کون سی کاوش تھی جو اُس کو بیتاب کر رہی تھی ابن عباس کے نزدیک یہ زینب کا عشق تھا۔

جس نے محمد کے دل کو ماہی بے آب بنا رکھا تھا۔ ...... حضرت اس کے حُسن پر شیدا ہو گئے اور وہ اون کے دل میں گھس گئی ......

.... زینب ایک ایسی عورت تھی جسکو وفادار نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ اپنے بیاہتا خاوند کو حقیر سمجھتی تھی۔

جب محمد زینب سے خلوت کرنے لگا تو زینب نے اعتراض کیا کہ آپ بلا نکاح اور خطبہ کے یہ کیا کرنے لگے ہیں۔ مگر محمد جو دوسرون کے لئے نکاح و خطبہ کی ضرورت کو سمجھاتا ہے اپنے لئے اس کی انتظاری نہ کر سکا بلکہ اس نے کہا اللہ خطیب ہے اور جبرئیل گواہ۔

محمد کی اس جلد بازی بے قراری اور بے اختیاری کے بعد از ان نہایت ہی خطرناک پھل پیدا ہوئے۔

محمد ہر کس و ناکس کی ملامت کا نشانہ بن گیا جس کا جواب محمد کے پاس گالی گلوچ لعنت پھٹکار قتل و غارت کے سوا کوئی نہیں تھا چنانچہ اس کے بعد کی سورۂ احزاب کی تقریباً تمام آیتیں اس قسم کی جھگڑا بازی اور دشنام دہی سے پر ہیں۔ محمد کا خون ان باتون کو سنکر اُبلتا تھا اسی وجہ سے اس کو

الہام بہی نہایت سخت پراز دشنام اور قتل و غارت والے ہوتے تہے۔

یہ ہی سورہ ہے جو کہ اسلامی دنیا میں عورتوں کے تنزل اور قید دوامی کا موجب ہوئی ہے شاید اس سورہ کا ظہور نہ ہوتا اگر محمد اپنے دل پر قابو رکہتا اور زینب کے تعلق سے پرہیز کرتا۔ لیکن بے اختیاری کی ذراسی حرکت نے وہ خوفناک نتائج پیدا کئے جنہوں نے آج کروڑہا عورتوں کی زندگی کو تلخ بنا دیا ہے۔

ماریہ قبطیہ لونڈی سے بدفعلی کرنے کے واقعہ کو تفصیل کے ساتہہ لکہنے کے بعد) حفصہ کے رونے کو اور اس کی ڈانٹ کو سنکر محمد کے ہوش اڑ گئے تو نہایت ہی گہبراہٹ میں کہا۔ ذرا چپ رہو۔ آج سے میں اس کو اپنے لئے حرام کرتا ہوں دوسری عورتوں سے اس کا ذکر نا کرنا۔ مگر اس نے عائشہ کو اطلاع دی۔ وہ اس کاروائی کا تذکرہ سن کر آگ بگولا ہوگئی۔

اوہو کسقدر خوفناک جنگ کی تیاری!!! یقیناً اللہ میاں جبرئیل فرشتوں اور تمام مسلمانوں کو عورتوں کے ساتہہ دنگہ کرنے کے لئے تیاری کرتے ہوئے شرم تو نہ آئی۔ غرضیکہ ادہر محمد کی عورتیں صف آرا تہیں ادہر محمد اللہ میاں جبرئیل فرشتوں اور مسلمانوں کی صف باندہے کہڑا تہا قریب تہا کہ جنگ سخت سالہ شروع ہو جاوے اور اللہ میاں جبرئیل یا عورتوں کے ہاتہ بیٹ جائیں کہ ..... قیامت کے دن آسیہ اور مریم دونوں ہی محمد کی عورتیں ہونگی اور محمد اون کا خاوند مگر سوال یہ ہے کہ مریم کا خاوند یوسف کہاں جائیگا ....

جب محمد نے حلف شکنی کی ہے تو پہر اورنگ زیب کا کیا قصور اسی آیتہ نے اورنگ زیب کو مکار فریبی دہوکا باز قسم شکن بننے میں مدد دہی اور یہ محمد کے الہام کا نتیجہ تہا۔

محمد زمانہ ساز تہا جس قسم کا موقعہ دیکہتا تہا اسی قسم کا الہام گہڑ لیتا تہا۔

محمد نے جب برتن میں کہا یا اس کو توڑا۔ جن عیسائیون نے اس کی آڑے وقت پر مدد کی تھی ان کو بھی آخر کار اس نے بدترین حیوان بنایا اور ان کے ساتھہ بے رحمی سے سلوک کیا۔

اسی طرح اس نے تہذیب الاسلام میں قرآن اسلامی خدا۔ محمد صاحب اور اور دیگر حضرات پر بے جا الزامات لگائے اور مخول مضحکہ اُڑایا ہے

ویدک دہرمیون کے متعلق

آریون و ہندوؤن کے خلاف اقتباسات نقل کرنا ضروری نہیں کیونکہ اس کی ساری کتاب کفر توڑ ہندوؤن آریون اور ان کے بزرگون کے خلاف وہی کچھہ بول رہی ہے جو اس نے دیوسماجیون و مسلمانون کے خلاف لکھا تھا۔ اب مسلمانون کو آریون و ہندوؤن کے متعلق گندی اور فحش تحریرین دیکھکر تعجب نہ کرنا چاہیے۔ کوئی ہو دہرم پال کی طرف سے آخر اس کو یہ ہی انعام ملیگا۔ سوامی دیانند جی کے متعلق آج بے شرمی سے یہ ڈھیٹھ دشنام کا لفظ استعمال کرتا ہے حالانکہ وہ خود مدلل اور معقول طور سے سوامی جی کے متعلق اوروں سے یہ الزام لگنے پر تردید کر چکا ہے چنانچہ اندر ستمبر ۱۹۰۳ء (خدائی کھمب) کے ساتوین فقرے مین وہ لکھتا ہے

دیوسماج کی مکاری۔ دہوکہ دہی۔ فریب۔ جہوٹ بے ایمانی کے بارے مین جب قدر نظر مارتا ہون اسی قدر مین حیران ہوتا ہون کہ دنیا مین اس قسم کے پاکھنڈی انسان بھی لوگون کو دہرم کے نام سے گمراہ کر سکتے ہیں ان لوگون کی اندرونی زندگی جسقدر ناپاک اور گناہ آلودہ ہے وہ ان کی اپنی ہی تحریرون سے ظاہر ہے لیکن کچھہ ایسے . . . پارے کے بنے ہوئے ہیں کہ اپنے اندر کی غلاظت کو تو خوب چھپا کر رکھتے ہیں . . . . یہ پاکھنڈی لوگ سوامی دیانند

پر یہ بھی ایک الزام لگاتے ہیں کہ اس نے مختلف مذہبوں کے ہادیوں کی بے عزتی کی۔ حالانکہ سوامی جی نے بڑی نیک نیتی سے نکتہ چینی کی ہے

ناظرین! غور فرماویں خود دہرم پال سمجھتا ہے اور اپنے ہاتھ سے لکھتا و پبلک میں تحریر شایع کراتا ہے کہ سوامی دیانند نیک نیتی سے نکتہ چینی کرتا ہے وہ کسی پر الزام نہیں لگاتا لیکن اب وہ اُن کی تحریر پر دشنامہ کا ہیڈنگ چسپان کرتا ہے یہ اس کی محض شرارت ہے تاہم اس پر ہمیں افسوس نہیں کیونکہ آریہ یا ہندوؤں کے متعلق تو وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں لکھ سکا جو مسلمانوں و دیو سماجیوں کی بابت وہ لکھتا رہا ہے۔

چوتھی فصل

دہرمپال اور وید منتر

کفر توڑ میں جن پاک وید منتروں کی بابت دہرم پال نے غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی ہے ان سب کے متعلق مختصراً لکھدینا ضروری ہے :

गणानां त्वा गणपतिं हवामहे

سوامی جی نے اس کا اصل ترجمہ لکھا ہے اور اپنے ترجمہ کی تائید میں شت پتھ و ایترے برہمن کے حوالہ جات سے ضروری الفاظ کی تشریح درج کی ہے۔

(جو گنوں کا یعنی مختلف انواع و اجناس معدود کا مالک اور محافظ ہے ہم اُسے معبود تسلیم کرتے ہیں جو ہمارے پیاروں کا دوستوں مرغوب

اشیا (مثل موکش وغیرہ) کا مالک و محافظ ہے ہم اسی کو پوجیہ بدھی سے قبول کرتے ہیں جو علم و دولت راحت وغیرہ خزانون کا مالک و محافظ ہے۔ ہم اسی کو معبود پکارتے ہیں جو وشو (محیط کل پرمیشور) ہے جو اپنے پرتاپ سے تمام عالم کو رکھ کر پیدا کرتا ہے ہم اس پرمیشور کو تمام و کمال جان سکیں۔ اے بھگوان تو علیم کل ہے ہم کو بھی گیان شکت کیجئے تو پرکرتی اور پرمانو وغیرہ کا بھی لیپت دیتا ہے۔ تیرے سوا کوئی دوسرا کسی کا سہارا نہیں۔

اس منتر میں پرماتما کی او صاف کمال خوبی و وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ جیو کا اور جہان کا اس کے ساتھ ہی تعلق جتایا گیا ہے اسے ہی معبود سمجھنے اور ماننے کی سچی توحید پر مبنی تعلیم دی گئی ہے اسے چھوڑ کر دھرم پال نے مہیدھر کے معنون کو پیش کیا ہے۔ یہ اگھوشٹ کا کیڑا وشٹا ہی میں ہی انند پاتا ہے۔ مہیدھر کا قول ویدک سدھانت کے خلاف۔ شت پتھ کے خلاف اتیرے برہمن کے خلاف۔ قانون قدرت کے خلاف ہے کسی گرنتھ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ سوامی جی صاف طور پر اسے وام مارگی بتاتے اور اُسے ویدک دھرم کا کٹر مخالف ٹھہراتے ہیں باوجود اس کے دھرم پال اسی کی پناہ لیتا ہے یہ صریحاً اوس کی شرارت کی دلیل ہے

ता उभौ चतुरः पदः सम्प्रसारयाव स्वर्गे लोके प्रोर्णुवा
थां वृषा वाजी रेतोधा रेतो दधातु ॥२१॥ य० अ०
२३। मं० २०

اس منتر میں عالموں کیساتھ انسانون کے تعلقات اور راجہ و رعیت کے فرائض کا بیان کیا گیا ہے۔ دیکھئے اس کے صاف اور سیدھے معنے۔

وہ ہم دونون (راجہ اور رعیت) دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش کو ہمیشہ باہم مل کر ترقی دیں تاکہ ہم ہر طرح کی راحت اور آنند پاویں اور تمام جانداروں کو سکھ دلویں جس راج میں چاروں سیرت جابرون

اور نالموں کو تعلیم و تادیب اور سزا وغیرہ سے درست کیا جاتا ہے جس کی بر امن وراحت ملک سورگ کہلاتے اس لئے راجا اور رعیت دونوں کو چاہیے کہ اپنے سکھ کے لئے ورشا یعنی علم وغیرہ نیک اوصاف کے دینے والے عالموں کو امداد دیویں اور اون سے علم و طاقت پاویں ایسی منشا شت پتھہ کانڈ ۱۳ ادھیائے ۲ برہمن ۳ کنڈکا ۹ میں واقع ہوا ہے اس مطلب کا دنیا میں پرچار ہونے سے تمام ملکوں میں راجا پرجا سکھی ہو سکتے۔ اور سب جگہ سورگ بن سکتا ہے ایسے پوتر مطلب کو چھوڑ کر دہرم پال بلا وجہ بلا ضرورت بلا ثبوت کے وید کے دشمن کا گندہ ترجمہ شائع کرتا ہے۔ سچ ہے گائے کو گہاس پات سؤر کو لید و براز۔

उत्सक्थ्या अव गुदं धेहि समञ्जिं चारया वृषन्। य स्त्रीणां जीवभोजनः॥ य० अ० २३। मं० २१॥

اس کا ترجمہ کسقدر معنی خیز۔ کسقدر سبق آموز کسقدر رشک جلنی را انتشا دشمن کا پھیلانے والا ہو سکتا ہے یہ ان الفاظ پر غور کرنے والوں کو صاف معلوم ہو سکتا ہے۔

"اے تمام ہمرا دولن کو پورا کرنے والے عالم راجہ تو رعایا میں علم معرفت راحت انصاف اور روشنی کو ترقی دے جو بدکار شودر تیں حرام کاری کریں تو ان کو سر نیچے اور پاؤن اوپر کرکے سزا دے یا قید خانہ میں کھینچا رہنے۔ بدکار عورت کو تو مناسب سزا دیتا ہے تو خونخوار ڈاکو کو ان کو سزا دے"

لیکن دہرم پال کو اس علمی اور اصولی ترجمے سے کیا تعلق۔ اس کی ایچ پرکرتی اسکے کام باسنا کے سنسکار و ام مارگ کی غذا کے میں ہی اسے سرگردان رکھتے ہیں کیونکہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

स्येहवासो लक्ष्म सगुं प्रविष्टो भित्र साविषुः।
कृष्णादे दृश्यते नारी सत्यरूप्याक्षिप्सुवो यथा
म० सू० २२। मं २९॥

(۴۴) اس منتر میں علم کی خوبیاں اور اس کا نیک استعمال کرکے راحت
بہبود اور ترقی سے نوع انسان کو خوشحال کرنے کی اعلیٰ ہدایات ملتی ہیں
غور کیجئے

"عالم لوگ پرتکیش (علم الیقین) وغیرہ سے پیدا ہونے والے علم
علم حقیقی کو حاصل کرکے قسم قسم کے اعلیٰ اوصاف بخشنے اور راحت پہونچا
نے والے علم کے سرور میں خود مستغرق ہوتے ہیں اور رعیت کو بھی اسی آنند
سے بہرہ یاب کرتے ہیں جیسا طرح عورت اپنی ران کو ہمیشہ کپڑے سے چھپائے
رکھتی ہے اسی طرح عالموں کو چاہیئے کہ رعیت کو ہمیشہ امن و راحت کے دامن
میں چھپائے رکھیں"۔

دہرم پال اس امرت سے لوگوں کو محروم کرکے زہر گھولتا اور شریف
دلوں کو ڈنگ مارتا ہے۔ دام مارگ کے معنی پیش کرکے وہ گھوڑ کھیو رکے
راجہ کی رانی کو عمل میں پیش کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ
سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۰۴ پر تعجب کا اظہار کرتا ہوا لکھتا
ہے کہ عورت سے گھوڑے کا صحبت کرنا دام مارگیوں کے بغیر کسی کا کام
نہیں ہے لکھکر پھر اپنی شرارت شروع کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ممکن ہے
دام مارگیوں نے اپنے اس اجتہاد کے لئے اگنی وایو آدتیہ (سورج وغیرہ)
دیوتاؤں کی مثال کو مد نظر رکھا ہو اس کے علاوہ ان دیوتاؤں
کے متعلق اوٹ پٹانگ لکھنے لگ جاتا ہے۔ اول تو منتر کا ترجمہ غلط
نہ اس کے لئے کوئی ثبوت نہ کسی رشی کی تائید نہ وہ قانون قدرت کے
مطابق۔ تب ممکن ہے کہ لفظ ویدک دہرم سے پر اپنے دماغی اختراعات عائد

کرنا اور ان ممکن اور شکیہ باتوں کی لپیٹ میں اور ون کو شامل کئے جانا صریح لچپن کی دلیل ہے دہرم پال مہید ہر والے کسی ارتھہ کی صداقت کا ایک ہی ثبوت نہیں دیسکتا تب صحیح ارتہون کو جو ساتہہ ہی لکھے ہیں اور جن کی صداقت کے ثبوت بہی ساتہہ دئے ہیں ان کو نظر انداز کرنا ایک طرف اور محض اس لئے کہ ممکن ہے ایسا ہو بغیر کسی اپنے یقین و موجودگئے ثبوت کے کچی تحریر کی ریتلی دیوار کہڑے کرتے جانا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ سانپ کے اندر دودھ بہی ہر بنتا ہے اور وہی باہر نکلتا ہے۔

यकासकौ शकुन्तिका हलगिति वञ्चति।
आहन्ति गभे पसो निगल्गलीति धारका॥
म० अ० २३॥ मं २२॥

اس منتر کا مہید ہر والا ترجمہ فارسی میں کرکے دہرم پال لکہتا ہے۔

"ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اس ترجمہ سے عوام الناس کے ہاتہہ پلے کچہہ بہی نہیں پڑیگا۔ مگر ہم کیا کریں ہم مجبور ہیں۔

ہم پرانے خیال کے ہندوؤں سے اتفاق کرتے ہیں کہ ویدوں کی تعلیم کو نہایت پوشیدہ رکہنا چاہیئے۔ یہ اور بہی شرارت بہرا ریمارک ہے۔ ہندوؤں کو یہ خیال ہرگز نہیں کہ وید میں کوئی فحش بات ہے۔ بلکہ وہ سمجہتے ہیں کہ جو لوگ وید کو اچہی طرح سمجہہ نہیں سکتے یا ان کی عزت نہیں کرتے ان کے سامنے وید پڑہنا لاحاصل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کابل کلام الہی کا ناقص انسانی زبان میں پورا پورا ادا کرنا ناممکن ہے اگر سوامی دیانند کا وید کے مطابق اپدیش ہے کہ تمام نوع انسان کو اس کا ادہکار تو یہ اس ہیچ وشواش پر ہے کہ مخالفوں کے دلوں کو سچائیاں آخر تسخیر کرکے چہوڑینگی اور اگر ہندو علماء وید نے اس کو چہپایا تو یہ مسلمانوں وغیرہ کے تعصب اور ظلم کا نتیجہ تہا۔ بس دہرم پال کا ظاہر میں یہ لفظ کہدینا

مگر ہم اپنے پرانے ہندوؤں سے اسبات میں متفق ہیں اور اندریسے یہ اثر ڈالنا کہ وید میں ناپاکی ہے اس کی ذاتی چالاکی کا ثبوت ہے۔ یہ نٹ کھٹ آدمی ہر بات میں شرارت کئے جاتا ہے اور اس منتر کا ترجمہ بھی مسلمانوں سے چھپاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

(ترجمہ) جسطرح باز کے سامنے کم جثہ پرندوں کا کچھ زور نہیں چلتا اسی طرح راجہ کے مقابلے میں رعایا کمزور ہوتی ہے راجہ بالیقین سلطنت کے قیام اور امن و امان کے التیام کے لئے ہمیشہ رعایا سے روپیہ لیتا ہے۔ رعایا کو گبھ (صاحب دولت) کہتے ہیں اور سلطنت کو یس (مہنت یا عضا) کہتے ہیں کیونکہ سلطنت کی قوت کو رعایا محسوس کرتی ہے۔ حاکمان سلطنت رعایا کو ہر طرف سے تکلیف دیتے ہیں جہاں ایک ہی مطلق العنان راجہ ہوتا ہے وہ رعیت کو تباہ کر ڈالتا ہے اس لئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہیئے۔ بلکہ رعیت کو چاہیئے۔ کہ سبھا ادھیکش کو جو سبھا کے تابع اور نیک چلن اور اوصاف حمیدہ سے بہرہ مند عالم ہو اسے راجہ سمجھیں۔

اب ناظرین دھرم پال سے کہیں کہ کہو کیا اعتراض کرتے ہو اس منتر پر اور اس سے پوچھیں کہ وام مارگ کی طرف اس کا میلان کیوں ہے۔

माता च ते पिता च तेऽग्रं वृक्षस्य रोहतः। प्रति लामीति ते पिता गभे मुष्टिमतंसयत॥

य० अ० २३। मं २५॥

اس منتر کا ترجمہ مہرشی دیانند یوں کرتے ہیں۔

اے انسان یہ زمین اور علم تیری ان کی مثال ہے زمین نباتات وغیرہ کو پیدا کرتی ہے اور علم سے عرفان کا ظہور ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں ماں کی مثل ہیں اور سورج یا عالم اور اشور بمنزلہ باپ ہیں کیونکہ یہ محنت اور تدبیر کی عادت سکھانے اور تمام سکھوں کو دینے اور حفاظت و پرورش کرنے والے

ہیں اسی کے ذریعے سے جیو سورگ یا سکھ کی حالت یا درجہ کو حاصل کرتا ہے شری یعنی علم وغیرہ نیک اوصاف اور جواہرات وغیرہ۔ عمدہ تحائف اور اقبال و حشمت سلطنت کے جزو اعظم ہیں شری انسان کی زینت سلطنت کا اعلیٰ زیور اور راحت عظیم کا موجب ہے۔ رعیت کو گبھہ یعنی اقبال و دولت پیدا کرنے والی اور کاروبار سلطنت کو مشٹی (مشت) کہتے ہیں یعنی جس طرح انسان مٹھی میں روپیہ لے لیتا ہے اسی طرح اگر ایک مطلق العنان راجہ ہو تو ظلم و تعصب سے اپنی راحت کے لئے رعیت کا تمام مال و دولت ضبط کر لیتا ہے ایسا راجہ رعیت کا ناک میں دم کر دینے سے ونشگھاتک (قاتل رعایا) کہلاتا ہے (شت پتھ ۱۳-۲-۳-۷)

دہرم پال مسیدہر کا ارتھ پیش کر کے کہتا ہے کہ سوامی جی نے ان معنوں کی تردید تو کی ہے مگر خود سوامی جی نے بھی تو ایک اور منتر کا ایسا ترجمہ کیا ہے۔ سوامی جی نے اور منتر کا کیا یا نہیں۔ اس امر کا اس منتر کے معنے سے کیا تعلق۔ اگر تم مسیدہر کی معقول حمایت کر سکتے ہو تو کرو۔ یا سوامی جی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو تو کرو۔ کچھ نہیں کر سکتے تو خاموش رہو اس جھک مارنے سے کیا فائدہ کہ ایک کے بجائے یا دوسرے منتروں کے متعلق غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کرو۔ دیکھو دوسرا منتر بھی تمہاری شرارت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے وہ منتر حسب ذیل ہے۔

रेतो मूत्रं विजहाति योनिं प्रविशदिन्द्रियम्। गर्भो जरायुणावृत उल्वं जहाति जन्मना। ऋतेन सत्यमिन्द्रियं विपानꣳ शुक्रमन्धस इन्द्रस्येन्द्रियमिदं पयोऽमृतं मधु ॥७६॥

اس منتر کا ترجمہ مہرشی اس پرکار کرتے ہیں

پرش کا لنگ اندریہ استری کی یونی میں پرویش کرتا ہوا ویریہ کو دشٹر

مگر کر چھوڑتا ہے اس سے الگ پیشاب کو چھوڑتا ہے وہ ویریہ جبرائیو سے
ڈھکا ہوا ہے گربھ روپ ہو کر جنمتا ہے جنم سے آور ن کو چھوڑتا ہے وہ
باہر کے وایو سے آورن کو نورت کرنے ہارے دودھ پان کے سادھن
پوتر ورتمان میں اتم جیو کے سنبندھی دھن کو اور اس رسل کے تلّیہ
ناش رہت پرتیکش آدی گیان کے سادھن چکشو وغیرہ اندری کو پراپت
ہوتا ہے

اس منتر میں نہایت عمدگی کے ساتھ انسان کے پیدا ہونے کے متعلق علم
دیا گیا ہے اس میں لیش ماتر بھی اشارہ شہوت پرستی یا مذاق کا نہیں
لیکن پہلے منتر کا مہیدھر جو ترجمہ کرتا ہے اس میں یگیہ کرنیوالے برہما اور
یجمان کی عورت کا آپس میں گندہ مخول مذکور ہے۔

کیا وید کا جاننے والا۔ یگیہ کرانیوالا برہما ایسا بدمعاش ہو سکتا ہے
کہ وہ جس کے گھر میں یگیہ کرانے جاوے اس کی عورت سے نہایت
شرمناک حالت میں کھڑا ہو کر کہے کہ میں تجھ سے صحبت کرنا چاہتا ہوں
یہ لچپن کی بات کہاں اور یہ علم کہاں کہ رج اور ویریہ کے میل سے
جراپو میں لپٹا ہوا گربھ جنم لیتا ہے وہ پردا باہر کی ہوا لگنے پر علیحدہ ہوتا
ہے اور پیدا ہوئے سنتان کے مسام تھا آنکھ وغیرہ اندریاں کھلتی
ہیں۔ دھرم پال کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ جیسا مہیدھر نے اس منتر کا ترجمہ
کیا ویسا ہی سوامی جی نے بھی دوسرے منتر میں کیا ہے۔ سوامی جی
نے خلاصہ مطلب دوسرے منتر کا اس طرح دیا ہے۔

پرانی جو کچھ کھاتا پیتا ہے پرمیشر سے ویریہ ہو کر شریر کا کارن
ہوتا ہے پرش کا لنگ اندریہ استری کے سنیوگ سے ویریہ چھوڑتا اور اس
سے الگ موتر کو چھوڑتا ہے اس سے جانا جاتا ہے کہ شریر میں موتر کے استھان
سے جدا استھان میں ویریہ رہتا ہے وہ ویریہ جس کارن سب انگوں سے

پیدا ہوتا ہے اس سے سب انگوں کی آکرتی اس میں رہتی ہے اسی سے جب
کے شریر سے ویریہ اتپن ہوتا ہے اسی کی آکرتی والا استان ہوتا ہے۔
اب ناظرین غور فرمالیں کہ کہاں تو انسانی جسم اور اس کی پیدائش
وغیرہ کا اصولی علم اور کہاں لعین کا قول دونوں کو ایک کہنا خبیث
باطن دہرم پال کا ہی کام ہے۔

(۸) (کفر توڑ صفحہ ۴۷)

यदस्या अंहुभेद्याः कृधु स्थूल मुपातसत्
मुष्काविदस्या एजतो गोशफे शकुलाविव ॥
२८ य० अ० २३ मं० २८॥

اس کا ترجمہ یجروید بھاشیہ میں سوامی جی نے یہ کیا ہے
جو راجہ جرم و خطا سے پاک رعیت کے تمام چھوٹے بڑے کاموں کو
ترقی بخشتا ہے یعنی خود ان پر نگرانی رکھتا ہے تو ان کے راج میں
جونک کی طرح نقصان کرنے والے چور یا سبھا (اراکین سبھا) اور
خود غرض لوگ مثل ماہی بے آب اس طرح ناچتے ہیں جس طرح گائے کے
کھر سے زمین میں گڑھا ہو کر پانی بھر جائے اور اس میں دو مچھلیاں
تڑپتی ہوں۔

دہرم پال دیانند کے ترجمہ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکا اس لئے
وہ مہیدہر کی پناہ لیتا ہے لیکن اس پر بھی اعتراض نہیں کرتا۔ صرف یہ
کہتا ہے کہ سوامی جی کا یہ دہرم ہے انہوں نے غلط کہنا ٹھیک نہیں۔
کیونکہ وہ خود بھی ایک اور منتر کے ایسے ہی معنی کرتے ہیں یہ بھی ایک
طرح کی شرارت ہے معترض اپنی لیاقت کے زور پر یا اصول کے سہارے
پر اعتراض کرسکتا ہے لیکن نہ اس کی لیاقت ہو نہ کسی دوسرے کی غلطی
کا یقین رکھتا ہو نہ درستی کا تو کیوں نہ وہ ویسا ہی بولے جیسا خود

مگر نہیں جاوے یا کسی بات کے ساتھ ٹکر مار اپنی شرارت کا خاتمہ کرے
دہرم پال دعویٰ تو کوئی نہیں کرتا کہ فلاں کے معنے سچے ہیں یا فلاں کے
جھوٹے۔ جو دکوئی علیحدہ ارتھ بتاتا نہیں۔ تب مسلمانوں کو اس سے
پوچھنا چاہیئے کہ تیری فضول بکواس کا مطلب کیا ہے

(۹) ترک کفر توڑ صفحہ ۷۲ دہرم پال یہ منتر اردو میں لکھتا ہے۔

सुख॰ सदस्य शिर इति सेतेन जिह्वा पवित्रम शि
वना सन्त्सार स्वती। चप्यन्न पायुर्भिषगस्य वालो
वस्तिर्न शेपो हरसा तरस्वी ॥८८॥

اس منتر کا خلاصہ مطلب سوامی جی یہ لکھتے ہیں۔
استری پرش گربھادھان کے وقت آپس میں مل کر پریم سے پورت ہو کر
مکھ کے ساتھ مکھ۔ آنکھ کے ساتھ آنکھ۔ من کے ساتھ من شریر کے
ساتھ شریر کا انوسندھان کر کے گربھ کا دھارن کریں جس سے بدصورت
یا ناقص العضو سنتان نہ ہو۔ یجر ۱۹۔ ۸۸۔

منو آدی دہرم شاستروں میں مت ہے کہ گربھادھان سنسکار ہے اس کی
پوری اس منتر میں ہے۔ دہرم پال سے پوچھئے اس میں تم کو کیا اعتراض ہے۔ اور اگر
ان معنوں سے سید پوپ کا یہ منتر کا ترجمہ کسی حد تک غلط ہے تو اس میں
تمہاری برائی یا وید کی کیا ہانی ہوئی۔ اور کیوں تم نے فضول طور پر
اس کو لکھا۔

(۱۰) دکفر توڑ صفحہ ۷۴ پر دہرم پال ایک منتر پیش کرتا ہے۔

प्राणाय मे पाह्यपानाय मे पाहि व्यानाय मे पाहि च
क्षुर्म उर्व्या वि भाहि श्रोत्रं मे श्लोकय अपः पिन्वौ
षधीर्जिन्व द्विपादव चतुष्पात्पाहि दिवो वृष्टिमेरय
॥८॥

اس کا ترجمہ مہرشی دیانند یوں کرتے ہیں۔

ہے پتی وہ ہے استری تو سب پرکار کی اتم کریا سے میرے پران کی رکشا کر۔ میرے اپان کی رکشا کر میرے ویان کی رکشا کر میرے نیتروں کو پرکاشت کر میرے کانوں کو شاستروں کے شروَن سے سنیکت کر۔ پرانوں کو لیشٹ کر۔ سوم لتا وغیرہ آدی اوشدھیوں کو پراپت ہو منش وغیرہ دو پایوں کی رکشا کر چارپاؤں والے گؤ وغیرہ کی رکشا اور جیسے سورج اپنے پرکاش سے ورشا کرتا ہے۔ ویسے گھر کے کاریوں کو اچھے پرکار پراپت کر۔

(خلاصہ مطلب) استری پرشوں کو چاہیئے کہ سویمبر وواہ کر کے اتی پریم کے ساتھ آپس میں پران کے سمان پریا جن شاستروں کا سننا اوشدھی آدی کا سیون اور یگیہ کے انوشٹھان سے ورشا کریں۔

ہم دھرم پال یا اور مسلمانوں کو پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں اس منتر پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اس میں کون سی ایسی بات ہے جس کے سبب سے اس کا ترجمہ فارسی میں کیا گیا ہے۔ فحش فحش باتیں تو اردو میں لکھدیں اور ان پاکیزہ مطالب سے بھرپور منتروں کو فارسی میں لکھنے لگے یہ اشارہ دیتے ہوئے کہ ویدک مذاق اردو میں لکھنے سے بگڑتا ہے مگر ناظرین غور کریں ایک ہی منتر میں قابل اعتراض بات نہیں البتہ دھرم پال کا کچین ہر جگہ ظاہر ہو رہا ہے دیکھیئے۔ عورتوں اور مردوں کا فرض ہے کہ آپس میں پیار و بیوہار کریں اور تمام طرح کا خانگی انتظام اس طرح کریں کہ ان کے جسم کے اندر کی سب طرح کی ہوائیں ان کے لئے سکھ کاری ہوں اور ایسے ہی باہر کی اندریاں یعنی آنکھ ناک وغیرہ محفوظ ہوں۔ آنکھ سے ایشور کی عجائبات کو اس عالم میں دیکھکر انسان ہر طرح سے نیک سبق سیکھے کانوں سے شاستر آدی کی کتھا سنے گندے گیت نہ سنے اسی طرح جسم کی حفاظت اور طاقت کے لئے اور سب طرح کے سکھوں وغیرہ کے لئے وہ اوشدھی اور یگیہ

مگر کا انوشٹھان کریں یہ وہ اصول تعلیم ہے کہ اس کا نظیر کہیں مل نہیں سکتا۔
لیکن دھرم پال لکھتا ہے "اس سے مرد کی پوزیشن نہایت نازک ہو جاتی
ہے اس لئے کہ اگر وہ عورت کی درخواست کو نامنظور کرتا ہے تو عورت
کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہے اور اگر وہ اس کو منظور کرتا ہے تو وہ
حیران ہوتا ہے کہ باد مخالف کی حفاظت کے لئے کیا طریقہ اختیار کرے۔
عورت کو بھی یہ مشکل پیش آسکتی ہے کہ اگر مرد باہر کی کھیتی کیاری کے کام
پر گیا ہو یا دوکان پر بیٹھا ہو یا دفتر میں کام کر رہا ہو اور ادھر باد مخالف
نے عورت کو مجبور کر رکھا ہو تو کیا عورت اپنے خاوند کے پاس بھاگی
جاوے یا اس کو ٹیلیفون دے یا کیا کرے۔"

ناظرین! یہ ہے سنسکاروں کی تہان۔ دھرم پال بی اے ہو گیا مگر اپان
والیو کا مطلب نہیں سمجھا۔ پران والیو نام ہے ناہی سے اوپر کی طرف نکلنے والی
والیو کا اور اپان نام ہے ناہی کے نیچے گدا کے رستے نکلنے والی ہوا کا اور یہ
تمام انسان عورت مرد بچہ بوڑھا کیا حیوانات کے اندر سے بھی نکلتی رہتی ہیں
دن میں ایک دو یا چار یا پانچ مرتبہ اپان والیو کا خارج ہونا معمولی بات ہے
بتائیے اگر عورت کے جسم سے اس راستے سے یہ بدبودار ہوا خارج ہو تو اس
میں مرد کو بلانے یا ٹیلیفون کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جلاہوں کی نسبت
لطیفے مشہور ہیں کہ وہ معمولی بات کو بڑا سمجھ کر کچھ کا کچھ اید رو کر بیٹھتے ہیں
اور لوگوں کی ہنسی کا مضمون بنتے ہیں وہی بات دھرم پال نے سچ کر دکھائی
اس سے پوچھو ارے تو نے سمجھا کیا۔ اپان والیو خارج ہوتی ہے تو کوئی پہاڑ
تو نہیں گرتا کہیں بجلی تو نہیں ٹوٹ پڑی۔ حقیقت یہ ہے کہ دھرم پال نے
گندہ اندری کا نام پڑھ لیا اور سمجھ لیا کہ شہوت رانی کی بات ہو گی۔ کیونکہ
اسکے ایسے ہی سنسکار ہیں فی الحقیقت عورت مرد کو جس طرح جسم کے اندرونی
اور بیرونی سدھار کا ہر طرح کا دیوہار ٹھیک رکھکر خیال کرنا و تندرست

اور مضبوط رہنا چاہیے اس کا ایڈیشن دیا گیا ہے۔

(۱) کفر توڑ صفحہ ۷۵ यथा ग्मस्यै ग्मस्या वा वाताया ३०

اس منتر کا حوالہ دیکر دہرم پال لکھتا ہے کہ مہیدہر کا ترجمہ اور اس کی مثال دونوں تجربات و مشاہدہ کو ساتھ لیے ہوئے ہیں مگر سوامی دیانند نے ان دونوں باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ شکر ہے۔ دہرم پال کو مہیدہر پنڈت کا تجربہ اور مشاہدہ تو پسند آیا اسی سے امید پڑتی ہے اب وہ ضرور دین اسلام میں وطی الفرس و وطی البہائم کی مریا دا جاری کریگا۔ کیونکہ ایک تجربہ کار گورو سے اُسے منتر ملا ہے جب پر اس کی بڑی شردہا ہے اب ناظرین ذرا مقابلہ کریں ایک ہی منتر کے دو ارتہوں کا جن میں سے ایک تو دہرم پال کے معزز گورو کی لیاقت کو دکہاتا ہے اور دوسرا مہرشی دیانند کی ناتجربہ کاری کو۔

(۱) دہرم پال کا پسندیدہ ارتہہ جسے وہ ہندی بازار میں درج نہیں کر سکا یہ ہے۔

مرد را باید کہ چون بیند۔ اسہ المرۃ ضیق۔ آن را بدست خود گرفتہ کشادہ مکیند خیال ان کہ کسان ہمف رابہ غلہ و علف بر کردہ بر باد می دہد تا آنکہ ہر دو جدا جدا می شوند۔

اس کے مقابلہ میں سوامی جی کا ترجمہ یہ ہے۔

اے انسان تو سلطنت کیلئے اقبال و حشمت کو ترقی دے جب سلطنت کی حفاظت سبہا کے ذریعے کی جاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جس طرح کوئی بہاری بوجہہ کو اٹہا کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑہ جاوے۔ شری رغب سلطنت ہے سبہا کے انتظام سے قلمرو میں شری کو عروج دیکر بے نظیر بنانا چاہیے اسی اصول پر عمل کرنیوالا انسان دنیا میں پر اقبال و حشمت سلطنت کو ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پہونچاتا ہے۔ شری سلطنت کا مرکز ہے اسنے

مگر ورئہ بالاشری کی کثرت عظیم الشان سلطنت کا نشان اور باعث استقامت ہے عمدہ سبھاؤن کے ذریعے سے سلطنت میں اعلیٰ درجہ کا سامان راحت پیدا کرتا ہے حفاظت سلطنت کو شیت کہتے ہیں بس عمدہ سبھاؤن کے ذریعے سے سلطنت کی حفاظت کرنی چاہیئے۔

دہرم پال کا پسندیدہ اتہہ عورت کے اندام نہانی کا نام لے کر فحش خیال پیش کرتا ہے اور غیر موزون مثال دیتا ہے

لیکن سوامی جی والا سچا ارتہہ جو تمام رموز سلطنت کو واضح کرکے فائدہ وبہبودی کا باعث ہوتا ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے بے شک دہرم پال کو عورتون کے متعلق فحش باتون کا ذکر کرنا ہی تجربہ اور مشاہدہ معلوم ہوتا ہے افسوس اہل شہوت کے تپلے پر جیسے سوائے گندگی کے کچھ سوجہتا ہی نہیں۔

۱۳ اکفرنوڑ ۲۵ ،

वाचन्ते शुन्धामि प्राणान्ते
शुन्धामि चक्षुस्ते शुन्धामि श्रोत्रन्ते शु
न्धामि नाभिन्ते शुन्धामि मेढ्रन्ते शुन्धामि
पायुन्ते शुन्धामि चरित्रांस्ते शुन्धामि

(ترجمہ) اے شاگرد میں طرح طرح کی شکہشا سے تیری بانی کو شدہ کرتا ہون تیرے نیتر کو شدہ کرتا ہون تیری نابہی کو پوتر کرتا ہون۔ تیری پیشاب والی اندری کو پوتر کرتا ہون تیرے مل تیاگ کرنیوالی اندری کو پوتر کرتا ہون۔ تیری پیشاب والی اندری کو پوتر کرتا ہون سارے دیو ہارون کو پوتر یعنی دہرم کے مطابق کرتا ہون۔

(خلاصہ مطلب) گورؤ گورپتنیون کو چاہیئے کہ وید اور اپ وید تہا وید کے انگ اور اپانگون کی شکہشا سے دیہہ۔ اندری۔ انتہ کرن اور من کی شدہی شریر کی پشٹی تہا پران کی سنتشٹی دیکر تمام کماروں اور کماریون کو اچہے اچہے گنون میں پرورت کرادیں۔

گورؤن کا جو فرض ہے کہ ہر طرح کی پاکیزگی کی شکھشا شاگردون کو دین
اس کا یہان عمدہ طور سے بیان ہے۔ لیکن دہرم پال کہتا ہے کہ اگر سوامی
دیانند کی طرح بڑی عمر کے شاگرد ور جانند جیسے گورو کے پاس ہون تو گورو
کی عورت تو ایک طرف گورو کے لئے ہی منتر کی تعمیل مشکل ہو جاوے۔ لیکن گرو
جہان بالکون کو شدہی کی تعلیم دیتا ہے وہان عورت کنیاؤن کو شکھشا
دیتی ہے گورو اور گورو پتنی کا لفظ سوامی جی پرکرن کے مطابق لگاتے ہیں یہ ہیں
دیا ہے کہ ایک دو بار تھی گگورو کی عورت ہی اسی دو یا تہی کو یہی تعلیم
دینے کی پابند ہے رہا بڑی عمر والون کو شدہی کی تعلیم دینا اس مین ہم
نہیں سمجھتے کیا نقص عائد ہوتا ہے بڑی عمر والون کو بھی گورو ہدایت دے
سکتا ہے کہ وہ ہر اندری کو پاک صاف رکھیں اور جسم کو۔ تاکہ کہیں روگ
ان پر سوار نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی انسان کتنا ہی بڑا ہو جاوے وہ اس
شکھشا کی بھاری ضرورت رکھتا ہے کہ کسی طرح آنکھ کان وغیرہ سے پاپ نہ
ہونے پاوے ویریہ کا بیجا استعمال نہ ہو وغیرہ لیکن دہرم پال کا ایسے منتر
کا فارسی میں ترجمہ کرکے لوگون کو اچھی شکھشا سے محروم رکھنا اور طرہ آ
بجائے تعریف کے وید پر دوش لگانا دونون امور قابل افسوس ہیں سچ ہے
کہ اچھی چیز بھی بد کے ہاتھ میں بری ہو جاتی ہے

(۱۷) دکفر تورڈ ۷۶

नाभिर्मे चित्तं विज्ञानं पायुर्मेऽपचिति
र्भसत्। आनन्दनन्दावाण्डौ मे भगः सौभाग्यं पसः।
जङ्घाभ्यां पद्भ्यां धर्मोऽस्मि विशि राजा प्रतिष्ठितः॥

ترجمہ اے انسانو! میرا چت۔ میری ناہی۔ میرا گیان۔ میرا لینڈریہ
میری پرجا جنک یونی۔ میرا انڈاکار ویریہ سینچنے والا۔ عضو سمبھوگ کے
سکھ سے آنند کارک میرا لیکو ریہ۔ لنگ اور ستر لوتر آدمی ہو دیں۔ ای پرکار
مین جنگھا اور پگون کے ساتھ پرجا پر تشٹھا کو پراپت پکھشات رست نیائے دہرم

مگر وہ سمان راجا ہوں جب سے تم لوگ میرے انوکول رہو۔

اس منتر میں راجہ کو بھی ہر لحاظ سے شدھ پوتر دھرماتما منصف مزاج ہونے کی ہدایت کی گئی ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ رعیت راجہ کے موافق تب ہی رہتی ہے جبکہ راجا خود جسم پاکیزگی کا نمونہ ہو شاہ جہان وغیرہ بادشاہوں نے اپنی اندریوں کو اور اپنے من کو ناپاکی کا مجسم نمونہ بنایا کوئی بیگم تخت پر بیٹھی یا بادشاہوں کی لڑکیوں کی سلطنت میں بڑائی ہوئی تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو جذبہ شہوت سے مغلوب کر کے سخت ناپاک کیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی رعایا کے لوگ ان کے انوکول نہ رہے دھرم پال مانتا ہے کہ یہ اعلان نہایت فصیح و بلیغ ہے لیکن شرارت سے یا اصل مطلب کو نہ سمجھ کر کہتا ہے کہ یہ اس منتر سے معلوم ہوا ہے کہ ویدوں کے زمانے میں راجاؤں کے جسم میں بھگ ہوا کرتی تھی یہ کہہ کر وہ پورانوں کی کتھا کو بیچ میں گھسیٹتا ہے۔ اندر نے گوتم کی بیوی اہلیہ سے زنا کیا تو رشی کی بددعا سے اندر کے جسم میں ہزار بھگ پیدا ہو گئی تھی۔

دھرم پال کہتا ہے۔ ممکن ہے پورانوں کے اندر کے جسم میں ہزار بھگ ہو گئی کہانی اسی منتر سے لی گئی ہو۔ مگر اس بات کا تاریخی ثبوت ملنا نہایت دشوار ہے کہ راجہ کی ہزار بھگ گھٹتے گھٹتے آخر کار کسی زمانہ میں صرف ایک بھگ رہ گئی اور آج کل وہ بھی کہیں روپوش ہو گئی۔

یہاں بھی اس کے اپنے گندے سنسکار بول رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ بھگ کا لفظ جو اس وید منتر میں آیا ہے اسکے معنے سوامی جی ایشوریہ کے کر رہے ہیں اور یوں بھگ کے ساتھ لوتی کا منتر میں ذکر موجود ہے راجا کا ہر دو اندریوں کو شدھ رکھنا فرض ہی ہے لیکن اگر یہ شک ہو کہ راجا میں اولاد پیدا کرنے کی اندری کا ذکر ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ کیونکہ عورت بھی راج گدی پر بیٹھ سکتی ہے اور یوں راجا اور رانی دونوں حکومت میں شریک ہیں

عورت مرد کی اردھنگی کہلاتی ہے پس جیسے وید یہ سینچنے والی اندری کو اچھی اور طاقتور اولاد پیدا کرنے کے لئے وید کے برہمچریہ آدمی نیموں کو اکھنڈ رکھتے ہوئے کام میں لانا اور پوتر رکھنا چاہیئے۔ ویسے ہی رانی کی جنن شکتی و سنتان پیدا کرنیوالا انگ وید وکت نیم الوسار پوتر رہنا چاہیئے افسوس سندکار روش سے ایک طرف تو گر بجویٹ ہوتا ہوا بھی دہرم پال معمولی امور کو سمجھ نہیں سکتا دوسری طرف اپنی جبلی عادت سے مجبور ہو کر شرارت سے ترک نہیں سکتا۔

گئوتم مراد ہے چاند سے اہلیہ رات سے۔ اندر سورج ہے استعارہ میں رات کو چاند کی بیوی کہا جاتا ہے اس اہلیہ کے ساتھ سورج کا میل ہوتا ہے اس وقت سورج کی بے شمار کرنوں کا ظہور ہوتا ہے۔ بتایا ہے کہ ہزار بھگ کے ستھان میں ہزار نیتر ہو گئے تھے۔ اس مطلب کو چھپا کر دہرم پال مہان تہان اپنے کچپن کا ثبوت دئے جاتا ہے اسے گند میں لتھڑا ہیپڑا رہنے کے بغیر چارا نہیں۔

(۱۴) گئو تورڑ صفحہ ۲۰۹ ۵ ۲۰ پر رگوید آدی بھاشیہ بھومکا سے دہرم پال رگوید منڈل ۱۰-۲۲-۶۱ منتر ۳۳ سے ۳۴ نقل کرتا ہے اور نیز بعض ۱۶ شیخیز رگوید ۳-۳۱-۱ کو نقل کرتا ہے ان منتروں میں عجیب تلازمات سے سورج شفق دن اور بادل وغیرہ کے متعلق علم دیا گیا ہے۔ دہرم پال ان پر صرف یہ اعتراض کرتا ہے کہ ان میں بیٹی اور باپ کے تعلقات کا قصہ موجود ہے تو برہما کے اپنی بیٹی سے زنا کرنے کا واقعہ کیوں مستند و غیر ہے اس کی اصلیت کو سمجھنے کے لئے منتروں کا ترجمہ دیکھا جاوے تو حسب ذیل تلازمات ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) سورج باپ ہے صبح کو جہاں پہلی کرن اس کی پڑتی ہے وہ جگہ ماں اور ان کے میل سے پیدا ہوئی شفق اس کی دختر ہے۔

(۲) سورج باپ۔ شفق ماں۔ سورج کی کرن نطفہ اور دن فرزند ہے۔

(۳) بادل باپ اور زمین جو جل سے بنتی ہو بمنزلہ دختر ہے۔

(۴) بادل باپ اور زمین بمنزلہ ماں۔ بارش بصورت نطفہ اور نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد ہیں۔

دھرم پال یا اور لوگ بعض اوقات غلطی سے اور بعض اوقات شرارت سے اعتراض کر دیتے ہیں کہ باپ اور بیٹی کا تعلق ان منتروں میں مذکور ہے۔ لیکن وہ ہر ایک تلازمہ کو جدا جدا دیکھیں گے تو اون کا اعتراض بالکل اڑ جائیگا ہاں اگر وہ ان کو خلط ملط کریں گے تو اعتراض پیدا ہو سکیگا یہ منتر کا دوش نہیں سمجھنے والوں کا قصور ہوگا ایک تلازمہ میں سورج اور شفق کو باپ اور بیٹی بتا کر واضح کیا گیا کہ روشنی سورج کے پہلے ظہور کا نام شفق ہے۔

دوسرے تلازمہ میں سوریہ اور شفق کے میل سے دن کے ظہور کا علم دیا گیا۔ جہاں جہاں پہلے کرن پڑتی ہے اوس کا نام شفق اور جہاں شفق پر اور کرنیں آتی جاتی ہیں وہاں دن آتا جاتا ہے اگر کوئی شخص شفق اور سورج کا بیٹی اور باپ کا تعلق مستقل ذہن نشین کر بیٹھے تو دشوار ہے کہ وہ کسی اور استعارہ میں شفق کو کام میں لا سکے لیکن اگر اس النکار کو چھوڑ کر دوسرے النکار میں دن کی پیدائش پر ہی غور کریں تو مفروضہ شفق اور سورج کو باپ اور ماں یا خاوند اور بیوی کہا جا سکتا ہے

اس کے علاوہ فارسی، دختر یا اردو کا بیٹی وید کے دُہتا شبد کا ٹھیک ترجمہ نہیں۔ وید کا لفظ یوگک ہے اور وہ جو بھی چیز دور کی پراپت ہونے لا یعنی کاری ہو اس کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ سورج اور شفق والی جگہ جو پہلے تاریک تھی سورج سے دور ہونے کے کارن اُسے پراپت ہونے پر دُہتا کہا سکتی ہے اسی طرح بادل سے زمین دور ہونے اور اس کو پراپت ہونے

پر وہ اس کی دوہتا کہلا سکتی ہے۔

یہ اعتراض اس لحاظ سے بھی بےبنیاد ہے کہ انسان انسان کی بیٹی سے شادی کرتا ہے حیوان کی بیٹی سے نہیں۔ مسلمان اگر مسلمان کی بیٹی سے شادی کرتا ہے بھنگی کی بیٹی سے نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اپنی بیٹی سے و واہ کرتا ہے یہ محض ادائے کلام کے طریقے ہیں پس بادل کا اپنی بیٹی سے یا سورج کا اپنی بیٹی سے تعلق کہنا بھی قابل اعتراض نہیں۔ استعارہ اگر جاندار حیوانات یا انسانوں کے متعلق ہوتا تو اعتراض کسی قدر وزندار ہو سکتا تھا لیکن موجودہ حالت میں جڑ چیزوں کی بابت بیان ہو رہا ہے تب اصل مطلب کو چھوڑ کر کل انسانی مجلسی تعلقات کو گھسیٹنا بےعقلی نہیں تو اور کیا ہے۔

دھرم پال مطالعہ کر چکا ہے کہ برہما کا اپنی بیٹی سے تعلق ہونا وغیرہ بھی سوامی جی اسی جگہ النکار رو واضح کر چکے ہیں جہاں سے ان منتروں کا بیان ہے۔

سورج اور شفق سے ہی برہما اور اون کی لڑکی مرادلی گئی ہے۔ پس دیدہ ودانستہ اصل بات کو نظر انداز کر کے خلاف منشا متکلم واصول دھرم کے مطلب نکالنا وہ شرارت ہے۔ جس کا بھانڈا پھوٹنے پر سوائے ذلت اور شرمندگی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا برہما کا بیان کرنے یا ان تذازبات کی آڑ لینے کی بجائے اگر دھرم پال کہدیتا کہ حضرت لوط کا اپنی بیٹیوں سے جماع کرنا واولاد کا پیدا کرنا یا حضرت محمد صاحب کا اپنے متبنے بیٹے کی عورت سے نکاح کرنا شاید اس منتر کی تعمیل کرنا ہو تو زیادہ موزون ہوتا کیونکہ حسب قول اس کے وہ واقعات بھی بالکل مستند ہیں۔

(۵) کنفر لوٹ صفحہ ۸۰ پر جس منتر کا ترجمہ دیا ہے وہ حسب ذیل ہے
اُدگنے رشتھہ پرتیا تنشو نیمتر ام - ادشتا تِنگ تھتے - یو نو اراتیم سمدھان
چکرے نیچا تم دھکشیت سم نہ شُشکم -

مگر

(ترجمہ) ہے تیج دہاری سبہاکے سوامی آپ راج دہرم کے بیچ اننی کو پراپت ہو جیئے دہرماتما پرشون کے لئے سکہون کا وستار کیجیئے ہے "ڈنڈ دینے والے راج پرش دہرم کے دویشی شتروون کو نرنتر جلائیے ہے سمیک تیج دہاری جن جو ہمارے شترو کو اُتساہی کرتا ہے اُسکو نیچ دشا میں کر کے سوکہے کاشٹ کے سمان جلائیے۔ دہرم پال کہتا ہے۔ دہرم کے مخالفون کو زندہ آگ میں جلانا وید کی تعلیم ہے جسپر قرآن کے ذکر میں سوامی جی نے اعتراض کیا ہے۔ لیکن قرآن میں مسلمانی مذہب کے مخالفون کو قتل کرنا لکہا ہے۔ یہان دہرم کے مخالفون کا ناش لکہا ہے جو کل نوع انسان کا ہے اس کے علاوہ راجہ کا دہرم کے مخالفون کو جسمانی سزا دینا فرض ہے لیکن واعظین کا فرض نیک وعظ سے سدہار کرنا ہے۔ قرآن میں یہ تمیز بہی نہیں۔

(۱۶) اسی طرح دہرم پال نے اور بہت سے منترون کے ارتہون میں سے ایسے لفظ دکہانے کی کوشش کی ہے۔ جن کی بنا پر سوامی جی نے اعتراض کیا ہے۔ لیکن قرآن کی تعلیم میں تمام جگہ رسول اور اس کے ساتہی معہ اس کے خدا کے لوٹ مار اور عداوت کرتے دکہائی دیتے ہیں اور وہ بہی ایک خاص مذہب کی عداوت کے سبب۔ لیکن وید منترون میں جہان بہتان راجہ کو نیک اور دہرماتماؤن کے دشمنون یا نیک کامون میں خلل انداز ہونے والے لوگون کی تاڑنا کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر راجہ کسی عداوت سے یا ذاتی رنجش سے کسی نیک آدمی کو دکہہ دیتا ہے یا بد کو بہی تو وہ راجہ ہونے کے قابل نہیں سمجہا جاتا یہ خیال کہ جو ہم سے دشمنی کرتا ہے یا جس کی ہم مخالفت کرتے ہیں وہ نیچا دیکہے یا دکہہ پاوے یا وہ درندے جانورون کے آگے پہینکا جاوے محض حقیقی دشمنان خلق خدا سے ہی اطلاق پاتا ہے۔ کوڑے لگیں۔ قید ہون۔ جلائے جائیں پہانسی پائیں یہ اپنے اپنے قصور کے مطابق

مختلف سزائیں راجہ دے سکتا ہے پر کسی مذہب کی مخالفت یا کسی عداوت سے نہیں بلکہ انصاف سے اور یہ بھی مسلّمہ امر ہے کہ ویدک پرارتھنا کا اُدیش ہی نیک اور دھرماتما آدمی کو ہے۔ اس عام ریویو کے ساتھ ایک دو منتر خصوصیت سے پیش کرنے بھی لازمی ہیں تاکہ واضح ہو جاوے کہ دھرم پال نے کھینچا تانی سے کوشش کی ہے کہ قرآن تو بدنام ہوا ہی ہے وید کو بھی بدنام کروں لیکن ایسا کرنا اس کی طاقت سے باہر ہے مثال کے طور پر یجروید ادھیائے ۱۷ کا منتر ۲۱ دیکھیے

یہ اگرد رسیہ وسرا ورپسٹدا والے پرتھوی جیہ ونم۔ یا ہیر بشچندر مسی سودھی بھتنا

تسیہ اسو اُندشیہ بجنتے۔ پہ دکھش نیر اسا دید و شستو بدھو سی ا

اترجمہ اے مہاشے مہاگن دان جگدیشور آپ نے جس ان آدی پدارتھوں سے سنگت اور پرانیوں کو جیو دینے والے پدارتھ تتھا بہت سی پرجا یکت پرتھوی کو اوپر اٹھا کر چندر لوک کے نزدیک ستاپن کی ہے اس کارن اس پرتھوی کو دھیر بدھی والے پرش پراپت ہو کر آپ کے انوکول چل کر بجیہ کا انوشٹھان نیتہ کرتے ہیں جیسے آنند میں ورتمان ہو کر بدھیمان پرش جس جیو ون کی تھکا رک پرتھوی کے آشرت ہو کر سینا اور شستروں کے کرم سے لے کر جو کہ یدہ کرنے والے پرشوں کے پربھاو دکھانے یوگیہ اور شسترودن کے انگ و دیرن کرنے والے سنگرام کے بیچ میں شستروں کو جیت کر راجیہ کو پراپت رہتے ہیں۔ تتھا جیسے اس اُکت پرکار سے دھیر ہوئے جن کریاؤں سے اچھی پرکار پدارتھوں کو سینچ کے ان کو سمپان کرتے ہیں ویسے ہی دھیان اوستھا کی اچھا کرنے والے پرش تو بھی اس کو پراپت ایشور کا جو جن تتھا پدارتھ کو سدھی کرنے والی اُتم اُتم کریاؤں کا سمپان کر جیسے شسترون کا ناش ہو ایسے کاموں کو کر کے نیتہ آنند میں ورتمان رہ

اس منتر میں کیا کیا عجیب و غریب علمی اصول بتائے گئے ہیں

مگر باتو خاص عالم لوگ ہی غور و فکر کرکے سمجھ سکتے ہیں سب سے پہلے پرماتما کی عظمت کا سکہ دل پر بٹھایا گیا ہے اور اس کی صنعت کاملہ و حکمت بالغہ کا نقش اہل بصیرت کے آگے کھینچا گیا ہے یہ زمین اوپر اٹھائی ہوئی ہے یعنی انتر کشش میں یہ قائم ہے۔ اتی پرجا اتنے ان اناج اور ایشور یہ کے ساتھ یہ پرتھوی اوپر اٹھی ہوئی ہے جیسے ہمارے دائیں بائیں اور اوپر کی سمت کو کرہ ہوا اور انتر کشش ہے اسی زمین کے نیچے بھی جل آدی کے بعد کرہ ہوا ہے اور خلا ہے زمین خلا میں کشش سے قائم ہے۔ چندر لوک اس کے نزدیک ہے۔ تارا گن بھی بے شمار اس ایشور نے قائم کر رکھے ہیں اور سوریہ لوک کی کشش سے یہ بڑے بڑے لوک ان اناج دولت سامان اور بڑی آبادی کے ساتھ انتر کشش میں لٹک رہے ہیں یہ دیکھ سرشٹی کو اس پرماتما کے سامنے جھکنا چاہیئے اسی کی اپاسنا کرنی چاہیئے۔ بڈھی مان اور دھیر پرش اس استھا کو دیکھکر حکیت رہتے اور اپنے جیون کو یگیہ سے بنا دیتے ہیں ان ایشور بھگتوں رشیوں یا برہمنوں کے علاوہ کھشتری لوگ ہیں جو اپنی فوج اور ہتھیار کی طاقت سے اس یگیہ مئے سرشٹی کو اپدرا اور کلنکت کرنے والے دھرم کے دشمنوں یا چور اور زانی وغیرہ کو جو) کو کرتے اور امن اور سکھ پھیلاتے ہوئے راجیہ کرتے ہیں اسی طرح یہ ہدایت دی گئی ہے کہ انسان ہمیشہ دیکھے کہ اس سے پہلے کے بزرگ اور لایق لوگوں نے کس طریق سے اشیائے عالم کو اپنے لئے راحت کا موجب بنایا ہے اسی طرح وہ بھی ایشور کی پوجا اور اس کی آگیا ؤں کے مطابق اشیائے عالم کا استعمال کرکے نیک کاموں کو کرے سکھ پراپتی میں بگھن ڈالنے والے جو شترو ہیں جس طرح ان کا ناش ہو ویسے کاموں کو کرکے ہمیشہ آنند میں قائم رہے مطلب صاف ہے کہ اس دنیا کو انسانوں کے لئے راحت بخش اور مفید بنانے میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرکے بے روک ٹوک آنند اور سکھ کو حاصل کرے۔

راجا درندے حیوانوں اور چور ڈاکو قاتل زانی وغیرہ کو رعیت کے امن
سکھ میں روک جان کر ان کو سزا سے قابو کرتا ہے عالم آدمی لوگوں
کو سچا وعظ سنا کر ان کو برائی سے بچنے اور بھلائی کو حاصل کرنے کی رُچی
دلاتے ہیں نیک چلن عالم لوگ کام کرودھ وغیرہ دشمنوں کو قابو کر کے
اور غالب الحواس ہو کر تمام کمزوریوں بیماریوں اور تفکرات سے بچتے
ہیں ہیں وید سب کو اپدیش دیتا ہے کہ اپنی اپنی قابلیت اور اپنے اپنے
فرض و دھرم کے مطابق بُرے خیالات بُرے افعال مغلوب الحواسی اور
چور ڈاکو وغیرہ کا قلع قمع کریں۔ دھرم پال نے اس سارے منتر کو نظر انداز
کر کے صرف آخری فقرہ لے لیا ہے اور اس میں بھی شرارت و بدنیتی
سے لفظوں کو بدل جاتا ہے وہ لکھتا ہے۔

اے انسان ...... جس طرح بھی دشمنوں کو ہلاک کیا جا سکے
اسی قسم کے کاموں کو کر کے سدا ہی راحت سے زندگی بسر کرنا۔

ان الفاظ کا مطلب یہ بتاتا ہے کہ اپنے مخالفوں کو ہلاک کرنے
میں جائز و ناجائز وسائل کی پرواہ نہ کر کے ناپاک سے ناپاک اور شرمناک
سے شرمناک کام بھی کرنا پڑے تو بھی کر ڈالو۔

ترجمہ وید منتر میں بھی کا لفظ کہیں نہیں نہ اس کا لفظ ہے ہم نے جو اوپر
ترجمہ دیا ہے اسکے آخری لفظوں کا دھرم پال سے مقابلہ کیجئے تو معلوم
ہو جائیگا کہ دھرم پال کی جعلسازی اس کی مکاری اس کی شرارت
اس کی چالاکی اس کی خباثت اس کی رذالت کی کوئی انتہا نہیں
وید تو مقدم طور پر وعظ حق اور حواس پر قابو پانے سے راحت اور آنند
کے حصول میں آنے والی سب رکاوٹوں کے تدارک کا راستہ بتاتا ہے یا جیہ
کوتیاے کے انوکول بدوں کے سدھار کی شکشا دیتا ہے لیکن دھرم پال کہتا
ہے کہ وید دھرم اور فرض کو چھوڑ کر ناپاک ترین اور نہایت شرمناک کاموں کے کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے

چھٹا باب اصل سوال

پہلی فصل۔ بزرگوں کا پیغام

دہرم پال نے تو سوانگ بھرا برخورداری کا لیکن اس کے آبا و اجداد یا مرحوم بزرگوں کی ہڈیاں اسلامی گورستان میں سے زبان حال سے پکار پکار کر شاکی ہیں کہ ایسے برخوردار سے خدا کی پناہ۔ ہمارا دھرم تو ہم سے چھوٹا ہی تھا۔ لیکن اس کمبخت نے ہمارا رہا سہا نام بھی ڈبو دیا جو ستم ہم پر روا رکھے گئے جو جو ظلم و ستم ہم پر ڈھائے گئے وہ تو ہم نے سہار لئے۔ ہم بے بس تھے۔ لیکن یہ الزام ہم سے سہارا نہیں جاتا۔ کہ ہم نے اپنی خوشی سے ویدک دہرم کو چھوڑا۔ آہ! اگر قرآنی قیامت صحیح ہو تو خدا کرے وہ جلد سے جلد آوے۔ کل آئی آج اور آج آئی ابھی تاکہ ہمیں قبروں سے زندہ اٹھایا جاوے اور خدا کے سامنے پیش کیا جاوے۔ تو ہم سب سے پہلے عدل و انصاف کی دہائی دیتے ہوئے ان الفاظ کے کہنے والے کو جہنم واصل کرائیں جو یہ کہتا ہے کہ ہم نے خود ویدک دہرم کو چھوڑا۔ ظالم مسلمانوں نے متعصبوں نے ہم کو آریہ کی بجائے ہندو نام سے پکارا۔ لیکن ہم نے اس پر اتنا دھیان نہیں دیا۔ جتنی ماش پر سفیدی۔ ہمیں یقین تھا نام اور کام سے بڑھ کر کام پیارا ہے۔ ہماری آرزو یہی رہی کہ ہم کو وید کے مطابق علم اور عمل کر کے جنم سپھل کرنے کا موقعہ ملے تو ملتا رہے۔ منشا کچھ نہیں ہمیں برا کہا جاوے یا بھلا۔ آہ! ہماری آرزو بر نہ آئی۔ صیادوں نے ہمیں اس پر قفس کیا ہم سے آزادی اور ترقی کا موقعہ و سامان سب چھین لیا۔ پھر بھی ہم نے اپنے دل کو ڈھارس دیا کہ کسی کا کیا دوش۔ شامت اعمال یا صورت نادر گرفت اپنے برے افعال کا پھل بھوگ۔ پھر ایشور کی کرپا سے کبھی تو اپنے

ویدک دھرم سے ہم آغوش ہو لن گئے۔ لیکن ہمارا سب صبر و شکیب دور ہو رہا ہے
اس شریر عبد الغفور کے یہ الفاظ سنکر کہ ہم نے بقائمی ہوش و حواس دین اسلام
کو ویدک دھرم پر ترجیح دی۔ آہ! ہمیں یہ خبر نہ تھی۔ کہ ہماری کل میں کبھی
کوئی ایسا برخوردار بھی پیدا ہوگا جو ہم پر یہ اتہام لگائیگا کہ ہم نے ویدک
دھرم کو دوش دیا یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ ہم ہوش و حواس تو کیا کبھی خواب میں
بھی اس سچے ایشوری دھرم کے متعلق ایسا وچار کرنے کی گستاخی کر سکتے۔

ہمارے عزیزو۔ ہاں ہمارے ہندوستانی مسلمان عزیزو! کاشکہ
آزادی اور تمیز حق و باطل کا موقعہ جو تم کو مل رہا ہے ہمیں ملتا تو ہم زمانے کو
دکھا دیتے کہ ویدک دھرم سے ہمارا کتنا پریم ہے۔ ہم تمہاری رائے پر کوئی دباؤ
نہیں ڈالتے اگر تم بے تعصب ہو کر اس خدائے پاک کی حقیقی تعلیم کی کھوج کروگے
تو ہماری پوزیشن تم کو خود بخود معلوم ہو جاویگی لیکن اتنا ہم زور سے کہیں گے کہ اس
سے بڑھکر ہمیں تمہارے متعلق کوئی بات دکھ نہیں دیسکی کہ تم عبد الغفور یا دھرمپال
جیسے بدچلن دل آزار اور ستم شعار آدمی کی ایسی کسی بھی حرکت سے تائید کرتے ہوئے
دکھائی دو۔

ہمارے پیارے پتّرو۔ دھرمپال تمہیں بتاتا ہے کہ ہم نے ہندو کے معنی چور ڈاکو رہزن
قزاق، شریر، منحوس، بدکردار، غلام سیاہ فام اور حرام زادہ جانکر سچے دھرم سے
دستبرداری کی مگر تم اس سے پوچھو وہ اپنے اس دعویٰ کے متعلق ہماری کوئی تحریر
بتائے یا کسی اور معتبر تاریخ سے یا تحریر سے اس کی تصدیق کرائے اور نہیں تو یہ بتائے۔
کہ جیسے آج آریہ لوگ بھری سبھاؤں میں شاستر ارتھ اور مباحثے کرکے مذاہب
کے راز عوام پر واضح کر رہے ہیں مسلمانوں نے کوئی سبھا لگا کر سی ہمارے مقابلہ پر
ہماری غلطی کو ثابت کیا ہو یا کہیں تحریر میں ہی یہ امر ہم پر واضح کیا ہو یا رع
سچ سچ کوئی لیکھ یا ودیشی ہندو یا اسلامی معتبر یا غیر معتبر تحریر کی ثبوت
دھرمپال کے پاس نہیں اگر ہوتا تو وہ پیش کرتا۔ تم کہوگے اس نے کلیات

مگر یہ مسافر سے ثابت کیا ہے لیکن ہمارے بھولے بھیرو! یہ تو سمجھو ہمارے وقت میں
کلیات مسافر کہاں تھی اور ۲۵ سال کی تصنیفات کا ہزار ڈیڑھ ہزار سال پہلے
کے اس زمانے سے کیا تعلق جس میں ہمارا نصیبہ پھوٹا۔ کلیات تو کہاں وہ منتخب اللغات
وہ غیاث اللغات وہ۔ ہاں وہ لطائف اللغات و مثالب و کشف بھی تو شایع
نہیں ہوئی تھیں جن کا پنڈت لیکھرام جی نے حوالہ دیا اگر کوئی ان میں سے حوالہ قلم
بھی ہو چکی ہو تو بھی ہم دہائی دیتے ہیں کہ ہم نے نہ کوئی لغت دیکھی نہ سنی نہ ہمیں نام
سے چڑ کر مخالفوں سے ناراض ہونے و بدلہ لینے کا خیال آیا نہ شدھ و لفظوں کے سبب
ہم دھرم سے بے مکھ ہوئے پہلا نام تو رکھا ہمارا غیروں نے برا اور ہم
نفرت کریں اپنے وید دھرم سے ایسی بیوقوفی ایسی کوتہ اندیشی اپنے دھرم سے بیوفائی
وغیرہ کا الزام اپنے بزرگوں پر دھرم پال جیسے نالائق ناہنجار کے سوا کوئی لگا سکتا
ہے ایسا ہی اس کا یہ کہنا بھی تلوار سے بڑھ کر ہمیں زخمی کرتا ہے کہ مسلم الفاظ کے
اچھے معنی دیکھ کر ہم دین اسلام سے ہم آغوش ہوئے عزیزو تم کو خدا نے عقل دی
ہے تم سوچو تو سہی کہ کیا ہم ایسے احمق ہیں کہ ہم اپنے برے نام رکھے جانے کی
تو پروا نہ کریں اور دوسروں کے اچھے ناموں پر متوجہ ہوں کیا ہم ایسے جلد
باز اور ناعاقبت اندیش تھے کہ اسلام کے ناموں کی جانچ کئے بغیر یا ان کے بیدردی
اور ظلم بھرے سلوک کو پاتے ہوئے دین اسلام سے پیار کریں اس لئے کہ مسلم لفظ
کے اچھے معنے ہیں۔ پیارو۔ یاد رکھو مت

نام نیک رفتگان ضایع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار

کیا تم دھرم پال کی شرارت سے متاثر ہو کر ہمیں یہ بدنامی اور یہ ذلت دکھاؤگے
کہ ہم ایسے خود فراموش اور ایسے مورکھ تھے کہ ہمیں اپنے گھر کا کچھ پتہ نہیں تھا
ہمارے ویدوں میں اور ہمارے شاستروں میں آریہ ورت اور آریہ کے نام موجود
ہوں۔ سنکلپ میں ہم روز ہی نام سنتے ہیں اور سناتن اور اس کے معنی مسلم لفظ
سے کئی گنا زیادہ۔ خوبیوں کو لئے ہوئے ہوں پھر بھی ہم پیارے لفظ آریہ کو چھوڑ

کر مسلم ہوتے بے شک آریہ لفظ کا بہاؤ کئی انشوں میں مسلم لفظ میں موجود ہے لیکن میں ہم نے عملی طور پر وہ بہاؤ نہ دیکھکر ان کو مسلم نہیں کہا بلکہ ملیکش آدمی نام سے اون کو پکارا ہے پس حقیقت کو جانتے ہوئے جن لوگوں کو ہم مسلم نام کا ادھکاری نہیں جانتے تھے ان کے ساتھ ہم خوشی سے کیسے مل سکتے تھے۔

پیارے بیٹو! اس صورت انسان سیرت شیطان نے ہمارے متعلق جو طوفان بے تمیزی برپا کیا ہے اپنے دھرم اور اپنے بزرگوں سے ہمارے جو خیالات منسوب کئے ہیں یقین جانو یہ اسکے اپنے دماغی اختراع ہیں کہیں وہ کہتا ہے ہم نے ستیہ دھرم کی ننگی تصویر دیکھکر اس سے نفرت کی کہیں وہ کہتا ہے ہمارے بھائی ہند شرابی اور کبابی اور زانی تھے وہ بہو بیٹی تک سے بیبھچار کرتے اور وام مارگ کے پیرو کار تھے گو ودھوان سے عورتوں کی صحبت کراتے تھے کہیں کہتا ہے پوتر ویدوں کے ارتھ ہم نے گندی تعلیم بتائی اور اس سے اب تو سمجھی کہ ہم کون کون تھے کیا کام کرتے تھے ہم کیا علم جانتے تھے ہمارے وقت میں وام مارگ تھا بھی کہ نہیں ہم نے کہیں بانی یا پجاری یا اشارہ بھی دیا کہ ویدوں یا ہمارے رشیوں منیوں میں خرابیاں تھیں کہیں کسی اور مورخ نے بھی یہ کہا ہو تو وہ بتائے کہ ہندوؤں کا مت وام مارگ تھا وہ یہ ہی بتائے کہ۔

محمد قاسم، سبکتگین، محمود، شہاب الدین غوری، نادر شاہ، احمد شاہ، یا تیمور کے ساتھ کون کون شیدائیان توحید و رسالت۔ غازیان اسلام و فدائیان خیر الانام یہاں آئے تھے اور انہوں نے ہمارے دھرم کی کون کون سی پستک سے تحقیقات کرکے ہم کو کیا کیا دوش سمجھائے جب سے ہم نے اپنا دھرم چھوڑا اور کون کون سے گن ہم کو اسلام کے بتائے جس پر ہم نے اسلام کو قبول کیا۔ مولوی عبد الغفور سے کہو تو سہی کہ وہ کوئی ثبوت دے کہ ان واعظان اسلام کو وام مارگ کا نام بھی معلوم تھا۔ پیارو سچ جانو وام مارگ کا حال ہم نے سنا تک نہیں ہمارا دھرم ہے وید اس میں مکمل اور صحیح گیان کا خزانہ موجود ہے۔ وام

مگر ...ف یا کسی خرابی کا ہمارے دھرم سے کیا تعلق۔ اگر وید کو دھرم سے بے تکیہ ہو کر خاص
...کے لوگوں نے مخالفین وید کی بد چلنی میں حصہ لیا بھی تو وہ تمہاری آج کل کی
تحقیقاتوں کے مطابق ہم سے بہت پہلے کا زمانہ ہے بھارت ورش روپی کھیتر میں
دام مارگ کا چلن ہمارے سے ہزار ڈیڑھ ہزار سال پہلے ختم ہو چکا تھا۔ بدھ دھرم
مارگ کا صفایا کر چکا تھا۔ شنکر آچاریہ جی اس کے پیچھے ناستکتا کا دور دورہ بھی
مٹا چکے۔ بس کہاں دام مارگ کا زمانہ اور کہاں ہماری ویدک دھرم سے
جدائی۔ دھرم پال کا ایک ایک لفظ تیر کی طرح ہمارے دلوں کو بیندھتا ہے وہ
ہمیں دانا۔ منتقی حق پسند اور غیور بتا کر پیارے ستیہ تمہیں لوٹ رہا ہے اور
عملاً ہمیں بیوقوف۔ بد چلن باطل پرست اور بے غیرت بنا رہا ہے ویدک دھرم کا
چھوڑنا جس میں برہمچریہ کی تعلیم ہے غالب الحجہ۔ اس ہونا جس کی خاص ہدایت ہے نیک
چلنی۔ سچائی وغیرہ کو جس میں تمام باتوں سے مقدم مانا جاتا ہے اُسے اس کے قول کے
مطابق ہم نے خوشی سے چھوڑا تو بتاؤ ہم بیوقوف ٹھہرے یا دانا۔ دام مارگیوں کی
باتیں ہمارے خاندانوں اور ہمارے بھائی بہنوں سے منسوب کر کے وہ ہمیں
ساری دنیا کے سامنے ذلیل و رسوا کر رہا ہے اور دوسری طرف ہم پر مسلمانی مذہب
قبول کرنیکا بہتان باندھتا ہے جس اسلام کے برگزیدہ نبی لوط نے شراب پیا
اور اپنی دونوں بیٹیوں سے صحبت کی اور ان سے اولاد پیدا کی وہ واقعہ جسپر
دھرم پال خود عجیب و غریب حاشیئے چڑھا چکا ہے وہ اسلام جس کے سب سے پہلے
معزز اور محترم حضرت آدمؑ کے بیٹے قائین و ہابیل دو لڑکوں میں سے ایک نے
اپنی بہن سے وواہ کیا اور دوسرے نے اپنے بھائی کو مار کر اپنی بہن کو بیوی بنایا
وہ اسلام جس کے برگزیدہ حضرت ابراہیم نے اپنی عورت کو اپنی بہن بتا کر اپنی بچاؤ
کے لئے فرعون کے حوالے کیا اور بے غیرتی کی بے نظیر مثال قائم کی وہ اسلام
جس کے بانی کی بابت دھرم پال بار بار زوردار الفاظ میں لکھ چکا ہے کہ اس
نے اپنی مثال سے دنیا کو تنزل کی طرف دھکیلا۔ اپنے متبنّے بیٹے کی عورت سے

زلیخا سے ہوا اور بغیر نکاح کے بھی اس سے اولاد پیدا کی کرم بستری کو گویا مجرم ہوا۔ جب اسلام میں متعہ
گندی اور اخلاق و نیک چلنی کو تباہ کرنیوالی رسم جو اوس کے بانی نے جاری کی جس
کے مطابق اس مذہب کے بہت سے لوگوں نے جن میں کئی برگزیدہ حضرات تھے عملاً
شہوت پرستی کا خوفناک نظارہ دکھایا کیا ہم ایسے بیوقوف ایسے بے غیرت ایسے
کوتاہ اندیش اور ایسے بدچلن تھے کہ ہم پوتر ویدک دہرم کو چھوڑ کر اس مذہب میں جاتے
جسکی تصویر کو وہ خود نہایت تاریک اور ڈراونی بتاتا ہے۔ ہم کو سمجھ نہیں آتی یہ
نٹ کھٹ جاننا ہے کہتا کیا ہے اور کرتا کیا ہے اگر وہ سمجھتا ہے کہ ہم فی الحقیقت
ایسے غیور تھے کہ وام مارگ یا دیگر برائیوں کو ہم برداشت نہیں کر سکتے تھے تو وہ
یہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے کہ ہم نے اس سے زیادہ خطرناک مذہب کو خوشی سے قبول کیا
ہم.. زیادہ کیا کہیں ہر ہندو۔ ہم ویدک دہرم کے شیدائی تھے ہم اسی کے فدائی بنا رہنا چاہتے تھے یہ ہی ہماری دانائی پرہیزگاری اور غیرت کا تقاضا تھا اسی بہاؤ سے
ہمارے بزرگوں نے وام مارگ وغیرہ کو پورے بل سے کچل دیا تھا لیکن افسوس
ہمارے مقدر نے یاوری نہ کی اور ہم اپنی خواہش کے خلاف وہ کچھ بنے جو اپنے
دشمن کا بننا بھی ہم گوارا نہیں کرتے تھے دہرم پال نے یقیناً ہم پر سخت سے سخت الزام
لگائے ہیں لیکن ہماری خداوند کریم سے یہی دعا ہے کہ تم شیطان کی بہکاوٹ
سے نکلکر پھر الیشوری دہرم میں آسکو اور اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر سکو جس سے
تم.. محض... ہم بدبختوں کے تعلق نسلی کے سبب محروم ہو آمین!

دوسری فصل اشاعت اسلام میں جبر

کفر توڑ کی رذالت کا بھانڈا پھوٹ چکا اور غازی محمود دہرم پال کا قفص ریا ٹوٹ
چکا۔ بھانڈا پھوڑ کی اشاعت کی دیری سے وہ غریب مسلمانوں سے روپیہ لوٹ
چکا لیکن حرام کی کمائی سے یقین رکھو اس کا دین و دنیا ہر طرح کا سکھ چھوٹ چکا

اس لئے مناسب ہے کہ ہم قلم کو روک لیں اور دماغ کو آرام دیں۔ مگر ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ اصل سوال کا جواب تو ابھی باقی ہے۔ دھرم پال نے سندھ و ٹون یا ویدک دھرمیوں کے قبول اسلام کی وجہ تو ٹھیک غلط بیان کی اس نے یقیناً مکرو ریا میں ہی کمائی جان لی مگر یہ مرحلہ طے نہ ہوا۔ کہ دین اسلام جبر یا لالچ وغیرہ سے پھیلا یا کسی اور وجہ سے۔ بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں اس سوال کا جواب دئے بغیر حقیقی مضمون میں ہم اپنے فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتے مگر ہم کو خود مغز پچی کرنے کی ضرورت نہیں ہم سمجھتے ہیں اس کا جواب بہت عرصہ پہلے سے دیا جا چکا ہے اور دھرم پال نے جواب جانتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے مگر راست بیانی کو چھپانے کی کوشش کی ہے آریہ سماج کے سچے ویدک دھرم کے بے نظیر پرچارک حق و باطل کو جدا کرنے والے بے نظیر محقق پنڈت لیکھرام نے رسالہ جہاد میں اس کا کافی سے زیادہ جواب باصواب دیا ہوا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہم ناظرین سے یہی التجا کریں گے کہ تعصب وغیرہ سے پاک ہو کر اس کو پڑھیں اور سوال زیر بحث کا فیصلہ کریں۔ مگر مرحوم آریہ مسافر کیا غازی محمود دھرم پال نے بھی اس سوال کا حل بتایا ہوا ہے وہ ثابت کرتا ہے کہ دین اسلام کی اشاعت میں محمد صاحب کی جہادی تعلیم کا دخل تھا۔ اسلام نے دنیا پر وہ مصائب نازل کئیں کہ جن کے بیان سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے سمجھدار مسلمان بھائیوں سے اس کی کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے دھمکی جبر یا تلوار اور لالچ سے اشاعت اسلام کا ہونا قرآن حدیث تفسیر اور تاریخ سے ثابت ہے۔

جذبۂ شہوت کا غلام ہو کر عورتوں کے لئے مسلمان ہونے کی مثالیں تو آج تمام شہروں میں زندہ موجود ہیں۔ سب سے پہلا جس نے دین اسلام کو قبول کیا۔ باپا راول ہے جس نے کلمات کے حاکم سلیم کی لڑکی سے شادی کی اور مسلمان ہوا۔

تاریخ گرو خالصہ اور دیگر تاریخوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمان باختیار

اصحاب عہدہ کی روپیہ اور عورتوں کے لالچ دیتے رہے اسلام قبول کرو تو عہدہ بھی ملے عورت بھی ملے عزت ملے قبول نہ کرو تو یہ تلوار موجود ہے۔ دھرم پال گورو تیغ بہادر جی کے واقعہ کی کیا اور تاویل کر سکتا ہے خود اورنگ زیب اس بزرگ خدا پرست کو پھسلاتا ہے بہکاتا ہے اور لاچار ہو کر دھمکاتا ہے اُسے جیل میں پہنچاتا ہے اسے موقعہ دیتا کہ سوچ لو سمجھ لو۔ وچار لو۔ جی مانتے جاؤ گے۔ عیش و آرام سے رہو گے۔ اگر مسلمان ہو جاؤ گے۔ کوئی ترغیب کارگر نہیں ہوتی تو اون کا سر قلم کرایا جاتا ہے ایک بیگناہ موتی رام سکھ بھی ساتھ ہی قتل ہوتا ہے لاش بھی نہیں دی جاتی نہ جلائی جاوے نہ دفن کی جاوے بلکہ اسی طرح پڑی ہوئی سڑنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے گورو گوبند سنگھ کے دو سکھ بڑی جانبازی سے لاش کو نکال لیجاتے اور ایک بڈھا سکھ اپنے ہاتھوں اپنے گلے کو کاٹ کر گورو جی کی لاش کی جگہ اپنی لاش نہ رکھتا تو نہ معلوم اس مہان آتما سے سمبندھ رکھنے والے شریر کی کیا درگتی ہوتی۔

سرہند میں ناظم وزیر خان گورو گوبند سنگھ کے معصوم بچوں کو سمجھاتا ہے انہیں ترغیب دلاتا ہے کہ وہ اسلام کے حلقہ بگوش ہو کر زندگی کو آرام سے گذاریں جاگیر پاویں شادی کرا دی جاوے لیکن مایوس ہو کر قتل کی دھمکی دلاتا ہے وہ پٹھانوں کو کہتا ہے کہ اپنے باپ کا بدلہ نکال لو۔ تمہارا باپ گوبند سنگھ سے مروایا گیا تھا تم اس کے بچوں کو قتل کر ڈالو وہ اسے بزدلی اور ظلم خیال کرتے ہیں تو ناظم صاحب بچوں کو دیوار میں چناتے ہیں گھٹنوں تک دیوار تیار ہو چکتی ہے تو ناظم خود شہزادوں کو سمجھاتا ہے اب بھی مان جاؤ اور اپنی جان پر رحم کھاؤ لیکن وہ شیر بچے ہیں اور ظالم کو کرجب کر سکتا ہے۔ تیغ بہادر کے پوتے۔ گوبند سنگھ کے پتر کبھی سنیتہ دھرم کو نہیں چھوڑ سکتے چھاتی تک چنا جاتا ہے تو ناظم پھر سمجھاتا ہے لیکن ہر بار منہ کی کھاتا ہے۔ یہ بچے اپنی قربانی دیکر ہمیشہ کے لئے اسلام کا منہ بند کر گئے ہیں دھرم پال جیسے سکاروں کی ڈھٹائی ہے جو خود

مگر خود غرضی سے صداقت کا نام لیتے ہیں ورنہ یہ قربانیاں اس امر کا کافی سے زیادہ جواب دے چکی ہیں کہ دین اسلام کی تاریخ خون سے بھری ہے بھائی تارو سنگھ مجرم بنتا ہے اس لئے کہ مزدوری اور کھیتی کر کے جو کماتا ہے پنتھ کی سیوا میں خرچ کرتا ہے لاہور کے نواب کے سامنے تارو سنگھ جی ملزم کی حیثیت میں کھڑے اپدیش دے رہے ہیں کہ راجا کا دھرم کس طرح پنتھ وغیرہ کا پالنا ہے مگر نواب صاحب یہ جواب دیتے ہیں کہ اسکو چرخی پر چڑھا دو سپاہی چرخی چلا رہے ہیں بند بند ٹوٹ رہا ہے جوڑ دکھ رہے ہیں جسم چھل گیا خون نکل پڑا ہے جوڑ دکھ رہے ہیں ہڈیاں پس گئی ہیں لیکن تارو سنگھ شانت ہیں اکال پرکھ کی یاد کر رہے ہیں دو تین گھنٹہ بعد ... چرخی سے اتار انہیں جیل میں پہونچاتے ہیں اگلے دن نواب سمجھاتا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ اپنی جوانی کو برباد نہ کرو۔ جاگیر پاؤ کسی مسلمان امیر کی لڑکی سے شادی کراؤ سکھ ہونے سے تم کو کیا فائدہ۔ مفت میں تکلیف پاتے ہو اور جان گنواتے ہو تارو سنگھ جی دھرم پر قائم ہیں دو بارہ چرخی پر چڑھائے جاتے ہیں۔ نواب ان ہی دنوں میں بیمار ہوتا اور تیسرے دن میں مر جاتا ہے اور بھائی تارو سنگھ جی بھی پران دیتے ہیں لیکن نواب کا یا ناظم کا کیا قصور دھرم پال کہتا ہے اس سب ظلم کی بنیاد محمد کی تعلیم ہے۔ چنانچہ اس کی ذیل کی تحریریں قابل ملاحظہ ہیں۔

"جب اپنی جان کے خوف سے مکہ کو چھوڑ کر مدینہ بھاگ گیا تو اس کی تیزی کی طرح ترقیات شروع ہوئے مدینہ کے لوگوں کی تالیف کرنے لگا ان کو اپنی طرف کر لیا رفتہ رفتہ ایک جمعیت بہم پہونچائی مکہ والوں کا راستہ روکنے لگا اور ان کے قافلوں کو لوٹنا شروع کیا۔ یہانتک کہ آخر کار کھلم کھلا جنگ پر اتر آیا دو ایک معرکوں میں فتح پائی لوٹ کا مال ہاتھ آگیا۔ لوٹ کے مال کے عاشق اس کے ارد گرد زیادہ تعداد میں جمع ہوگئے پھر تو غدر مچا دیا جب محمد کی طاقت بڑھ گئی اور اس کے دل سے کافروں کا خوف جاتا رہا۔ تو اس نے برائی

کہ دور توں کا یہ عمل نکالنا شروع کیا کافروں کی گردنیں ماری جائیں یا زبردستی مسلمان بنایا جاتا۔

اس کے بعد مختلف آیتیں قرآن سے دی ہیں۔ جیسے

(نقل آیتہ ۱ صفحہ ۱۱۹)

کافروں کو دوست مت بناؤ سوائے اس صورت کے کہ وہ اللہ کی راہ میں گھربار چھوڑ دیں پھر اگر وہ مرتد ہو جائیں تو اون کو پکڑو اور جہاں پاؤ قتل کر ڈالو۔

اس پر بحث کرتے ہوئے دھرم پال لکھتا ہے کہ مرتد کے لئے سوائے قتل کے کوئی حکم نہیں۔ خونی جہاد کے منکر مسلمان بھی مرتد کے قتل کی سزا پر متفق ہیں وہ کہتا ہے کہ ہمیں اسلام چھوڑنے کے سبب قتل کی چٹھیاں آتی رہی ہیں جس سے گورنمنٹ نے ہماری حفاظت کے لئے ہر ایک ضروری بندوبست کر دیا ہے۔ ورنہ محمد اور محمدیوں کے نزدیک ہمارا سر تلوار کے سپرد ہو چکا ہے۔

آگے یہ آیت دی ہے (نقل آیتہ نمبر ۲ صفحہ ۱۱۹)

جہاں کہیں مشرکین کو پاؤ قتل کر ڈالو۔ ہر ایک قسم کے حیلہ بہانہ سے ان کو پکڑو لیکن اگر وہ شرک سے توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں یا بہ الفاظ دیگر وہ مسلمان بن جائیں تو ان کو چھوڑ دو ورنہ بزن۔

یہ ایک خوفناک سپرٹ تھی جو کہ محمد میں اس وقت پیدا ہوئی جبکہ وہ مدینہ میں پہونچا۔ اور اس کے ہاتھ لوٹ کا مال آگیا

(نقل آیتہ نمبر ۳ صفحہ ۱۱۲) اس وقت مسلمان جو جہاد کی دوسری تشریح کرتے ہیں یا آجکل جہاد نہیں کرتے اس کا جواب دھرم پال یہ دیتا ہے ایک عیسائی گورنمنٹ کے ماتحت اس کے وہ جوہر نمودار نہیں ہو سکتے جو کہ ایک اسلامی گورنمنٹ میں ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ اس زمانہ سازی کی تعلیم میں ایک وصف ہے جسکو شیر کے ناخنوں سے تشبیہ دی جا سکتی ہے جو موقعہ آنے پر باہر نکل آتے ہیں اور دوسرے وقت وہ ایک مخملی میان میں پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن ان کی پوشیدگی اثبات کی دلیل نہیں ہے کہ ان کی

مگر فطرتی تیزی اور حدت جاتی رہی (۱۲۰)

اس طرح کی اور آیات دینے کے بعد دہرم پال کہتا ہے اگر شاہان اسلام نے اپنے ماسٹر محمد کی پیروی میں اس قسم کے ظلم اہل ہند پر روا رکھے تو کونسی بڑی بات ہے ہم پرماتما کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے اہل ہند کو موذی بادشاہوں سے نجات دی اور ایک عیسائی گورنمنٹ کو ان کی حفاظت کے لئے مامور کیا دسویں فصل صفحہ ۱۲۵ پر وہ آیۃ لکھتا ہے

قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الآخر وغیرہ

اے مسلمانو! قتل کرو۔ یا جنگ کرو ان لوگوں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے اس کو حرام نہیں جانتے اور دین اسلام کو قبول نہیں کرتے اہل کتاب میں سے یا وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور سوا ہوں

اس آیت پر بحث کرتے ہوئے دہرم پال اللہ اور رسول کا حکم یہ ثابت کرتا ہے کہ اہل کتاب یعنی معتقدان توریت و انجیل جو اسلام کو قبول نہیں کرتے ان سے مقابلہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دینا منظور کریں اور رسوا ہوں اس کے آگے جزیہ وصول کرنے کا طریق بتا کر محمد کو سنگدل اور مردم آزار ظاہر کیا ہے

وصولیٔ جزیہ کا طریقہ

معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۷۶۔ ابن عباس نے کہا ہے کہ جزیہ ادا کرنیوالا جزیہ کی رقم اپنے ہاتھ سے آکر ادا کرے کسی دوسرے کے ہاتھ روانہ نہ کرے عکرمہ نے کہا کہ جزیہ دینے والا جزیہ ادا کرنے کے وقت کھڑا ہے اور لینے والا بیٹھا ہوا ہو۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جزیہ لیتے وقت اس کی گردن پر مکہ بھی مارا جاوے۔

یہ حکم دیا گیا کہ جزیہ دینے والے کافر کو داڑھی سے پکڑو اور اس کے کندھوں پر مکے مارو اور ایسا کرتے ہوئے اسکو ذلیل و رسوا کر کے گھسیٹتے ہوئے اس جگہ لیجاؤ جہاں کہ جزیہ ادا کیا جاتا ہو۔

یہ ہے محمد کی تعلیم اور محمد کی سپرٹ اس سے بڑھ کر شاید دنیا میں اور کوئی مردم آزاری نہ ہوگی اس کے بعد مرتد کے قتل کے متعلق بحث کر کے وہ جزیہ کے متعلق صاف اقبال کرتا ہے کہ

ہر ایک شخص جان سکتا ہے کہ خبر یہ شکیں نہیں تہا بلکہ وہ غیر مسلمون کو مسلمان بنانے کا ایک ذلت آمیز ہتھیار تہا...... مسلمانون کا ایک تو روپیہ لینا اور پھر اوپر سے داڑہی کھینچنا بکے مارنا گھسیٹنا اور جوتیون سے پیٹنا ایسی خطرناک سزائیں تہیں جن سے تنگ آکر کروڑہا بندگان خدا اپنے دین و ایمان کو غارت کر بیٹھے اور اسلام کے تاریک گڑہے ہیں گرنے کے لئے مجبور ہوئے

محمد نے بہشت کا جو نقشہ اپنے سپاہیون کے سامنے کھینچا تہا وہ ایسا نہیں تہا کہ ان کو از خود رفتہ ہونے سے روک سکتا چنانچہ اس بہشت کی خواہش میں وہ کافرون کی گردنین کاٹنے میں جس قدر مستعدی اور جوش سے کام لیتا تہا وہ ایک ہی مثال تہی۔ اگر وہ مارے جاتے تہے تو شہید ہو کر حور و غلمان سے جا ملنے کی امید کرتے اگر وہ کافر کو مار دیتے تہے تو غازی کہلاتے اور اپنے حصے کے حور و غلمان کے علاوہ اس کافر مقتول کے حصے کے لونڈی غلام بہی پانے کے مستحق سمجھے جاتے تہے۔

قرآن یا حدیث سے جہاد اور اشاعت بالجبر کے ثبوت کو خارج کرنا اسوقت ہر کس و ناکس کی طاقت سے باہر ہے ورنہ ممکن تہا وہ کہدیتا میں ان سب کتابون کو غلط بتاکر آگ کی نذر کر دیتا۔

نہ صرف مذہبی کتب سے بلکہ دیر مسیال کتہاہی تاریخ سے بہی ثابت ہوتا ہی کہ دین اسلام تلوار کے زور سے اور خوف و دہمکی سے پہیلایا گیا کئی لوگ موت سے ڈرتے تہے کئی لوٹ سے کئی بہو بیٹیون کی عزت برباد ہونے سے ڈرتے تہے اسلئے وہ ظاہرا اسلام میں آگرا اپنے آپ اور اپنے قبیلے وغیرہ کو محفوظ کر لیتے تہے آریہ ستان میں اس وقت کئی طرح کے توہمات بہی گہر کر چکے تہے اسلئے وہ ان مصلحت پسندون کو بہی واپس نہ لے سکے اور اس سے اس قوم کو انتہا نقصان پہونچا تہا اب کمزوری ہو گئی لیکن سکہون نے بعض صورتون میں ان کے توہمات کو توڑ کر جہان ایک طرف مسلمانون کو اس جبر سے روکا وہان دوسری طرف مسلمانون کے ہتیارون کو مسلمانون کا مقابلہ کر کے ان کا ناک میں دم کر دیا چنانچہ تاریخ گورو خالصہ میں ہے کہ سمنت ۶۷ کی لڑائی میں مسلمانون نے انندپور کے رام سنگہ کو مسلمان کر لیا ۱۵ دن بعد وہ گورو جی کے پاس واپس آیا تو انہون نے امرت چکہا کر اسے واپس لیلیا اور حکم دیا کہ آگے جو مسلمان ہو وے اسکو امرت چکہا کر ساتہہ ملا لو

مگر یہی نہیں جہاں مسلمان ہندو و سکھہ عورتوں تک کو جبراً قابو کرتے تھے سکھوں نے بھی جہاں داؤ چلا مغلانیوں پٹھانیوں کو قابو کیا اگرچہ وہ طریقے جن سے علم اور عقل کے ذریعہ اشاعت مذہب کا تعلق نہیں ہماری رائے میں سخت قابل اعتراض ہیں۔ اور وہ سکھوں یا ہندوؤں کے فرض سے بھی اسی طرح باہر ہیں جس طرح وہ مسلمانوں کے لئے گناہ ہیں تاہم جس بدامنی اور جہالت کا اسوقت دور دورہ تھا۔ اگر ہندو خاص طرح کے توہمات میں جکڑ نہ جاتے تو اپنی طاقت اور سکھوں کی غیبی مدد سے وہ اپنی موجودہ مصیبتوں کا مدتوں پہلے تدارک کر چکے ہوتے سنگھوں نے فرخ سیر کی ساری طاقت کو مقابلہ کر کے پست کیا یہانتک کہ آخر بادشاہ اور سنگھوں میں اقرار نامہ ہوا اس کی چند شرائط نیچے لکھی جاتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جبراً مسلمان بنانا۔ ہندوؤں کے مندروں میں [illegible] اذان کرنا۔ ہندوؤں سے ٹیکس زیادہ لینا۔ گئو بدھ کرنا۔ ہندو عورتوں کی عصمت دری کرنا وغیرہ کی خرابیاں مسلمان بہت کرتے رہے۔

اقرار نامہ مابین فرخ سیر و خالصہ قوم

شرط نمبر ۵۔ اگے نوں پنجاب وچ کسے ہندو نوں تلوں مسلمان نہ کیتا جاویگا

شرط نمبر ۶۔ کسے نوں اپنے مذہب دے مندر مورتاں پوجا کرم دہرم کرنے توں روکیا جاویگا۔

شرط نمبر ۸۔ پنجاب دے ہندواں توں معاملہ (جزیہ) مسلمان جتنا لیتا جاویگا۔

شرط نمبر ۹۔ پنجاب دے ملک وچ گئو بدھ نہ ہوویگا۔

شرط نمبر ۱۰ کسے دی بہو بیٹی نوں کوئی مسلمان جبراً ہتھ نہ پاویگا (صفحہ ۱۴۰)

ایسے ہی تاریخ گورو میں لکھا ہے۔

سنگھاں دی بہادری تے طاقت شتو دیاد یکھ کے بادشاہ۔ احمد شاہ نے اشچرج ہو کر آکھیا۔ ایہو جیسے شور بیراں نوں بہر کے مروا دینا ہماری بے انصافی ہے ایہہ نا ایہ دین وچ لے آؤنے یوگ ہیں۔ پاسوں قاضی نے عرض کیتی ایہناں کافراں

واکوئی دین ایمان نہیں بسنیکڑوں مسلمان کیتے ہوئے پھیر سنگھ جاننے ہن ہن ہارکے اینہاں نوں مسلمان کرنوں رہ گئے ہاں بادشاہ سرہند کے بھولیا جے کر سنگھاں دا اندیہہ ٹھیک الیا ہے تاں مسلمان پنجاب اُتے حکم کر چکے (صفحہ ۱۴۶)

ایتھے ایہ گل بھی ضرور سمجھنے یوگ ہے کہ سنگھاں دا مسلمانان نال اُٹھنا بیٹھنا کسے زر جوریوں زمین بدلے نہیں ہویا کیول دھرم رکھیا واسطے لواڑے ہیندے رہے۔ پنتھ پرکاش پوتھی وچوں عین صحیح ہوندا اے۔ کہ سنگھ ویدک دھرم دے سچے رکھوالے ہوئے ہن (صفحہ ۱۷۰)

یہ الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ سنگھوں نے ویدک دھرم کی رکشا کے لئے کامیابی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا ورنہ جبریہ اشاعت اسلام نے شاید آریہ جاتی کا نام ونشان مٹا دیا ہوتا۔

پھر یہ سب باتیں تو بعد کی ہیں مسلمان اس سے بہت پہلے جبر اور جہاد سے آریہ جاتی کی مصیبتوں کا پیمانہ لبریز کر چکے تھے۔ چنانچہ ذیل کے حوالہ جات کچھ اشارہ اس مصیبت کا دیتے ہیں۔

محمود کا سندھ کی دولت پر دانت تھا مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دین اسلام میں داخل کرے اور اس کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ خلیفہ بغداد نے اس کے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گران بہا خلعت اس کے پاس بھیجا اور امین الملۃ اور یمین الدولۃ کا خطاب دیا تھا پس محمود نے یہ عہد کیا کہ دین اسلام پھیلانے کے لئے ہر سال ہندوستان پر حملہ کرونگا (دیکھو باب کی تاریخ ہند)

محمود کو دین اسلام کی جو تعلیم ملی اس سے اسے یقین ہو گیا کہ یہ لوٹ مار دنیاوی مال بھی دلائیگی۔ اور نام بھی اور اس کے ساتھ ہی مذہبی ثواب بھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کسی بھی تاریخ ہند کو دیکھو تاریخ۔ دیکھو۔ مفتاح التاریخ۔ آئینہ تاریخ نما ہر ایک محمود کی جہادی سپرٹ پر خون کے آنسو بہا رہی ہے۔

گنگا کے کنارے پر اس نے دس ہزار کے قریب مندر توڑے۔ متھرا کے شہر میں وہ شمشیر بکف ہو کر داخل ہوا بتوں کو پامال اور مسمار کیا سونے چاندی کے بتوں کو گلا ڈالا۔ ۲۰ دن تک لوٹ رہی مندروں کو توڑ کے ان میں بڑا بڑا کام کیا توڑی ہوئی چاندی کی

مگر دو رتیان تین اونٹون پر لدیں پانچ مورتیان جو ایک ایک چار من سے زیادہ وزنی تہیں خالی سونے کی تہیں۔ دوسرے حملہ میں ۵ ہزار ۳ سو آدمیون کو متھرا سے غلام کرکے غزنی لے گیا۔ نگر کوٹ کو اسی طرح غارت و برباد کیا گیا۔ اور بے انداز دولت لوٹ کر غزنی لیگیا تہانیسر کو لوٹا سونا کا ایک بڑا بت کو غزنی بہیجا۔ دو لاکہہ یہان سے قیدی کرکے غزنی بہونچائے گئے۔ دو دو روپیہ کو آریہ جاتی کے لال غزنی میں نیلام ہوئے اسی طرح سومنات کے مندر اور اور جگہون کی لوٹ کا حد و حساب نہیں اور نہ جانے کسقدر تعداد میں عورت اور مرد یہان سے بھیڑ بکری کی طرح ہانک کر لے جائے گئے۔

محمد غوری نے گکھڑون کو تنگ کیا وہ اس کے مطیع اور مسلمان ہو گئے اس نے بنارس کو لوٹا اور وہان کے مندرون کو گرایا راجہ جے چندر سین کے اجیپال نام ملازم کو لیکر قلعہ ٹھٹھ میں داخل ہوا راجہ کو قتل کیا اور اجیپال کو مسلمان بنا پرگنہ ہون کا چوہدری بنایا بختیار خلجی نے ہندوؤن کی عبادتگاہون کے مصالحہ سے مسجد بنوائیں۔

علاء الدین نے سومنات کے بتخانہ کی جگہ مسجد بنوائی شہر پٹن کی سنگ مرمر کی عمارت خاک میں ملائی۔ بدھ کی مورت کو گرا دیا اور عصفد و بتخانہ کو جلا دیا کنولا دیوی جو حسن و جمال میں بے نظیر تہی حرم سرا میں داخل کی گئی دیول دیوی بہی لوٹ مار میں لیکر حرم سرا میں داخل ہوگئی۔ سکندر لودہی نے حسب بیان تاریخ بلندشہر ۱۸۷۶ء صفحہ ۲- مذہبی جوش میں اندہا ہو کر جبراً ہندوؤن کو مسلمان کیا۔

اورنگ زیب کی نسبت جو یہ مشہور ہے کہ وہ سوا من جنیؤ اتار کر کہانا کہاتا تہا اس میں کتنا ہی مبالغہ ہو پہر بہی اس کا مذہبی تعصب یا حکومت کے دباؤ سے اشاعت اسلام کرنا ظاہر ہے کلیات آریہ مسافر میں تاریخ بلندشہر کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ قصبہ آہار کے ناگر مسلمانون کے ہان پروانہ دیکہا گیا جس میں لکہا تہا کہ چودہریان آہار کا قبیلہ بڑہ جانے اور ہر ایک کے چودہری بننے کا دعوے کرنے سے رعایا کو تکلیف ہو آئندہ دو چودہری منتخب ہون اور وہ وہ دو شخص ہون جنہون نے اسلام قبول کیا ہے۔ بلندشہر کا ایک قانون گوئی مسلمان ہوا وہ قصبہ کا سرگروہ کیا گیا۔ ۸۰ برس

تک اس خاندان میں یہ ادہکار چلا۔

تیمور نے دلی میں قتل عام کرایا خود ۵ روز جشن کرتا رہا اور اس کی فوج رعایا کو لوٹتی اور قتل کرتی رہی جو بچے ان میں سے ہزار ہا ان کو غلام بنا کر اپنے ہمراہ لے گئی۔ لیتھبرج صاحب لکھتے ہیں کہ اس کا ایک ایک سپاہی ہند سے ڈیڑہ ڈیڑہ سو غلام لے گیا اور سپاہیوں کے لڑکے بیس بیس غلام اپنے لئے الگ لے گئے اور لوٹ کے مال کا تو حد و حساب ہی نہ تہا۔ تیمور اپنے ملفوظات میں لکھتا ہے کہ ہندوستان میں آنے کے میرے دو مقصد ہیں (۱) اسلام کے دشمن کافروں سے لڑ کر عاقبت کی سربسری کرنا اور دوسرا اپنے آدمیوں کا کافروں کی لوٹ سے مالا مال ہو کر دنیاوی فائدہ پانا۔ تیمور نے جموں کے راجہ کو گرفتار کیا اس کو مسلمان بنایا اور فوراً اُسے گوماںس کھلایا۔

اسی طرح لنگا برہمن یا مولا اور جاٹ مسلمان یا پولا۔ لال خانی بڑگوجر ٹہاکر۔ منور راجپوت چوہان راجپوت۔ برگلہ۔ برن دال ڈنڈ۔ میو شودر مغل بہائی راجپوت جن کا مسلمانی سے تعلق ہے ان ہی کی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ خوف یا لالچ سے ان کی پوزیشن میں کچھ تبدیلی ہوئی ہو ورنہ دل سے وہ اپنے قدیمی دہرم کے شیدائی رہے۔

قطب الدین ایبک نے ضلع بلند شہر کے تنور راجپوتوں کے ایک مورث اعلی ناگل سنگہ کو جبراً مسلمان کیا کول میں جب نے اسلام قبول نہ کیا قتل ہوا کالنجر میں ۵ ہزار کو غلام بنایا سکندر لودہی سے ایک برہمن نے اتنا ہی عرض کیا کہ ہندو مسلمان دونوں کا مذہب سچا ہے اس پر اس کو قتل کیا گیا ہندوؤں کی تیرتھ یاترا اپنی قلمرو میں بند کر دی جو شہر اور قلعہ فتح ہوا۔ وہاں کے مندر اور مورتوں کو توڑا۔

محمد بن قاسم نے سندھ کو فتح کیا ۵ ہزار کو قید کیا ان میں سے راجہ کا سر اور چھ ہزار قیدی خلیفہ ولید کے پاس بغداد بہیجے ان میں سے کچھ لے کچھ انعام میں بڑ راجہ کی بہاجی اپنے بھتیجے کے حوالہ کی۔

جزیہ جو اکبر کے وقت سے موقوف ہوا اور جسے اورنگزیب نے جاری کیا خود اس بات کی تحریک تہی کہ مسلمان بننے کی طرف ہندوؤں کا میلان ہو۔ جزیہ کی وصولی . . . .

مگر ہا نختی اور اداگی کے ساتھہ ان کو جسمانی تکلیف دینا محض ظلم اور جبر سے دین اسلام کی ترقی کرنا ہی تہا۔ تذکرۃ الامصار میں لکھا ہے کہ علاؤ الدین خلجی نے کھمبات کی طرف فوج بھیجی دائیں بائیں ہر طرف اس ناپاک ملک میں سخت دل ہو کر اسلام کے لئے سبکو کاٹا ۲۰ ہزار خوبصورت عورتیں لوٹ میں لیکر لونڈیاں بنائی گئیں اور لڑکے لڑکیوں کا تو کچھہ شمار ہی نہ تہا۔

فیروز شاہ اپنی فتوحات میں لکھتا ہے کہ ایک مورتی پوجک برہمن جو اوروں کو بھی پوجا کے لئے گھر بلاتا تہا مورتی سمیت گرفتار ہوا۔ مولوی نے فتویٰ دیا کہ ۔۔۔۔۔ مسلمان ہوجائے نہیں تو جلایا جائے انکار ہونے پر قلعہ کے دروازے کے سامنے چتا بنا کر اسے جلوایا گیا اس کے ظلموں سے تنگ آکر سولہ ہزار عورتیں جل کر خاک ہوگئیں اس طرح سنہ ۱۲۶۵ء میں ۲۴ ہزار عورتوں نے آگ میں جلنا قبول کیا کانگڑہ فتح ہوا۔ تو مورتوں کے ٹکڑے گئو مانس کیساتھہ توبروں میں بھر کر برہمن پوجاریوں کے گلے میں لٹکا کر اون کو شہر میں پھرایا گیا موضع ہلواہ اور کہانہ کے مذہبی میلوں پر سر گروہوں کو قتل کیا گیا اور لیتیکوں مورتوں اور پوجا کے برتنوں کو جلا دیا۔

غیاث الدین تغلق نے اپنے بہائی کے لئے رانامل بھٹی کی حسین لڑکی کو چڑہائی کر کے جبراً اس سے چھینا۔

راجہ جسونت سنگھ والئے جودھپور سنہ ۱۶۷۸ء میں کابل کی مہم میں کام آئے تو اون کی رانی اور لڑکے دہلی آئے اورنگ زیب نے حکم دیا کہ انہیں پکڑ کر مسلمان کیا جاوے راجپوتوں نے راجا کے لڑکے کو مٹھائی کے ٹوکروں میں چھپا کر نکال دیا اور رانیوں و اپنی عورت کو بابودہ پر ٹھہا کر کوٹھیوں میں بند کر کے جلا دیا اور آپ بھی اس جگہ کٹ مرے دہلی کی گلیوں میں لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔

دہلی میں ایک جوگی جٹا بڑہائے پھرتا تہا اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مسلمان ہو جاؤ اور انکار پر اس کا سر کاٹا گیا۔

گلبرگہ کے بادشاہ محمود نے تلنگ دیش کے راجا کے لڑکے کی زبان کٹوا کر اسے جیتا

آگ میں جھنوا ڈالا۔ ۵ لاکھہ ہندوؤن کا گلا کاٹا۔

اورنگ زیب نے سیواجی کے لڑکے راجہ سمبھاجی کو کہا کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا اورنگ زیب نے گرم لوہے سے اس کی آنکھون کو نکلوا کر اور زبان کٹوا کر مروا ڈالا۔ دہرم پال لکھتا ہے۔

اورنگ زیب کے ایسے وحشی پن سے کروڑہا ہندو مسلمان ہو گئے اور ان کو ہو جانا چاہیئے تھا کیونکہ جزیہ تلوار سے بڑھ کر سخت کاٹ کرتا تھا۔ مگر اورنگ زیب نے یہ خونخواری اور مردم آزاری کی سپرٹ کہاں کو لی تھی لبقول مسٹر نکولاؤ اس نے یہ سپرٹ اپنے ماسٹر محمد سے ہی اخذ کی تھی کہان تک لکھا جاوے دین اسلام کی اشاعت کے سوال کا جواب کوئی پیچیدہ یا شکیہ نہیں روز روشن کی طرح عیان ہے اگر اس کی بابت کھوج جاری رکھی جاوے تو ہزارہا صفحون کی ضخیم کتاب آسانی سے تیار ہو سکتی ہے مگر یہان محض اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے جسقدر دہرم پال کی شرارت کے لئے کافی ہے چنانچہ ہم تواریخ گوروخالصہ کے چند ایک اقتباسات کے ساتھ اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

تاریخ گوروخالصہ بھاگ نمبر ۲

جس سنگہ اُتے جسے نے خون دا دعویٰ کیتا اوہ قتل یا مسلمان کیتا گیا (۸۴) سری گورو گوبند سنگہ جی دے روبرو سمت ۱۷۶۰ بکرمی نون انندپور دے ہنگ وچون اک رام سنگہ سکہہ نون مسلمانان نے لیجا کر مسلمان کر لیا سی تے اُسدی سنت بھی کرا دتی سی۔ پندرہ دنان بعد جد اوہ گوروجی پاس آیا تان اُس نون امرت چکھا کر نال رلا ملا لیا حاشیہ صفحہ ۲۲

بھائی منی جی دی شہیدی | ایہ سُنکے صوبے نون اگ بھڑک اُٹھی بانو بارود اُوپر چنگاری پے گئی۔ غصے ہوکے بولیا۔ پنج ہزار روپیہ داخل کر یا مسلمان بن نہیں قتل ہونا پیئو۔ ... ٹھیکے دا روپیہ بھر دے یا

مگر اینہ من نہیں تے قتل ہو۔ اوڑک جد بھائی منی سنگھ جی نے مسلمان ہونا نہ منیا تاں صوبے نے مفتی (قاضی) نوں آکھیا۔ ایہو جیسے سکھ نوں کیہڑی سزا دینی چاہیئے۔ شرح وچ کی لکھیا ہے...... آکہن لگا (قاضی) اس نے ٹیکے دا روپیہ تاریا نہیں اتے حاکم نوں سلام نہیں کیتا .... ویسے ایہ سکھاں دا قاضی ہے۔ سنگھاں نوں اسلام نال مقابلہ کرن دا اپدیش کردا اے۔ ایس کرکے ایہدا بند بند کٹ کے مارنا شرح دا حکم اے......

اتنے جلاد واں نوں تیرا حکم آپہنچیا۔ بھائی منی سنگھ جی بڑی خوشی نال لوکاں نوں فتح بلا کے آپ ہی جلاد واں دے اڈے اُتے ہو بیٹھے۔ جد جلاد واں نے چار ٹکڑے کرنے چاہے تاں بھائی صاحب نے آکھیا۔ تُسا نوں حکم ہے کہ بند بند کٹو۔ سو انگلیاں دے سب جوڑ پہلے کٹو۔ پھر پونچا۔ کہنی موڈھا اوڈ ہو۔ ایس طرح دوجی باہنہ تے دوویں لتاں کٹو۔ بھائی صاحب اپنے انگاں نوں بڑی دھیرج نال جانے کیہ لکڑی دے موچھے بلواوندے ہن۔ اس طرح سید ہر کے بیٹھ کے کٹا وندے رہے۔

(۴۷ و ۴۹ و ۵۰)

نادر شاہ کا دلی میں قتل عام

پھیر تاں چل سو چل۔ نکی کجی وڈہ کے پھر وچ ایک لکھ تیتی ہزار مار کے ستھار کر دتا......... قیامت دا سمہ دلی اُتے اُٹھا۔ کوچیاں وچ لوتھاں دی ڈھیر تے لہو دے ٹہ وگ پئے...... پھیر نادر دے لوکاں نے بڑے بڑے دکھ دے کے دولت کڈھائی ۵۸ دن لٹ مچائی رکھی...... دتی وچوں ۲۳ کروڑ روپیہ لے گیا...... تے انیک پنڈ ان نوں لٹ کے پھونک پھانک کے اجاڑ کر گیا....... تے پنجاہ ہزار مرد عورت قید کرکے اتے دولت بے شمار لے کے موڑ گھتیا۔ (۷۶ تا ۷۷)

دھرم پال بتائے کہ ۵۰ ہزار مرد عورت مسلمان ہوئی یا ہندو رہے۔ مسلمان ہوئے تاں ان کو نادر شاہ نے کونسا لکچر اسلامی خوبیوں کا سنایا۔ اور ہندو رہے تو بتائے ان کی اولاد کس علاقے میں امن و امان سے ہندو دھرم پر قائم اور محفوظ ہے۔

بھائی تارو سنگھ جی دی شہیدی

بھائی تارو سنگھ جی نے لاہور صوبیدار روبرو کچہری

وچ پونچکے وانگو روجی دی فتح گج کر بلدی اتی خان بہادر نے ایس گلوں عمل بل
مفتی تے فتوی لیکر حکم سنایا کہ دین محمدی منظور کرہنیں تاں قتل کیتا جاویگا۔ بھائی
صاحب نے جواب دِتا کہ میں کوئی چوری یاری ٹھگی آدک گناہ نہیں کیتا۔ تیرا مذہب بھی دے
چھڈیا ہے پھیر توں مینوں بے گناہ کیوں ہرواُنا ہے جب رب نے تینوں تخت اُتے
بٹھایا ہے کی اوتہتوں نیاوں گنیاواں دا جواب نیں لوے گا حاکم ہوکے ظلم کر دے
ہن اونہاں واسطے نرک ہے تے جیہڑے نیاوں تے رحم کردے ہن اونہاں نوں
سورگ پراپت ہوندا ہے …… خان نے آکھیا توں میری بہشت دی ور
نوں کی آکھدا ہیں اپنی گل کر تو آپے اپنی جان دا جلّاد ہوکر ایہ سندر روپ جوانی
کھیہ وچ کیوں ملاوندا ہیں۔ ساڈا دین من لے اسی تینوں جاگیرے بیگ
جان استری بی دیوان گے تارو سنگھ نے آکھیا جے مسلمان ہوئیے تے مرنا نہیں
تاں محمدی ہو جائیے جد دکھ سکھ تے موت تیں پھیر بھی چھٹکارا نہیں ہوتاں کیوں
بے ایمان ہوئیے پھر اس مذہب خاطر جس وچ بنا گناہ کیتے ہی گناہی نا جاسیدا اکر
…… کہاڈی خان لکھدا ہے تارو سنگھ دی کھل اتار کے نواب نے اوسنوں کھالی
وچ سٹادیتا کہ گذر کتے کہا جان گے۔ (۷۵ تا ۷۷)

شہباز سنگھ کا قتل
جد صوبیدار خان بہادر گیا تے او بڑا بیٹا یحییٰ خان سمت ۱۸۰۲
بکرمی نوں لاہور دا صوبہ بنیاں تاں بھی اک برس کوتوالی
سبیگ سنگھ دے پاس رہی پھر قاضیاں مفتیاں نے اینک جھوٹھیاں سچیاں تہمتاں
لگاکے سبیگ سنگھ نوں جیل خانے بھیجدتا او نہاں دناں وچ ہی اسدا بیٹا شہباز سنگھ
بیس کو برس دا سیت چنگا فارسی پڑھ چکا سی اکدن اوسدی کسی مولوی نال مذہب
دھرم دی بابت چرچا ہوئی تاں شہباز سنگھ نے اونہوں جت لیا۔ مولوی
نے کچھ کے نکے خاں پاس چغلی وٹی نواب نے شہباز سنگھ نوں کچہری وچ بلایا سنگھ دے
پتر نے جاکے فتح بلائی تاں مسلمان سڑبل گئے۔ نواب نے اک تاں مولوی دے سامنے
مذہب اسلام دی ہجو کرن واگناہ تے دوجے کچہری وچ فتح بلاونے کر حاکم دی ادکیا

مگر۔ داگناہ ایہ دو گناہ آپلے آپ سنگھ دے ذمے تھاپ کے مفتی توں ایہ فتوی دوادتا۔
کہ شہباز سنگھ مسلمان ہونا منے یا قتل ہو جاوے ...... بجے خان نے سبیگ سنگھ
نوں بلا کے آکھیا۔ توں اپنے پتر نوں سمجھا کیوں جان کھوندا ہے۔ مسلمان ہوجاوے
دہواں نوں دوہاں نوں وڈا عہدہ دتا جاویگا۔ اتے ہور بہت پنڈاں دا ٹھیکہ
لے لمیا ...... ست پر کھاں دا ساتھ لین واسطے سارے کشٹ جھلن قبول
کر لیتے پر مسلمان ہونا نا منیا ن ...... نواب بولیا ساڈی شرع قرآن جو
خدا دی بانی ہے اوس دا انوسار سچی تے پوتر ہے ایسے کر کے اسی اپنے دین وچ لیا
ڈھونڈ یہاں سنگھ جی نے جواب دتا۔ ساڈے گورو جیہا ہور کوئی پوتر تے سچا مذہب
نہیں جے نا ہی ایسی کوئی ہور پوتر کلام ہے۔ دوہاڈے مذہب وچ بہار ہو دوش
ہیں۔ تنگ کرکے خواہ مخواہ حکم عدولی دے گناہی ہو کے دوزخ نیندے ہو۔
اسبات پر کیچ کے نواب نے دوہاں نوں چرخی پر چڑھا دتا۔ چرخی پر بند مروڑ کھا کھا کر
کڑ کڑ کرن لگے سلے ہڈی ہاڈی پوری پوری ٹٹن لگی ناڑیاں تڑٹن لگیاں اکھیاں
باہر آگیاں۔ بہادریں ایہ حال سی پر اپنے صدق تے ہٹ نے عمل وچ مست ہو کے
اکال اکال بول رہے سے تے اتنی تکلیف وچ بھی موہوں ہائے نہیں نکالی۔
اک گھنٹے پچھوں اُتار کے پھیر آکھیا دین منوں۔ سنگھ بولے اسی دھرم پر قربان
ہو چکے ہیں جان ہو چکے دھرم نہیں چھڈاں گے۔ ایہ سُن کے نواب نے آکھیا ہُنی
مٹری ہوش نہیں سڑیا۔ پھیر حکم دتا کہ چابکاں نال انہاں نوں مناؤ دوہاں
نوں پٹھے ٹنگا کے جلاد کوڑے مارن لگے۔ جد بیہوش ہو گئے تو اُتار کر پانی چھڑک کر
ہوش وچ کیتا۔ پھر نواب نے شہباز سنگھ نوں پاس بٹھا کے دھیرج دلاسا دیکر
آکھیا تیرا باپ تاں بڈھا ہن مرن کنا رہے ہے توں چڑھدی جوانی کیوں
ایہدے آکھے جان ویندا ہیں ساڈا ساتھی بن کے آنندلے۔ تیرا او یاہ کرکے بہت
ڈا عہدہ دیواں گے ایہو جیہیاں بہت پھلا ونیاں دتیاں پر ایس نے
نہ رکھی ...... پھیر تاں بجے خان نے کرودھ کر کے باپ بیٹے دوہاں نوں

قتل کرا دتا (۸۲ تا ۸۷)

حقیقت کا قتل

حقیقت رائے علم عربی فارسی وچ تاں پہلاں ہی تیز سی پر دو اُتے جان تک ادپن کر دین دا حوصلہ سکھاں دی بیٹی دے

سنبند کر کے ہو گیا سی ایس کر کے چرچا وچ اس نے مسلماناں دے پیغمبراں دی برائی تے مذہب اسلام دی جعلسازی ایسی ایسی ظاہر کر دکھائی جس توں مولوی سمیت سب چھوکریاں نے نڈر ہو کے قاضی دے پاس پگ جا ماری قاضی تی ہمیشہ ہندواں دے مذہب اُتے جلے بلے چھری چلاوندے رہندے سن۔ اوہناں نے سیالکوٹ دے حاکم امیر بیگ دے روبرو حقیقت رائے نوں بلا کے پچھیا۔ اس نے سچ سچ کہہ دتا کہ پہلے پاٹھ شالا دے لڑکیاں نے مولوی سمیت اساڈے اوتاراں نے گوراں نندیا کانی دیکھ ہند و دھرم دی نندا کیتی پچھوں میں بھی مذہب اسلام دے نقص نکالے اس طرح سب گواہاں نے آکھیا حاکم نے تاں بالکاں دی بحث دا نتیجہ معاملہ سمجھ کے کچھ تھوڑی جیسی چٹی لگا کر حقیقت رائے نوں چھڈ دینا چاہیا۔ پر قاضیاں نے ضد کر کے مفتی تے فتوی دوا دتا کہ حقیقت رائے مسلمان ہووے یا قتل۔ حاکم دی تے قاضیاں دی اکورائی نہ ہونے کر کے ۳ مہینے جھگڑا ہوندا رہا۔ اوڑک قاضیاں نے لاہور دے صوبے خان بہادر پاس چالان کرا دتا...... اوڑک ناظم بے رحم ظالم نے سیالکوٹ والے قاضیاں دا فتوی قائم رکھ کے حقیقت رائے نوں سنا دتا کہ مسلمان ہو جاؤ نہیں تاں قتل کیتے جاؤ گے شرع دا حکم اٹل ہے...... بڑے حوصلے تے خوشی نال ایمان دھرم کہن والیاں پرتھک تک کے اس نے تاں قتل ہونا منظور کیتا...... بیدو سکے سنبندھیاں دے رودے بہرے ہوئے ہاہا لغرے۔ ہجوآں دی پرواہ تے دین تائی دی بچن بھی دیکھ دیکھ نوں وہائے جاندے سے پر حقیقت رائے دے صدق اگے کسے دی کچھ پیش نہ گئی۔ حقیقت رائے جس نوں بے حد خوشی وا نور چڑھ رہیا سی۔ دھیرج دھرم نڈر ہا کر ہسدے ہسدے جلاداں دے ہتھاں نال نخاس چوک وچ جا کے سمت ۱۸۰۳ بکرمی نوں بسنت پنچمی دے دن شہیدی پائی (۸۸ تا ۹۱)

...احمد شاہ ابدالی کے حملے

ایس نے گیارہ حملے ہندوستان پر کیتے اتے کئی کروڑ اشرفیاں تے ۳ لاکھ دے لگ بھگ کڑیاں منڈے جوان لڑکے اپنے دیس نوں لے گیا (۹۵)

تھانیسر کی لوٹ اور مسلمان حملہ آور

تھانیسر لوہا بہت پرانے شہر ہن...... جتنے ہندو راجہ ہندے رہے ہیں سب اتھے آ کر سورج گرہن پر بے انت مایا دیندے رہے۔ ایسہ کر کے ایہ شہر بہت ودہ گیا تے دھنی ہو گیا سمت ۱۰۶۹ بکرمی نوں محمود غزنوی نے لٹیا۔ اس سمے اننگ پال لاہور دے راجا نے اس شہر نوں بچاون واسطے اک کروڑ روپیہ دین دا اقرار کیتا پر اس دشٹ نے کجھ نہ سنیا ان شہر نوں جلا کے خاک سیاہ کر دتا تے سب مندر ڈھا سٹے بے شمار سونا چاندی مونگا موتی کروڑاں روپیاں دا مال دو لاکھ مرد عورت بھر کے لے گیا۔ اس لوٹ وچ اک لعل وزن ۴۵۰ مثقال دا اتھے محمود دے ہتھ آیا سومنات دے ٹوڑ کے غزنی وچ اپنی مسجد دے دروازے پر جا جڑیا۔ اتھے ہی متھرا دے مندر کیشو رائے دے صندلی تختے جا کے لگائے جیہڑے سمت ۱۸۹۰ بکرمی نوں انگریزاں نے اوتھوں لیا کے آگرے وچ رکھے شاہ نے اتنی دولت ہندوچوں لٹی جو سارے سپاہی لکھاں پتی ہو گئے تے آدمی عورتاں دو دو روپے نوں وکیاں سمت ۱۵۵۲ بکرمی نوں سکندر لودھی نے ایس شہر نوں لٹیا۔ جہونکورا ؤ مرہٹے نے سمت ۱۸۰۳ بکرمی نوں سورج گرہن پر کروڑ روپئے داد ان کتیا تے ہور ہندو نے سنگھ ہی ایس شہر نوں بھر دے رہے پھیر سمت ۱۸۱۲ بکرمی نوں احمد شاہ درانی نے ایس نوں لٹیا (۱۲۶ و ۱۲۷)

ہر فرعونے را موسیٰ

جسطرح ناصر علی نے گرو دوارے وچ گئو آں ماریاں سن اوسی طرح سنگھاں نے سور مار مار مسیتاں وچ سٹے ناصر علی نے ہندوآنیاں نوں پھڑ پھڑ دھکے نال مسلمان کیتا سی سوڈھی صاحب نے سنگھاں نوں حکم دتا جس نوں جیہڑی مسلمانی پسند ہووے سو نے لو۔ انیک سنگھاں نے مغلانیاں پٹھانیاں لے آندیاں سوڈھی صاحب نے اوناں نوں امرت چکھا چکھا

اونہاں نال آنندپرہا دتے انوپ سنگھ برہمن چنال تھلیا علاقہ ٹپیالے والا تخت سنگھ
رتو کانند سنگھ بہیراٹ دیوانسنگھ سونا۔ کیہر سنگھ رندھاوا۔ ہاطہ سنگھ جُھنگ اتیادک سنگھاں
نال خوشی ہوئے عورتاں نے آنندپرہا لئے اونہاں دی سُنتاں ہن تک بہت
پنڈاں وچ ہے ایہو ریت بہت چر خالصے پنتھ وچ رہی ہے ہیں بہی انیک جٹاں سنگھاں
دگھراں وچ مسلمانیاں نوں سنگھیاں بن کے وس رہیاں ہن اونہاں دے
بترھیاں جٹاں دے گھر میں ویلے ہوئے اساں آپ دیکھے ہن جیسے سردار رسا
سنگھ سلطان پنڈ والے دے بیٹے گوپال سنگھ دی پوتریاں دی شادی جنگے خانداں
جٹاں دے گھر ہوئی تے گوپال سنگھ دی مائی مسلمانی سنگھنی اج جیوندی ہے بھور بالو
دیس والے پنڈ ہری سنگھ جٹ دی گھر پٹھانی سنگھنی دی اولاد کہ ہور بالوے دیس گی پنڈ اگم
سنگھ دے گھر بلوچنی سنگھنی دی سنتان ہے ہور رکھنڈ پرگنے مکستر کور سنگھ جٹ دے گھر رنگھڑی
سنگھنی دے پنج پتر دو پوتر جٹاں دے دیاہے ہوئے رنگھڑی سمیت موجود ہن اتیادک
ہور بہت جگہ ہن (۱۳۲)
شاہ جہان نے محمد خان دے بیٹے قطب الدین نوں نوابی دا اید بخشیا اس نے سنگھ دو وں
پنڈ بڈ وبدی مسلمان کر کڈھے بے شمار سنگھ قتل کیتے۔ کروڑاں روپیہ لٹے اونہاں
ظلماں دا بدلہ پرمیشور نے ایس نوں سنگھاں پاسوں دوایا۔۔۔۔ سنگھاں نے
حسین خان نوں سنے سہایکاں دے قتل کر کے سب عورتاں (جٹھریاں اوس نے
دھکے نال سنگھ دو آن توں کھو رکھیاں سن) اونہاں دے وارثاں نوں دے
دتیاں (۶۲۷ او ۱۸۸۷)

دربار صاحب نوں بارود دھر کے اڈاؤناں	اتھوں مڑ کے بادشاہ (احمد شاہ) امرت سر پہنچیا۔ جیٹھ سمت ۱۸۱۹ بکرمی

وچ دربار صاحب نوں بارود دھر کے اڈا دتا تیزی نال اٹاں اُڈ کے چار چار کوہ تے
لگیاں۔ بادشاہ دا لشکر چر چار دون طرف کوہاں وچ اُتریا ہوئیا سی اوس وچوں سینکڑوں
لوگ اٹاں نال زخمی ہوئے تے اک اٹ خاص احمد شاہ دے نک اُتے وجی جس دی

مگروں نال شاہ نوں ناسور دی بیماری ہو گئی تے ایسی جھجری کہ جو جان ہی لے گئی اس گلوں
بادشاہ کچھ گھبرا کے تالاب امرتسر نوں مٹی نال بھروا کر کہیتی بچن دا حکم دیگیا سو جہان
خان نے اوتھے اتر کر گرد و نواحی دی ہندواں تن دو مہینے وچ سب کم کروا کڈھیا
جد سنگھاں دا ایہ حال کر کے بادشاہ لاہور نوں مڑیا تاں دیسی مسلمان ایسے بھونے
ہوئے جو ہندواں نوں مٹو مٹی مسلمان کرن لگ پئے شیخ فتح محمد خان نے محمد شاہ کوٹ
پچھوے دے نواب نامی نامی ۳۰۰ ہندو اپنی ریاست وچوں بھر منگا کے ۲۰۰ نوں
تاں دھینگو دھینگی گنگوتانس کھوا کے مسلمان بنا لیا۔ تے اک سو جس نے دھرم نال
چھڈیا سو قتل کر کڈھیا (۱۸۰۴ و ۱۸۰۵) تے ہندواں دی ہزار ہندو مرد عورتاں
نوں (سمبت ۱۸۲۳ بکرمی وچ) جو درانی اپنی مل واسطے پھڑ کے لئے چلے سن اوہ بھی راجہ
صاحب (پٹیالہ) نے سفارش کرا کے چھڈا دتے اتے اپنے بلیوں پکڑ کے اونھاں نوں
گھرو گھری ٹور دیا۔ (صفحہ ۱۹۸)
جھنگ۔ پنڈ رائے سرج سیال نے سمت ۱۵۴۳ بکرمی نوں وسایا سی اتھے جھنگ ارتھات سنگھنے
برچھ سے اس کر کے جھنگ سیال نام پے گیا۔ ایہ چناب دریا دے کنارے پر ہے۔ ایتھے
جیال۔ مدہر۔ ٹوانے گھسپے۔ کھرے بجا پدے بھٹی انہاں گوتاں دے جٹ بہت
دسدے ہن یہ سب لوگ پہلے ہندو سے۔ اورنگ زیب نے سب مسلمان کر دتے (صفحہ
۲۱۰)
مسلماناں دے ظلم کس ہندو نوں کنڈے وانگن نہیں رڑکدے جد ظالماں ترکاں نے کسی
ہندو دی عزت نہیں چھڈی اتے کسے دی بہو بیٹی اچھوتی نہیں چھڈی اوہ کون ہے
جو ایسی قوم اتے کہر کر کے بدلہ لینا نہیں چاہوندا (صفحہ ۶)
جنہاں دشٹاں نے ست ونتیاں دی ست توڑی ہن اتے ہندواں نوں کھیڈاں
بکریاں دی طرح کوہیا ہے۔ جنہاں دی بڑی بڑی قیمتی مندر توڑ کے مورتاں بھوڑ
بھوڑ فرش کر کے اونہاں اوتے ہر روز ہندو قتل کیتے جا کر کتیاں نوں کھوائے
جاندے ہن (صفحہ ۷)

نادر شاہ دی چڑھائی

جد دلی والے مغلاں دی طرفوں خان بہادر جیہے حاکماں ظلم دے دریا چلا دتے۔ خلقت نوں اتی دکھ کلیش ہویا ہویا۔ انیک سکھنیاں بچیاں نوں قتل ہوندا ویکھ کے نہ سہار سکیاں۔ بچیاں دے ٹکڑے کر ان وچ ڈگ کے ہریاں سینکڑے بچے لے کے پر لیل لگے تنگ نے دن اوہ کرن چلیاں گیاں صفحہ ۳۶۔

مقتول سنگھاں دے ناؤں

ایس سمے تین چار برساں وچ بلا سنگھ ٹھیاں پرگنہ ترن تارن (وغیرہ) بھرے ہوئے صوبے دے پاس پہونچے بے گناہ قتل کرائے گئے سے پروہت جنم ہے اوہناں سنگھاں دا جیہڑے خوشی ہو کے شہر گا دند ہوئے۔ دھرم اتے جان قربان کر دے رہے ایس سمے دس پرکار دی موت نال سنگھ مارے جاندے سے تہا۔

(۱) چرخی (جیہں اوپر بنھ کے بھوا دندے تے آدمی دی ہڈی ٹوٹ ٹوٹ ہو جاندی سی)

(۲) سولی (اک پٹڑی اُتے لٹا کے سارے انگاں وچ کل ٹھوک دیندے)

(۳) سنگسار (درخت نال لٹکا کے اٹاں وٹیاں نال مارنا)

(۴) قیمہ کشی (جسم دے ٹکڑے ٹکڑے بنا کے رہائی دا انگوں رکھ کے چھانی چھوڑ کے مارنا)

(۵) زنبوراں نال تھوڑا تھوڑا ماس توڑ کے مارنا۔

(۶) منگلیاں نال کٹ کٹ کے مارنا۔

(۷) دھرتی وچ لک تائیں گڈ کے تیراں دا نشانہ کر کے مارنا۔

(۸) کتیاں توں تڑوا دینا۔

(۹) اگ وچ بہاہ دینا۔

(۱۰) تتا تیل پا کے مارنا۔

سچ پوچھو تاں مسلماناں جیہی بے رحمی ظلمی بے انصافی۔ شاید ہی کسے مذہب وچ نہیں تے نہ ہونی ہے صفحہ ۱۰۱۔

احمد شاہ درانی

احمد شاہ درانی دلّی وچ جا وڑیا...... تے شہریوں درانیاں نے پوری طرح تنگ ہو کے ایسا قہر دا مانجا ماریا کہ ہندو دے گھر ہتھ چھیڑیا۔ ایتھوں جڑہ کے جھیر متھرا جا لئی۔ جتھاں مندراں وچ دس دس لکھ روپیہ دا سونا چاندی ہیرا سوتی تڑا دھیتاں تے مورتاں برتن آدک سامان سے۔ اوہ مندر گروا کر مورتاں تڑوا تڑوا ستیاناس کر چھڈیا۔

(دھرم ۱۴۴)

ہم سمجھتے ہیں کہ دھرم پال کی شرارت ظاہر ہو چکی اور ان اقتباسات سے دین اسلام کی اشاعت ... کے سوال کا جواب شافی آچکا

جہادی سپرٹ کا اثر

دھرم پال اس جہادی سپرٹ کے سبب سے دین اسلام کو بربادی کا موجب بتاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ تواریخ کے مطالعہ سے...... ایک انگریزی مثل کی سچائی کہ جہاں ترکوں کا قدم جاتا ہے وہاں گھاس نہیں اُگتا زیادہ زور سے نمودار ہوتی ہے بلکہ خصوصاً جبکہ ہم اسلامی حکومت کے اثرات کو مصر فارس سپین۔ عرب ٹرکی افغانستان میں دیکھتے ہیں کہ کیونکر وہاں کے لوگ ایک اعلیٰ معراج سے گر کر عربوں کی سطح پر آ گرے۔

آج کرہوڑ ہا عورتوں کی زندگی تباہ ہو رہی ہے یقیناً اس پہلو میں مسلمانوں کی حکومت اہل ہند کے لئے زہر اور زہر قاتل ثابت ہوئی۔ ایسی تعلیم سے مسلمانوں کا گر جانا قدرتی تھا لیکن اس کیساتھ وہ اہل ہند کو بھی لے گرے ہیں۔ (نخل اسلام ۱۱۴)

یہی نہیں ترک اسلام میں دھرم پال کہتا ہے کہ شیر اور بھیڑیے روحانیت نہیں پا سکتے۔ اس کا روئے سخن گو تمام مسلمانوں کی طرف ہے وہ ان کو درندہ انسان ظاہر کرتا ہے اور اپنی تحریروں میں ان کو ایسا ہی ثابت کرتا ہے۔

شمس الدین التمش قطب الدین ایبک کے ہاتھ بچپن میں فروخت ہوا۔ ایک نالائق دیکھ کر اپنی لڑکی کی شادی اس کو کی مگر قطب الدین کے مرنے پر اس نے اس کے بیٹے آرام کو تخت سے اتار کر آپ تخت پر قبضہ کیا۔

نظام الدین سلطان کیقباد کا وزیر تھا اس نے کیقباد اور اس کے باپ بغرا خان کو لڑا بیٹے کے ہاتھوں باپ کو اذیتیں دلوائیں۔ نظام الدین کو مسلمانوں نے زہر دیکر مارا۔ کیقباد کو اس کے وزیر جلال الدین خلجی نے قتل کیا اور تخت لیا اس جلال الدین کو اس کے بھتیجے علاء الدین نے فریب سے قتل کیا اور تخت لیا۔

جلال الدین کے بیٹے خضر خان کی شادی دیول دیوی سے ہوئی اُسے چھوٹے بھائی نے قتل کر دیا دیول دیوی کو زبردستی اپنی عورت بنایا مگر اس کو اس کے وزیر خسرو خان نے مروایا اور دیول .. دیوی سے خود نکاح کیا۔

اکبر جو مسلمان بادشاہوں میں نرم دل ہی اُس نے آگرہ کے گرد و نواح کے چند زمینداروں کو محصول ادا نہ کرنے پر اون کو قتل کروایا ان کے سروں کے ستون چنوائے اور اکبر آباد کی بنیاد ڈالی۔ شاہجہان نے شاہجہان آباد کی بنیاد قیدیوں کے سروں سے چنوائی۔ بابر ان قیدیوں کو اپنے ڈیرے کے سامنے قتل کرواتا تھا جو لڑائی میں ہاتھ لگتے تھے۔ ایک بار اتنے قیدی ذبح ہوئے کہ لاشوں اور خون کے سبب تین بار خیمہ کی جگہ بدلنی پڑی۔ سلطان حسین نے ملتان لیتے وقت ۷ سے ۷۰ برس کی عمر والوں کو قید کیا اور بہت قتل ہوئے۔

اورنگ زیب کی بابت دھرم پال نے تخلّل اسلام کا بہت بڑا حصہ وقف کر کے اُسے برادر کش۔ پدر آزار۔ وعدہ شکن مکار ثابت کیا ہے۔

اُس نے اپنے بھائیوں اپنے بھتیجوں اپنے خاندان کے آدمیوں کو جس طرح کر دھوکے دے دے کر اور چن چن کر مروایا اور باپ کو قید کر کے اُسے جو دکھ دئیے وہ ایک نہایت طویل کہانی ہے ایک ہی مثال کافی ہے کہ دارا کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا

گرفتار کرا کے قید کیا اور اس کا سر کاٹنے والے کے لئے انعام مقرر کیا اس کا سر تو اسی پر پگڑی کا بندھا ہوا زمین پر رکھوا کر اسے پاؤں سے تین بار ٹھوکر مارتا ہے کہ کیا یہی دارا ہے جو بادشاہ بننا چاہتا تھا پھر وہ سر کو بکس میں بند کرکے باپ کے پاس جیل میں بھجاتا ہے کہ آپ کا بیٹا آپ کے لئے تحفہ بھیجتا ہے وہ کھانا کھانے بیٹھا ہے کہ تحفہ کا نام سن کر خوش ہو کر بکس کھولتا ہے جلدی ہی سر کو دیکھتا ہے بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اس کے دانت ٹوٹتے ہیں قلعے میں ماتم برپا ہے اورنگ زیب کو جب حال معلوم ہوتا ہے تو رات بھر خوب جشن اڑاتا ہے اسی طرح مراد بھائی کو تخت کا لالچ دیکر ساتھ لگا رکھا اور جب اس کی تخت نشینی کا وقت آیا تو اس کو شراب سے بیہوش کر کے اس کے محافظ کو رات کے وقت قتل کرا اس کی مشکیں کسوا اسے قید کیا اور نہایت بے رحمی سے اُسے تشہیر کرا قید کر کے مروا دیا۔ باپ کے مرانے کے لئے اور کوششوں کے علاوہ اس نے ڈاکٹر کو زہر بھیجا کہ شاہ جہان کو اس سے مروا دو ورنہ تیری خیر نہیں اس بیچارے نے وہ زہر خود کھالی کہ اورنگ زیب کے ہاتھ سے نہ مرے۔

اورنگ زیب نے سارے خاندان کا صفایا کر کے اپنے نام کا سکہ جاری کیا کہ

سکہ زد در جہان چوں بدر منیر شاہ اورنگ زیب عالم گیر

لیکن شاہ فارس نے کہا ہونا یہ چاہیئے کہ

سکہ زد بر جہان بر قرص پنیر اورنگ زیب برادر کش و پدر گیر

ابو الغفور کہتا ہے جب قوم کے سامنے اورنگ زیب جیسے برادر کش۔ پدر گیر۔ پدر آزار محسن کش ستم شعار۔ ظالم۔ مکار جعلساز شخص بطور مثال کے موجود ہوں اس قوم کے اخلاق کا اندازہ لگا لینا کچھ بھی مشکل نہیں ہے (نخل اسلام صفحہ ۷۷)

ناظرین! مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ اس قول کے مطابق ہمارا یہاں زیادہ لکھنا غیر ضروری ہے۔

آخری اپیل

(مسلمان بھائیو! غور کرو)

دھرم یا مذہب کسی کی جائداد نہیں یہ کہدینے سے کہ میں نے دین اسلام کے خلاف جو کچھ لکھا تھا غلط ہے۔ دھرم پال سے جو ایسی ہی کی ذمہ داری دور نہیں ہو سکتی اس نے کبھی یہ چالاکی کی تھی کہ ویدک سماج کے خلاف لکھی ہوئی کتابوں کا جو اس کے پاس بکی ہوئی تھیں ایک دوکاندار سے سودا کر آیا اور پبلک میں ڈھنڈورا مار دی کہ میں نے سب اسٹاک جلا دیا ایسا ہی وہ دین اسلام کے مضامین کے متعلق کر سے پر اشارہ دیتا ہے لیکن قطع نظر اس کے ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان بھائی حق و ناحق کی تمیز ہونے میں تعصب اور عداوت کو چھوڑ کشادہ دلی سے کام لیں اور دھرم پال سے تقاضا کریں کہ قرآن کی تعلیم پر تم نے جو ۱۱۶ اعتراض کئے تھے اور اون کے جوابات کی تردید میں تم نے تہذیب الاسلام کی ضخیم جلدیں لکھی تھیں وہ اعتراض تمہاری طرف سے جب تک معقولیت سے رد نہیں کئے جاتے تب تک ایمانداری سے کوئی مسلمان یقین نہیں کر سکتا کہ اسوقت تم دل سے وہ کچھ ہو جو تم ظاہر کر رہے ہو۔

قرآن کے متعلق تم نے لکھا ہے

میں تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن خدا کو نور آسمان و زمین بتاتا ہے مگر افسوس ہے کہ اس نور پر جو ہزارہا سیاہی کے لوبے بھر بھر کے ڈالے گئے ہیں ان سے خدا کا نورانی چہرہ توے سے بھی زیادہ سیاہ کر دیا گیا ہے دنیا کی پیدائش کے بارے میں جو تعلیم ہے اس نے بائیبل کی گپوں کو بھی مات کر دیا ہے قرآن میں جو قیامت کا نقشہ جمایا گیا ہے وہ بالکل نرالے ڈھنگ کا ہے۔ بہشت کے شراب و کباب۔ حور و غلمان سونے چاندی کے زیورات سے خدا ہر ایک پرہیزگار اور رنڈباہے

مگر بکرے آدمی کو بچاوے۔ معصوم جانوروں کی بلبلاہٹ کو جن کے خون سے خدا کی خوشنودی اور بہشت کی تحصیل سمجھی جاتی ہے سوائے حامیان بہشت کے پتھروں کو بھی لرزہ دینے والی کر خلاف قانون قدرت قصہ کہانیوں اور ڈھکوسلوں نے قرآن کو ایک معمولی مستند کتاب کے درجے سے بھی گرا دیا ہے مردمان غیر از اسلام کو کافر اور مشرک گردان کر ان کو ناپاک سمجھ اور ان سے دور رہنے کی تعلیم نے صلح کل کے اصول کی جڑوں کو دیمک لگا دی ہے عورت کو محض کھیتی اور ملکیت سمجھنے کے اصول نے بجائے سچے خاوند اور بیوی بننے کے آقا اور غلام کا باہمی رشتہ ہی بات کر دیا ہے میں جرأت سے کہتا ہوں کہ قرآنی تعلیم نے قرآن کو الہامی مرتبہ سے گرا کر ایک مہذب شخص کی معمولی کتاب سے بھی گرا دیا ہے اور قرآنی قلعہ کو قرآنی بارود نے ہی اُڑا دیا ہے آجکل کی اکثر نئی روشنی سے بہرہ ور حامیان اسلام اس قلعہ کو بچانے کے لئے اپنے تمام زور سے کوشش کر رہے ہیں اور اس کے رخنے بند کر رہے ہیں مگر سائنس کے گولوں کے سامنے بودے اور کمزور قلعے دھڑام دھڑام گر رہے ہیں۔

جب تک تم اس تھوک کو چاٹ کے نہ دکھاؤ تمہارا دین اسلام کی حمایت کا دم بھرنا ضعف حکمت یا مطلب پرستی سے پُر سمجھا جاویگا۔ تم نے قرآنی خدا کو مکار اور فریبی کہا۔ تہذیب الاسلام جلد اول کے ۴۰ صفحہ لکھے کہ دنیا میں سب سے بڑا فریبی اور مکار قرآنی خدا ہے اسی طرح اگلے اعتراضوں میں قرآن کی تعلیم سے خدا کو دغا باز بے رحم۔ ظالم۔ لڑاکا فتنہ پرداز کینہ پرور بے انصاف سنگدل جھوٹا قسمیں کھانیوالا۔ عورت کے رحم میں آکر خون حیض کھانیوالا۔ انسانی جامہ میں مقید ہونے و پھانسی پانے والا۔ بدی کا پیدا کرنے والا تمام گناہوں کا بانی مبانی شیطان۔ شیطان کا شیطان۔ مسخرا۔ مجنون یا ٹھٹھول بھنگ خانہ کا کھنڈرہ۔ شرک کی تعلیم دینے والا وغیرہ وغیرہ ظاہر کیا ہے تم نے یہ الفاظ لکھے ہیں تو کیا ان صفات سے موصوف خدا کی پرستش کرنے سے ہم میں مذکورہ بالا صفات ذمیمہ نہیں آئیں گی اور کیا ہے۔۔۔ اور ؟ کا ان سے خون نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔

دی ہے بچے نہیں پہنچا بلکہ اس صداقت ان تمام خوبیوں پر سیاہی پھیر دیتی ہے جو قرآن

کہیں کہیں بطور صحرائی نخلستان کے مذکور ہیں اور قرآن صرف یہی نہیں کہ الہامی کتاب کے درجے سے گر جاتا ہے بلکہ وہ ایک معمولی کتاب سے بھی نیچے ہو جاتا ہے۔

نہ صرف یہ تم نے حضرت آدم۔ حوا قیامت۔ بہشت دوزخ مسیح کی پیدائش مردوں کا قبروں سے جی اٹھنا۔ اعمال کا تولا جانا۔ قیامت کو زمین کا باتیں کرنا حور و غلمان بہشتی زبور۔ طوفان نوح۔ حضرت نوح۔ ذوالقرنین۔ جبرئیل۔ جانوروں کی قربانی۔ حلال حرام۔ ابابیلوں کا کنکریاں مارنا۔ خدا کی اونٹنی۔ آسمان۔ معراج۔ یاجوج ماجوج طلاق توبہ وغیرہ وغیرہ سب پر تمسخر اڑایا ہے قرآنی تعلیم کو بیہودہ واہیات مکروہ اور گھناؤنی بتایا ہے اور قرآن کو گپ بازی۔ لغویات اور ٹوٹکیات کا مجموعہ بتایا ہے نہ صرف یہی قرآنی فصاحت کی تم نے یوں کھلی اڑائی ہے۔

فصاحت اور بلاغت کی کیا تعریف ہے؟ کیا یہ کہ ایک ہی قصہ کو سینکڑوں دفعہ دوہرایا جاوے اور ایک ہی مضمون کو بار بار لایا جاوے اور ایک ہی فقرے کو مکرر سہ کرر لکھا جاوے اور مکڑی کا ہیڈنگ دیکر شیر بھیڑیوں وغیرہ کا حال لکھدیا جاوے شہد کی مکھی پر مضمون لکھتے وقت بابا آدم وغیرہ کے قصے سنا دئے جاویں .... فصاحت و بلاغت کی اس تعریف کے لحاظ سے مکالے۔ گلیڈسٹون۔ پٹ جیسے لائق فصیح و بلیغ اشخاص محض جاہل اور فصاحت سے دور افتادہ سمجھے جا سکتے ہیں اگر فصاحت اور بلاغت کچھ اور چیز ہے تو میری رائے میں قرآن کا درجہ فصاحت کے سب سے پچھلے حصہ میں رکھنا چاہیئے تاکہ کوئی شخص اس کو پڑھ کر فصیح ہونے کی کوشش نہ کرے مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ خدا نے کیوں ایک ہی بات کو بار بار دہرانے کے لئے جبرئیل کو تھکایا۔ محض یہ کہہ دینا کافی تھا کہ بابا آدم کے قصہ کو ۲۰ دفعہ۔ ابراہیم کے قصے کو بارہ دفعہ اور بہشت کے قصے کو ایک کم اسی دفعہ لکھ لو۔ چلو چھٹی ہوئی۔

اس حالت میں دین اسلام کی غیرت تقاضا کرتی ہے کہ ہم ہندو مسلمانوں کی باہمی کشمکش میں ہی اہمیت کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے تمہاری بابت غلطی نہ کریں تو اقرض ہے کہ جس طرح تم نے آریہ سماج میں جاتے ہوئے اپنے تبدیل مذہب کی دماغی زنجیریں توڑ کر دل آزادی

مگر

تم بتاؤ کہ میں فلاں وجہ سے فلاں امر کو غلط سمجھہ گیا تہا اور فلاں وجوہات سے فی الحقیقت فلاں مسئلہ قرآنی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مسلمان بہائیو! آپ نے کفر توڑ کی اشاعت میں حصہ لیکر درحقیقت ایک بہاری غلطی کی ہے تاہم آئندہ محتاط ہوکر اگر دہرم پال کو معقولیت سے کام لینے پر آپ حسب منشاء ہماری اپیل کے مجبور کرسکے اور ہم کو انصاف سے اس کی تحریر کی پڑتال کا موقعہ دیسکے تو دنیا آپکی دور اندیشی کی تعریف کریگی اور ہندو مسلمان سب صداقت کا چہرہ دیکہنے کے قابل ہوسکینگے۔

نہ صرف قرآنی تعلیم کے متعلق آپکو پوزیشن صاف کرانی چاہیئے بلکہ اس کے ان بیانات کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہیئے جو اس نے وید کی بابت دئے ہیں۔ تہذیب الاسلام جلد اول صفحہ ۸ پر وہ لکہتا ہے۔

معلوم نہیں التقدیر نے مجہے کس پاپ کی سزا میں ایسے گڑہے میں پہینکا تہا کہ جس میں ایک مدت تک گرا رہا آخر آنکہوں سے پٹی کہل گئی تو معلوم ہوا کہ گمراہی میں منڈلاتا پہرتا ہوں فوراً اس سے باہر آگیا،

تہذیب الاسلام جلد ۲۔ ۳۔ ۴ کے پہلے وہ دیباچہ لکہتا ہے اس میں بتاتا ہے کہ میں نے سالہا سال کی چہان بین کے بعد قرآنی تعلیم کو اپنے دماغ عقل و فکر کے لئے مہلک دشمن پاکر ۱۴ جون ۱۹۰۳ء کو داڑہی مونچہہ کے ساتہہ وداع کیا۔

تہذیب الاسلام جلد اول صفحہ ۱۹ پر وہ لکہتا ہے کہ۔

اگر جنابعالی سے حضور کی یہ رائے ہو کہ میں نے قرآن کو بغور نہیں پڑہا یا مسائل اسلام پر تفکر نہیں کیا تو آپکا یہ خیال سراسر غلط ہے۔

ترک اسلام کے شروع میں وہ لکہتا ہے کہ

آریہ سماج کی طرف سے مجہے دولت روپیہ عزت مرتبہ یا کسی دیگر حقوق کا لالچ نہیں دیا گیا...... آریہ سماج کے کسی آدمی نے مجہے نہیں بہکایا۔ آریہ سماج کے کسی لکچر نے مجہے نہیں کہینچا بلکہ اس صداقت نے مجہے کشش کیا جو آئندہ میری طرح اور بہی

کفنوں کو کھینچے گی

دہرم پال سمجھتا ہے اس میراسی کی شاگردی کرنے سے کام چل جائیگا جب
نے ملزم کی بدچلنی کے متعلق چشم دید شہادت دیتے ہوئے ملزم سے اشارہ
پایا کہ میں تجھے راضی کر دونگا۔ تو سارے بیان پر پانی پھر گیا یہ کہکر اس کے بعد
مجھے جاگ آگئی۔ گویا امر واقعہ چشم زدن میں مبلغ علیہ السلام کے جادو سے خواب بن گیا
دہرم پال بھی ایسی حکمت عملیاں سوچ رہا ہے لیکن یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے
اس کا اب دعوٰی کہ دنیا امر محال ہے وہ خود اندر دسمبر ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۷۰۹ سے تو
دلچسپ گفتگو پڑہے جو ایڈیٹر الحکم سے اس کی ہوئی تھی۔ اس کے دوران میں وہ
لکھتا ہے

شیخ صاحب خیر جانے دیجئے یہ تو مفت کے جھگڑے ہیں آپ یہ بتائیے کہ ویدک دہرم
میں آکر کیا ملا۔

میں (دہرم پال) مجھے روشنی ملی جس کا میں کبھی ہی سے طالب تھا۔

شیخ صاحب! مین نے آپکا وہ حال پڑہا لیکن آپکو غلط بتایا گیا تھا۔

میں۔ خیر غلط ہو یا صحیح مجھے روشنی کی ضرورت تھی اور وہ مجھے مل گئی۔

شیخ صاحب! کیا اب آپ کو پورا اطمینان قلب حاصل ہے۔

میں! ہاں مجھے مذہبی لحاظ سے پورا اطمینان قلب حاصل ہے۔ باقی رہا جسمانی تکالیف
کی وجہ سے کبھی شکایت عالم گیر بات ہے۔

شیخ صاحب! کیا اب آپکو مذہب کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے؟

میں۔ ہرگز نہیں مطلق نہیں مین ایک مکمل روشنی میں آگیا ہوں شک و شبہ کی
گنجائش تاریکی میں ہوا کرتی ہے، روشنی میں جو چیز جیسی ہے ویسی ہی نظر آجایا کرتی
ہے میرا دماغ اس روشنی کو پا کر اس قسم کے شک و شبہات سے قطعی آزادی حاصل
کر چکا ہے میرے شکوک قطعی رفع ہو چکے ہیں جب دماغ شکوک سے آزاد ہو گیا تو
دل کو شانتی مل جانا ایک قدرتی بات ہے دماغی زنجیریں ٹوٹ گئیں دل آزاد ہو گیا

دل کی آزادی ہی حقیقی آنند ہے۔

ناظرین! شک و شبہ کی منزل سے گذر چکنے اور مکمل روشنی پا کر آزاد ہو چکنے کے دعاوی کرنے کے بعد اگر کسی شخص کا ویدک دھرم سے جدا ہونا ممکن ہے تو ایسی صورت ہیں کہ وہ اپنی کمزوریوں سے دھکے کھا رہا ہو جس طرح ہم اس کتاب میں واضح کر چکے ہیں تاہم وہ اگر کوئی بیان معقول ان تمام تحریروں کے خلاف دیکھتا ہو تو ہم پبلک بہتری کے لئے ان پر بے تعصبی سے اور اپنے پورے علم کے مطابق انصاف سے غور کرنے کو تیار ہیں۔

اگرچہ کفر توڑ میں ویدک سدھانتوں کے خلاف وہ کچھ لکھ نہیں سکا تاہم نجات تناسخ۔ ہون۔ اپنساد۔ نیوگ پر اس نے تحول کے طور پر ریمارکس کئے ہیں پہلے ان پر سنجیدگی سے وچار کر کے ان کی صداقت بھی ثابت کر چکا ہے چنانچہ زیادہ سے زیادہ اعتراض جس مسئلہ نیوگ پر مسلمان ہنسائی کرتے ہیں اس کے متعلق خود اس کے الفاظ ترک اسلام میں یہ ہیں مقابلہ کیجئے اس تحریر کا اور اس کے موجودہ الفاظ کا۔

بیشک وہ ملک اور قوم اور اس ملک اور اس قوم کے وہ مرد اور عورتیں جو برہمچریہ کے نام سے بھی ناآشنا ہوں اور جن کے لئے برسوں تک پورن برہمچاری اور برہمچارنی رہ کر تحصیل علوم کرتے ہوئے تمام حیوانی جسمانی اور نفسانی جذبات پر پورا پورا تصرف حاصل کرنا اور پھر اس کے بعد محض بقاء نسل کے لئے باہمی خاص تعلق پیدا کرنا ناممکن ہو گیا ہو وہ اگر نیوگ کو زناکاری کہیں تو بجا ہے اور وہ معذور ہیں مگر میں اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ چونکہ اس پہلو میں کسی سوسائٹی کی گری ہوئی حالت ہونے کے سبب مسئلہ نیوگ پر عمل نہیں کیا جا سکتا تو یہ مسئلہ ہی غلط ہوا نہیں سوسائٹی کسی اعلیٰ یا پاک اصول کو کمزوری یا جہالت کی وجہ سے فراموش نہیں کر سکتی مگر وقت آنے پر خاص سامانوں کے پیدا ہو جانے سے جب وہ کمزوری اور جہالت دور ہو جاتی ہے۔ تو وہ اصول ایسی ہی روشنی

سے چمکنے لگ جاتا ہے جیسے آریہ عورت کی لا کھوں برسوں سے پتھروں کے نیچے
دبی ہوئی ۔ خالص توحید کا سورج کہ جسکو بال برہمچاری سوامی دیانند سرسوتی
جی نے خود غرض لوگوں کے ہاتھ میں چند دیدوں کے اندر سے ایسی آب وتاب
سے ہویدا و پیدا کر دیا کہ جس کی کرنوں سے آریہ عورت کے لوگ ہی انہیں
چندھیا گئے ۔ بلکہ ہزاروں میلوں کے فاصلہ پر امریکہ میں بیٹھا ہوا انڈرو جیکسن
ڈیوس بھی چکرا گیا ہیں جب روشنی سے پتھر پتھر نظر آنے لگ گئے اور جس روشنی
کو پاکر ہزاروں نا آدمی منہ سے ہڈیوں کو ٹکرا کر درندہ پن سے نکل آئے
اسی روشنی نے مسئلہ نیوگ کا بھی پرکاش کیا کہ جس کے لئے آج کل چاروں
طرف سے بعض ہندو ۔ سکھ ۔ مسلمان بھائی وہ الفاظ مقرر کر رہے
ہیں جو میری رائے میں آج کل بعض نکاح و بیواہ پر عائد ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ وہ
مرد اور عورت جو پورن برہم چاری نہ رہکر جذبات پر قابو نہیں ہو سکتے وہ نکاح
یا بیواہ تو موجودہ رسم کے مطابق بے شک کر سکتے ہیں مگر نیوگ نہیں کر سکتے ۔ اگر
کریں تو وہاں پاپ کی بھاگی ہونگے کیونکہ نیوگ وہ پاکیزہ مسئلہ ہے کہ جس کی شرائط
کو پورا کرنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے ''

مسئلہ نیوگ کے متعلق دھرمپال کی مذکورہ بالا رائے اور موجودہ الفاظ کا مقابلہ بیحد
بے تعصب مثلاشیان حق کے لئے اسکی تحریروں کے اصلی راز کی کلید ہوگا ۔ معقول بحث
اور سوانگ بازی یا بدنیتی کے ریمارکس میں بڑا فرق ہے ۔ شریف کہتا ہے لالجی کا عزیز یا داماد
آیا لیکن شریر کہتا ہے ۔ لالہ کی لڑکی کا یار آیا ۔ ایسا ہی ربہ کا والد یا والد بزرگوار محمد ہے
لوگوں سے اس کی ماں کا یار کہلاتا ہے پس سنجیدہ اصحاب کو ہمیشہ مدلل اور معقول تحریر
اور گندے مذاق پر مبنی ریمارکس میں تمیز کرنی چاہئیے ۔ کونسی بات ہے جو انسان اپنے مذاق
کے رنگ میں نہیں رنگ سکتا ۔ تہذیب الاسلام میں دھرمپال حکیم نورالدین کے مذاق کا
ذکر کرتا ہے کہ وہ رگوید کے پہلے الفاظ اگنیم ایڑے کو پنجابی زنانی بولی کے الفاظ میں اگ نی
اڑئیے بتاتا ہے اور [illegible] لفظ کو پنجابی کا سواد یا را کہہ کہتا ہے ۔ اس کے جواب میں دھرمپال

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی یہ اصلیت بتاتا ہے:-

"ایک پنجابی سادہو مکہ میں پہونچا شہر سے باہر دہونی لگا کر اور اپنے ... بیٹھ گیا۔ حضرت محمد صاحب نے اسوقت تک پیغمبری کا دعوےٰ ... نہیں کیا تھا جب وہ شہر سے باہر سادہو کی زیارت کے لئے آئے اثنائے بات چیت میں چیل جسکو پنجابی میں اِل کہتے ہیں۔ ترسول پر آکر بیٹھ گئی۔ ترسول چیل یعنی اِل کے پیٹ میں چھپ گیا۔ سادہو جی دیالو تھے۔ گھبرا کر اپنی پنجابی زبان میں بولے اِل لہ محمدا ترسولوں اِل اکہ، پنجابی میں لہ کہتے ہیں اوتارنے کو اور آ پکارنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اردو میں اس کا ترجمہ ہوا اوتار دے اُتار چیل اُتار دے ترسول چڑھ سے چیل اُتار، جب حضرت محمد صاحب نے چیل اوتار دی تو سادہو بہت خوش ہوئے اُنہوں نے اُنکو اپنا اشیر باد دیا کہ جاؤ اس کار خیر کے بدلے بڑا آدمی ہوگا۔ دیکھ ہماری یادگار میں ہمارے بولے ہوئے لفظوں کو اپنا کلمہ بنانا لہ اوله اِل لہ محمدا ترسولوں اِل لہ" کا لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اسلامی کلمے پر مذاق اُڑانیوالا دہرمپال اگر دیدنستر پر مخول اڑادے تو معمولی بات ہے لیکن اس دل لگی یا مسخرا پن کا نام مذہبی بحث نہیں ہوسکتا۔ نہ سنجیدہ بحث میں سفید ... ہوسکتی ہے۔ شریر لفظ کے معنے بھاشا میں جسم ہیں اور اردو فارسی میں شرارت کرنیوالا۔ پس بھاشا عبارت کی تاویل کرتے ہوئے شرارت کے اور اردو الفاظ کی تفسیر میں جسم کے معنے ٹھونسنا منشاء متکلم کے خلاف ہوگا۔ اسی طرح موقعہ ومحل کے خلاف الفاظ کا استعمال کرنا وغیرہ سے معمولی سمجھ کے لوگوں کو خود غرض آدمی دہوکا دیسکتے ہیں۔ بحث کا اصل مدعا سنجیدگی اور مضبوط دلائل سے ہی پورا ہوسکتا ہے۔ اور ہم مسلمان بھائیوں کے انصاف پر اس امر کو چھوڑیں گے کہ دہرمپال کی تحریر کسی صورت میں بھی سنجیدہ مذہبی بحث کہلاسکتی ہے۔ اسی طرح جب وہ خود ثابت کرچکا کہ دین اسلام بزور شمشیر پھیلا اس دعوے کے ثبوت میں تاریخی حوالے دیچکا تو اب بلا تاریخی ثبوت کے اس کی تردید کرنے سے اسلام کی پوزیشن کبھی صاف ہوسکتی ہے۔ اس نے اپنے باپ کو

ن وغیرہ کے خیالات کے لحاظ سے اعلیٰ ظاہر کیا ہے
[illegible] اپنا دت ہے۔ یہ امر غیر متعلق ہے۔ ہاں اسی کتاب دیوسماج میں
[illegible] باپ آریہ کہلا [illegible] پڑھا جاوے تو وہ اپنے خاندان کے متعلق اقبال کرتا ہے
[illegible] ق تھا۔ اسکے آباؤ اجداد آریہ تھے اسکا گوتر آسمد رشیوں کا
ن گوتر کے لوگوں کو وہ اس امر کی شہادت بتاتا ہے کہ۔ مجھ کے آباؤ
[illegible] اور شمشیر ان کے بھائی بندوں سے علیحدہ کیا گیا تھا " دھرمپال لکھتا
باپ مجھے اپنے آباؤ اجداد کی دردناک کہانی سنایا کرتا تھا۔ اور کہتا تھا زمانہ
قام نے رہا ہے یقینی مسلمان تنزل کر رہے ہیں۔ غرضیکہ مسلمان بھائیوں کے لئے
[illegible] روشن کی طرح عیاں ہے کہ دھرمپال کی دماغی اختراعات اس کے خود غرضی پر
[illegible] ات اور لفظوں فقروں کی من مانی تاویلات نیز بگہر لیات و ذلیلیات کسی
[illegible] یں مذہبی بحث نہیں کہلا سکتیں بلکہ یہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ دھرمپال کیلئے ویدک
[illegible] توں کے متعلق معقول اعتراض کرسکنا ناممکن ہے تاہم مسلمان بھائی اپنے تمام علماء
[illegible] مدد چاہیں آسے مدد دلادیں اور معقولیت سے سمجھوا دیں۔ اور آریہ
[illegible] بھی علم اور عقل سے سچائی کی وکالت کریں۔ تو نتیجہ نیک ہوسکتا
[illegible] کفر توڑ کی طرز تحریر محض مکاری پر مبنی ہے اس طرز کا یہ نتیجہ ہو سکتا ہے کہ آریہ
[illegible] ہندو دین اسلام کے متعلق زور سے لکھیں جہاں دھرمپال شکوں سے
جب بھر جاوے وہاں دوسرے لوگوں میں کشیدگی بڑھتی جاوے۔ اس
نے چالاکی اور شرارت سے دام مارگیوں کی برائیوں کے ذکر سے ویدک دھرم کے
خلاف اثر ڈالنا چاہا۔ لیکن مصنف ملیکھش توڑ نے کئی ثبوت اس امر
[illegible] کے پیش کئے ہیں کہ وام مارگی مسلمانوں کے بزرگ [illegible] ہی ہیں چنانچہ ہم اشارات
[illegible] پھیلا دیئے آئے اور صوفی کے قوانین کا باغور مطالعہ اسی نتیجے پر پہنچاتا ہے چنانچہ
[illegible] ب اخبار میں ہدایت دی گئی ہے کہ
[illegible] ہنہ قرابتی۔ اپنے باپ اپنی ماں۔ باپ کی جورو بہن۔ باپ کی بیٹی۔ ماں کی

(۱۹) بیٹے کی بیٹی ۔ باپ کی جورو کی بیٹی ۔ باپ کی بہن ماں کی بہن ۔
یا بیوی کی اپنی بہو ۔ کسی کی برہنگی ظاہر نہ کر آگے چل کر یہ لکھا ہے
تو مرد کے ساتھ جس طرح عورت کے ساتھ سوتا ہو مت سو ۔ یہ
اور کسی حیوان کے ساتھ جماع مت کر تاکہ تو اپنے سے آپ کو گندہ نہ کرے
عورت کسی حیوان کے آگے جا کھڑی ہو کہ اس جماع کرائے ۔ وغیرہ وغیرہ یعنی
غرضیکہ بے شمار اقتباسات انجیل متعلقہ بزرگان اسلام سے وارث کے
ان میں وہ تمام باتیں درج ہیں جو دہرم پال وام مارگیوں کی بابت
ہمیں امید ہے کہ مسلمان بھائی ان اشارات سے پورا فائدہ پائیں گے
جیسے خطرناک شخص سے محتاط ہوتے ہوئے معقولیت سے اصلیت کے
ظاہر ہونے کا موجب ثابت ہوں گے پرماتما کریں ہم سب انسان جھوٹھ
اور سچ کے پرکاش کے لئے متفقہ طاقت لگا سکیں ۔ اوم شم